UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226544
UNIVERSAL
LIBRARY

جلد ۹ نمبر ۴ ۔ ۱۹۲۶ء بابت ماہ اپریل — تاریخ اشاعت ہر مہینے کی ۱۶ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۷۴

اِنّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّیٰ یغیّروا ما بانفسہم

اپریل ۱۹۲۶ء

رسالہ القریش امرتسر

النّاس تبعٌ لقریش فی الخیر والشر

قریشیوں کا قومی اسلامی اصلاحی اور تاریخی رسالہ

جو

افرادِ قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور نوجوانانِ قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و ثابت قدمی صلۂ رحمی و ایثار نفسی محنت و جفاکشی، احسان و مروت خاندانی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینے اور رسوماتِ بد و قبیحات سے بچنے کی تلقین کرنے کیلئے

رونق منزل امرتسر سے ماہوار شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر
محمد علی رونق صدیقی

شرحِ قیمت سالانہ متمول حضرات سے للعہ ر، متوسط احباب سے للعہ ر، طلبا سے ۲؍ مع محصول ڈاک، نمونہ کا پرچہ بلاقیمت

فہرستِ مضامین

اسلام تلوار سے پھیلا یا صداقت سے	۳	ہمتِ عالی سے قائم ہے وقارِ زندگی
مسلمانوں کی ترقی	۵	متفرقات
حیاتِ مسلم اور فقدانِ حریت و صداقت	۸	یارانِ قریش
قومی ترقی کے حیرتناک مناظر	۱۱	قلمرو دکن
کشتگانِ رسوم	۱۳	سنا ہے آج

روز بازار الیکٹرک پریس امرتسر میں باہتمام شیخ ...

متبرک تحفہ

چاندی کی نہایت ہی خوشنما دلفریب اور منقش انگوٹھی کے چھوٹے سے ہشت پہلو خوشنما سرخ یا سبز یا آسمانی نگینہ پر حیرت انگیز صنعت سے خوشنما سنہری بیل کے درمیان پختہ سنہری سیدھے خوشنما حرفوں میں تمام صورت قل ہو اللہ شریف ایسی خوشنما اور صاف کندہ ہے کہ دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے فی انگوٹھی دو روپے اگر سورہ قل ہو اللہ کے نیچے اپنا نام بھی خوشنما سنہری سیدھے حرفوں میں کندہ کرائیں تو فی انگوٹھی ۲/۴ اسی قسم کا کلمہ طیبہ یا نصر من اللہ و فتح قریب یا اللہ اکبر یا سبحان یا ماشاء اللہ یا حسبی اللہ و نعم الوکیل یا الیس اللہ بکاف عبدہ یا سلام قولا من رب الرحیم کندہ شدہ نگینہ والی انگوٹھیوں میں سے ہر ایک کی قیمت عہ اور مع نام خریدار عہ آٹھ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر ایک نگینہ نمونتاً منگالیں۔ رسالہ کا حوالہ ضرور دیں۔

وعدہ اگر انگوٹھیاں اشتہار کے خلاف ہوں تو واپس کر کے مع محصول اپنی قیمت منگوالیں۔

مینیجر کارخانہ متبرک انگوٹھی گوجراں سٹریٹ
پانی پت ضلع کرنال

ہندوستان بھر کا واحد تعلیمی ہفتہ وار اخبار
اخبار تعلیم لاہور

یہ بات مسلمہ ہے کہ کسی ملک کی زندگی اور موت کا انحصار محض اسکی تعلیم پر ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ملک کی تعلیمی حالت نہایت ہی گری ہوئی ہے۔ چنانچہ تعلیم سے بے اعتنائی کا یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ ملک بھر میں اخبار ہذا کے اجرا سے پہلے کوئی بھی تعلیمی اخبار نہ تھا پس یہ اخبار تعلیمی معاملات کے دو ماہرین کامل کی ایڈیٹری میں ۱۵ اپریل ۱۹۲۰ء کو محض تعلیمی معاملات پر بحث اور رائے زنی کرنے اشاعت تعلیم کی تجاویز سوچنے سررشتہ تعلیم کے جملہ اہلکاران بالخصوص کم تنخواہ مدرسین کی سرپرستی وکالت اور ترجمانی کرنے اور ہر قسم کے علمی عملی اور اخلاقی مضامین اور نیز تازہ بتازہ اطلاعات اور خبروں کے شائع کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے جسے سرکاری اور غیر سرکاری طور پر کثرت سے سکولوں میں بہم پہنچایا گیا ہے اور ہر ایک خواہ ملک و قوم کو اسکا خریدار بنکر مستفید ہونا چاہیئے چندہ سالانہ عہ۔ لکھائی چھپائی کاغذ دیدہ زیب ہے۔ نمونہ مفت ارسال ہوتا ہے

منیجر متصل انارکلی لاہور

انجمن تبلیغ الاسلام لاہور

قرآن المجید کے مطالعہ اور تاریخ اسلام پر نظر کرنے سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کہ مذہب اسلام کی غرض و غایت صرف تبلیغ احکام اسلامی ہے جسے ہر مسلمان کی نجات اخروی متصور ہے۔ اخبار و رسالوں میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ غیر ممالک میں جا کر انہی کی زبانوں میں تبلیغ احکام کیا جانا ضروری ہے۔ جو انجمن ہذا کے خیال میں کثیر اخراجات اور مکمل علماء جو کسی مذکور ملک کی زبان پر کافی دسترس رکھتے ہوں کے سوائے الحال متعذر تبلیغ اسلام کی ہے چنانچہ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ سے محبان اسلام نے اعزازی طور پر (بلا تنخواہ) اس خدمت کو اپنی اپنی لیاقت کے مطابق مختلف دیار و امصار میں انجام دیا اور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ تسلیم کرنا پڑا کہ تنخواہ دار مبلغین کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

لہٰذا قرار پایا کہ اس اہم مقصد کی تکمیل کیلئے تنخواہ دار مبلغین ملک ہند کے مختلف اکناف میں بھیجے جاویں۔ جو ارکان خمسہ کی بجا آوری کیلئے تشویق و تحریص دلائیں۔ اور ان تنخواہ دار مبلغین کے اخراجات کیلئے کافی سرمایہ جمع کیا جائے۔

بنا بریں برادران اسلام کی خدمت میں نہایت محبت سے درخواست ہے۔ کہ جہاں جہاں اعزازی مبلغین سفر کریں۔ ان کی اعانت کرنے میں دریغ نہ کیا جاوے۔ اس عظیم الشان خدمت کو مخیر احباب فراخ دلی سے انجام دیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

خط و کتابت و ترسیل زر پتہ ذیل پر ہونی چاہئے۔

خادم الاسلام
حکیم خلیفہ محمد عبداللہ قریشی مہتمم انجمن تبلیغ الاسلام و مالک مطب ... لاہور موچی دروازہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

القریش امرتسر

اسلام تلوار سے پھیلا یا صداقت سے

دشمنانِ اسلام اس مسئلہ کو بڑی اہمیت دیتے ہیں کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ حالانکہ روزمرہ کے واقعات سے صاف عیاں ہے کہ جن دلوں میں حق و صداقت کی تلاش کا جوش و ولولہ ہوتا ہے وہ دنیا کے تمام مذاہب کی مطالعہ کے بعد آخر اسلام اور دین الفطرۃ ہی کو نجات کا سیدھا راستہ پاکر بطیب خاطر قبول کرتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آریہ مذہب کے تعلیمی مرکز دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور کے پروفیسر لالہ شیو ناتھ شرما بی۔ ایل۔ سی اکسفورڈ نے اپنے مذہب کا بطلان کرتے ہوئے دین حقہ قبول کیا ہے۔ کیا مخالفین بتلا سکتے ہیں۔ کہ ان کی گردن پر بھی کسی نے تلوار رکھی تھی۔ کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کردئے جاؤ گے محض حق و صداقت کی کشش ہے کہ کھینچ رہی تھی۔ جموں کے علاقہ میں فروری کے ایک مہینہ میں ۳۶۶ ہندو مسلمان ہوئے۔ وہاں کونسا ہنگامہ ہوا۔ اور کون سی طاقت تھی جو انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ یہی دین اسلام! مخالفین خوب سمجھ لیں کہ اسلام کے نور سے جن لوگوں کے دل منور ہوئے۔ جو اس سلک میں منسلک ہوئے۔ کوئی طاقت و قوت نہیں جو انہیں پھر اس راہ سے متزلزل کر سکے۔ ملتان میں نومسلم غریب پر اسلام کے جادۂ مستقیم سے منحرف کرنے کیلئے کس نے جور و ظلم کئے۔ بید ریغ مارا اور کوٹھڑی میں بند کر کے کس نے اذیتیں دیں۔ اور اسکا نتیجہ کیا ہوا؟

ذیل میں زمانہ بعثت کے چند اہم تاریخی واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ مخالفین آنکھیں کھولیں۔ اور غور کریں۔ کہ "اسلام تلوار سے پھیلا یا صداقت سے" حضرت عمرؓ اور عتبہ و شیبہ جیسے زبردست لوگوں نے دینِ حقہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور ایسا کیا کہ دنیا جانتی ہے۔

آنحضرتؐ نے جب اعلان دعوت کیا۔ اور بت پرستی کی علانیہ مذمت شروع کی تو قریش کے چند معززوں نے ابوطالب سے آکر شکایت کی۔ ابوطالب نے نرمی سے سمجھا کر رخصت کرایا۔ لیکن چونکہ بنائے نزاع قائم تھی۔ یعنی آنحضرتؐ ادائے فرض سے باز نہ آسکتے تھے اسلئے یہ سفارت دوبارہ ابوطالب کے پاس آئی۔ اس میں تمام رؤسائے قریش یعنی عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ۔ ابوسفیان۔ عاص بن ہشام ابوجہل۔ ولید بن مغیرہ۔ عاص بن وائل وغیرہ شریک تھے۔ ان لوگوں نے ابوطالب سے کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے۔ ہمارے آباو اجداد کو گمراہ کہتا ہے ہم کو احمق ٹھہراتا ہے۔ اسلئے یا تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ۔ یا تم بھی میدان میں آؤ۔ کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابوطالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہو گئی ہے۔ قریش اب تحمل نہیں کر سکتے

اور میں تنہا قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر لفظوں میں کہا - کہ جان عم! میرے اوپر اتنا بار نہ ڈال - کہ میں نہ اٹھا سکوں - رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ظاہری پشت و پناہ جو کچھ تھے ابوطالب تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اب ان کے پائے ثبات میں بھی لغزش ہے - آبدیدہ ہو کر فرمایا - خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دیدیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤنگا - خدا یا اس کام کو پورا کریگا - یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤنگا - آپ کی پر اثر آواز نے ابوطالب کو سخت متاثر کیا رسول اللہ صلعم سے کہا جا! کوئی شخص تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا -

آنحضرت صلعم بدستور دعوت اسلام میں مصروف رہے - قریش اگرچہ آنحضرت صلعم کے قتل کا ارادہ نہ کر سکے - لیکن طرح طرح کی اذیتیں دیتے رہے - راہ میں کانٹے بچھاتے تھے - نماز پڑھنے میں جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے تھے - بدزبانیاں کرتے تھے - ایک دفعہ آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے - عقبہ بن معیط نے آپ کے گلے میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچی کہ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے - قریش متحیر تھے کہ آپ یہ سب سختیاں کیوں جھیلتے ہیں؟ انسانی دماغ ایسی سخت نفس کشی اور جانبازی کا مقصد جاہ و دولت اور نام و نمود کی خواہش کے سوا اور کیا خیال کر سکتا ہے - قریش نے بھی یہی خیال کیا - اس بنا پر عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے آنحضرت صلعم کے پاس آیا اور کہا محمد! کیا چاہتے ہو؟ کیا کوئی ریاست؟ کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی؟ کیا دولت کا ذخیرہ؟ ہم یہ سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں - اور اس پر بھی راضی ہیں کہ کل مکہ تمہارا زیر فرمان رہیگا - لیکن ان باتوں سے باز آؤ - عتبہ کو اس درخواست کی کامیابی کا یقین تھا - لیکن ان سب ترغیبات کے جواب میں آپ نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں -

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ

یعنی اے محمد کہدے کہ میں تمہیں جیسا آدمی ہوں - مجھ پر وحی آئی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے پس سیدھے اسکی طرف جاؤ اور اسی سے معافی مانگو -

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ط

کہدے کہ کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی اور تم خدا کے شریک قرار دیتے ہو وہی سارے جہان کا پروردگار ہے -

عتبہ واپس گیا تو وہ عتبہ نہ تھا - اس نے قریش سے جا کر کہدیا کہ محمد جو کلام پیش کرتے ہیں - وہ شاعری نہیں کوئی اور چیز ہے - میری یہ رائے ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو - اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آجائیں گے تو تمہاری ہی عزت ہے ورنہ عرب انکو خود فنا کر دیگا - لیکن قریش نے یہ رائے نامنظور کی -

آنحضرت صلعم کے اعمام میں سے حضرت حمزہ رض کو آپ سے خاص محبت تھی - وہ آپ سے صرف دو تین برس بڑے تھے - اور ساتھ کے کھیلے تھے - دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا - اور اس رشتہ سے بھائی بھائی تھے وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے - لیکن آپکی ہر ادا کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے - ان کا مذاق طبیعت سپہگری اور شکار افگنی تھا - معمول تھا - کہ منہ اندھیرے تیر کمان لیکر نکل جاتے - دن بھر تمام شکار میں مصروف رہتے شام کو واپس آتے تو پہلے حرم میں جاتے - طواف کرتے - قریش کے رؤسا صحن حرم میں الگ الگ دربار جما کر بیٹھا کرتے تھے - حضرت حمزہ ان لوگوں سے صاحب سلامت کرتے - کبھی کبھی کسی کے پاس بیٹھ جاتے - اس طریقہ سے سب سے یارانہ اور سب لوگ ان کی قدر و منزلت کرتے تھے -

آنحضرت صلعم کے ساتھ قریش جس بے رحمی سے پیش آتے تھے - بیگانوں سے بھی دیکھا نہ جا سکتا تھا - ایک دن ابوجہل نے رو در رو آپ کے ساتھ نہایت سخت گستاخیاں کیں ایک کنیز دیکھ رہی تھی - حضرت حمزہ شکار سے آئے تو اس نے تمام ماجرا کہا - حضرت حمزہ رض غصہ سے بیتاب ہو گئے تیر و کمان ہاتھ میں لئے حرم میں آئے اور ابوجہل سے کہا "میں مسلمان ہو گیا ہوں" آنحضرت صلعم کے جوش حمایت میں انہوں نے اسلام کا اظہار تو کر دیا لیکن گھر پر آئے تو متردد تھے کہ آبائی دین کو دفعتہً کیونکر چھوڑ دوں - تمام دن سوچتے رہے - بالآخر غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ دین برحق یہی ہے -

حضرت عمر رض کا ستائیسواں سال تھا کہ آفتاب رسالت طلوع ہوا - حضرت عمر رض کے گھرانے میں زید کی وجہ سے توحید کی آواز نا مانوس نہیں رہی تھی - چنانچہ سب سے پہلے زید [illegible]

بہن فاطمہ سے ہوا تھا۔ اس تعلق سے فاطمہ بھی مسلمان ہو گئیں اسی خاندان میں ایک اور معزز شخص نعیم بن عبداللہ نے بھی قبول اسلام کر لیا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ ابھی تک اسلام سے بیگانہ تھے۔ ان کے کانوں میں جب یہ صدا پہنچی تو سخت برہم ہوئے یہانتک کہ قبیلہ میں جو لوگ اسلام لا چکے تھے ان کے دشمن بن گئے۔ لبنیہ ان کے خاندان کی کنیز تھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا اس کو بے تحاشا مارتے اور مارتے مارتے تھک جاتے اور کہتے کہ دم لے لوں تو پھر مارونگا۔ لبنیہ کے سوا اور جس پر قابو چلتا تھا زدوکوب سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ لیکن اسلام کا نشہ ایسا تھا کہ جس کو چڑھ جاتا اترتا نہ تھا ان تمام سختیوں پر ایک شخص کو بھی وہ اسلام سے بد دل نہ کر سکے۔ آخر مجبور ہو کر (نعوذ باللہ) خود بانی اسلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ تلوار کمر سے لگا سیدھے رسول اللہؐ کی طرف چلے کارکنان قضا نے کہا ع

آمد آں یارے کہ ما مے خواستیم

راہ میں اتفاقاً نعیم ابن عبداللہ مل گئے۔ اُن کے تیور دیکھکر پوچھا خیر ہے؟ بولے کہ محمدؐ کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو خود تمہارے بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں۔ فوراً پلٹے اور بہن کے ہاں پہنچے۔ وہ قرآن پڑھ رہی تھیں۔ اُن کی آہٹ پا کر چپ ہو گئیں اور قرآن کے اجزا چھپا دئے۔ لیکن آواز اُن کے کانوں میں پڑ چکی تھی بہن سے پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی؟ بولیں کچھ نہیں اُنہوں نے کہا میں سن چکا ہوں۔ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریباں ہو گئے۔ اور جب ان کی بہن بچانے کو اٹھیں تو ان کی بھی خبر لی۔ یہاں تک کہ ان کا جسم لہولہان ہو گیا۔ لیکن اسلام کی محبت اس سے بالاتر تھی۔ بولیں کہ "عمر جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہیں سکتا۔ ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر خاص اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ ان کے جسم سے خون جاری تھا۔ یہ دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی۔ فرمایا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے۔ مجھکو سناؤ۔ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لا کر سامنے رکھ دئے۔ اٹھا کر دیکھا کہ یہ سورہ تھی۔

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ط

زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے خدا کی تسبیح پڑھتا ہے اور خدا ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

تو بے اختیار پکار اٹھے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سبحان اللہ یہ ہر حق و صداقت کہ تسخیر قلوب کا اثر رکھتی ہے اور اپنے پرتو سے نور علیٰ نور کر دیتی ہے۔ دشمنان اسلام علاقہ ارتداد میں تلواروں اور لاٹھیوں کی شوق سے نمائش کریں آخر فتح و نصرت دین اسلام کی ہوگی۔

[illegible] العالمین

مسلمانوں کی ترقی

اس وقت نئے خیال کے مسلمانوں میں دو تحریکیں سرعت سے جاری ہیں۔ تعلیمی اور سیاسی۔ تعلیمی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ مغربی تعلیم سے مدارج علیا پر پہنچیں۔ دوسری قوموں میں ممتاز ہوں۔ سیاسی تحریک کی غایت یہ ہے کہ گورنمنٹ کے اُن مدارج پر فائز المرام ہوں۔ جو وقیع سمجھے جاتے ہیں۔ پرانے خیال کے مسلمان اس خیال پر جمے ہوئے ہیں۔ کہ جبتک کل اسلامی اصول و احکام کی پابندی نہ کریں گے۔ ہماری ترقی نہیں ہوگی۔ نئے خیال کے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ اہل یورپ برسر ترقی ہیں۔ حالانکہ وہ ان اصول کے پابند نہیں۔ تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ یورپ میں۔ جاپان میں اسلام نہیں۔ مگر وہاں زبردست حکومتیں ہیں۔ تمول کی حد ہو گئی ہے۔ تجارت اور تمام دیگر علوم و فنون ترقی کے درخشندہ

پُرانے خیال کے مُسلمان جب قرآن پاک اور حدیث شریف پر نظر غائر ڈالتے ہیں۔ تو اُن کو ایک مسلم کی زندگی کا مقصد اور اس دُنیا میں بھیجے جانے کی غرض یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ دینداری کا نمونہ بنیں۔ تاکہ اوروں کے واسطے حجت و دلیل ہو۔

یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ آجتک اس پر کئی بحثیں ہو چکی ہیں۔ مگر کسی صحیح نتیجہ پر مسلمان نہیں پہنچتے۔ لیکن ایک صحیح الدماغ اور سلیم الفطرت انسان اگر اس پر غور کرے تو یہ مسئلہ اسقدر ادق اور مشکل نہیں جسقدر کہ سمجھا جاتا ہے۔ وہ جب فطرت پر۔ قانون قدرت پر غور کریگا۔ تو اُسے معلوم ہوگا کہ ایک غیر مسلم بھی آگ کے انگارے پر ہاتھ رکھیگا۔ تو اس کا ہاتھ جلیگا۔ مسلمان پر اس پر ہاتھ رکھیگا تو وہ ضرور جلیگا۔ جس طریق پر ایک کافر کے ہاں اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسی طریقے پر مسلمان کے ہاں بھی ہوا کرتی ہے۔ غرض جیسے حواس مسلم کے ہیں۔ ویسے ہی غیر مسلم کے بھی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جیسا کام کوئی کرے گا۔ اس کا نتیجہ پائیگا۔ اس میں مسلم وغیر مسلم دونوں برابر ہیں۔ جو دنیاوی کاموں کے لئے کوشش کریگا۔ وہ ان میں کامیاب ہوگا۔ جو دین میں کوشش کریگا۔ وہ اسی میں فائدہ اٹھائیگا لیکن جو دونوں میں کوشاں ہوگا۔ اُسے دُنیا بھی ملیگی اور آخرت بھی۔ یہی اسلام کی حقیقی منشا ہے۔ جس کے سمجھنے میں دونوں فریق اُلجھ رہے ہیں۔

قرآن پاک نے ایک مسلم کی زندگی کا معیار قائم کیا ہے کہ

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ط

ہم نے تم کو اُمت معتدل بنایا ہے۔ تاکہ تم دوسری اُمتوں کے مقابلے میں شاہد قرار دئے جاؤ اور ہمارا رسول تمہارا شاہد ہو

اس آیہ پاک میں مسلمانوں کی غایت پیدائش بیان ہوئی ہے کہ وہ دُنیا میں ایک نمونہ و مثال ہوں۔ تاکہ دنیا و آخرت میں اور لوگوں پر حجت قائم ہو اور ایک دوسری آیہ شریف میں ارشاد کر

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

تم سب اُمتوں سے بہتر ہو۔ اسلئے کہ نیکی کی ہدایت لوگوں کو کرتے ہو اور اُنکو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لائے ہو۔

اسلام نہ تو یہ سکھاتا ہے کہ تم دُنیا کو چھوڑ بیٹھو۔ وہ رہبانیت نہیں سکھاتا۔ وہ مذہب خُدا کی طرف سے ہو نہیں سکتا۔ جسمیں دین و دُنیا دونوں نہ ہوں۔ بلکہ قرآن کریم میں پہلا ہی قصہ آدم علیہ السلام کا ہے۔ اور انہیں فرمایا گیا ہے۔ کہ تم خلیفۂ ارض ہو۔ زمین کے بادشاہ ہو۔ تمہیں دنیا کی حکومت اور خلافت بھی ہونی چاہیئے۔ ہم ان کی اولاد ہیں۔ ہمیں بھی اُنکا قائم مقام ہونا چاہیئے۔ اور نہ صرف یہی سکھاتا ہے۔ کہ تم صاحب حکومت ہو جاؤ یا مغربی تعلیم حاصل کرکے ہائی کورٹ کے جج بن جاؤ۔ بلکہ وہ اس کی بھی فرمائش کرتا ہے کہ جدہر جاؤ ایک دھیان ایک خیال دل پر محیط رہے اور وہ یہ کہ اپنے خالق و مالک حقیقی کا ڈر اپنے دلوں میں رکھو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان گناہ صرف اسلئے کرتا ہے کہ وہ خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ جب تک بندے کی لو اپنے مولیٰ سے لگی ہے۔ ایمان ہے۔ وہ ٹوٹی تو گناہ۔ غرض غفلت ہی سب بُرائیوں کی جڑ ہے اور اس کا علاج دینی کام پر عمل کرنا ہے۔

اسلام کی ترقی کا سب سے بڑا راز یہی ہے کہ اسلام جب عرب میں آیا تو اس نے فطرت و نیچر کو بگاڑنا نہیں چاہا۔ بلکہ اس نے محل اور موقع کو بدلا کیونکہ اسلام قانون قدرت سے روکنے والا نہیں۔ حکماء کے نزدیک چار امر ہیں۔ جنکو فضائل اربعہ کہتے ہیں۔ جسمیں یہ چاروں ہوں۔ وہ انسان کامل ہے۔ ایک ہو تو صرف ایک میں کامل ہوگا۔ دو ہوں تو دو میں۔ علیٰ ہذا القیاس جسمیں چاروں ہوں گے وہ سب سے کامل و اکمل ہوگا۔ وہ اُمور ہیں۔ حکمت۔ شجاعت۔ عدالت عفت۔ ان چار امروں میں جو کامل ہو وہ کامل ہے جو گر جائے۔ وہ ناقص

ان چاروں مذکورہ بالا ملکات میں افراط و تفریط ہے۔ حکمت بڑھ جائے تو وہم کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ اس میں کمی آجائے تو ابلہی۔ نادانی اور سفلگی ہو جاتی ہے۔ مذہبی حالت کے اعتبار سے عرب میں نہ وہم کی حالت تھی نہ سفلگی کی۔ یہی وجہ تھی کہ ۲۳ برس تک اہل عرب بت پرستی کی بابت میں مقابلہ کرتے رہے ان میں سفلگی نہ تھی یہ ہوتی تو وہ مردہ قوم ہوتی۔ مگر حکمت مردہ نہ تھی بلکہ افراط پر تھی۔

عدالت کی حد افراط ہے ظلم و تعدی۔ جنگجوئی اور ڈاکہ زنی وغیرہ جو اہل عرب میں موجود تھی مگر اس کی تفریط ہے۔ انظلام یعنی چشم پوشی۔ اسکا عرب میں نام بھی نہ تھا۔

شجاعت میں افراط تہور ہے۔ اور تفریط جُبن۔ عرب متہور تھے۔ مجبون (نامرد) نہ تھے۔ اسی طرح جو درجہ تھا وہ افراط میں تھا۔ تفریط میں نہ تھا۔ اور یہ ظاہر تھا کہ جو حد سے گزر گیا ہو اُسے اعتدال پر لانا آسان ہے بہ نسبت اس کے جو حد اعتدال سے بہت گرا ہوا ہو۔

حضور علیہ السلام کے عرب میں پیدا ہونیکی وجہ

بھی یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مومنین کی الٰہی جماعت تیار کرنے کے لئے وہ قوم منتخب کی جو حد اعتدال سے گری ہوئی نہیں۔ بلکہ بڑھی ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں عرب کے سوا سب ملکوں کے لوگ مردہ حالت میں تھے۔ ہندوستان ہو یا ایران۔ مصر ہو کہ یونان۔ مختصر یہ کہ ہر ایک ملک تفریط میں تھا۔ ہر ایک کے ملکات۔ فاضلہ گرے ہوئے اور مُردہ تھے۔ چونکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غائیت درجے کے نبض شناس تھے۔ اور مادۂ فطری کے مطابق کام لینا ہی مشکل کام ہے۔ جو آپ نے کر دکھایا اسلئے آپ نے ہر ایک قوت سے حسب استعداد مادۂ طبعی کام لیا۔ عرب چونکہ شجاع تھے۔ لڑاکے تھے۔ عزت و آبرو پر جان دیتے تھے۔ مگر ان کے یہ اوصاف بے موقع اور بے محل تھے۔ آپ ؐ نے ان قویٰ کو دبایا نہیں بلکہ ان سے حسب موقع اور برمحل کام لیا۔ تہور کو شجاعت کے مقام پر رکھا۔ ظلم کو انصاف سے بدل دیا۔ حکمت کو وہم سے ہٹا کر اعتدال پر رکھا۔ سہ

بجائے نغمہ نے صوت دلکش حافظ

بجائے جرعۂ مے بادہ محبت دوست

مختصر یہ کہ آپ نے ان کی ہر ایک فطرتی استعداد کو ایسے اعتدال پر قائم کر دیا کہ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چوروں نے چوری چھوڑی۔ ڈاکو ڈاکہ مارنے سے باز آ گئے۔ راہزنوں نے رہزنی ترک کی۔ زانیوں نے زنا چھوڑا۔ شرابیوں نے شراب سے منہ موڑا۔ دخترکش دخترکشی کو گناہ سمجھنے لگے۔ ظالم ظلم کو ظلم جاننے لگے۔ لوٹ مار کرنے والے لوٹ مار کو چھوڑ بیٹھے۔ غرض ایسے لوگوں کے فطری قویٰ کو روکا نہیں۔ بلکہ ان کو اعتدال پر لا کر ان سے ممالک فتح کرا دئیے۔ ان میں اخوت کا رشتہ قائم کیا۔ یتیموں کا خبرگیر بنایا۔ بتوں کی پرستش چھوڑ کر نمازی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ساجد بنایا۔ صدقہ و خیرات کا عامل بنایا۔ اور اس طرح دین و دنیا کو جمع کر کے انسان کی زندگی کا مقصد ظاہر کیا۔

ایسا آدمی کہ جسکا پیشہ آدمی چُرانے کا تھا۔ جب اُس نے بیعت کی تو وہ کوئی اور کام کر نہیں سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی اُسے ڈاکے مارنے اور آدمیوں کے چُرانے کی اجازت دے نہیں سکتے تھے۔ اُس کے مادۂ طبعی کو روکنا بھی پسند نہیں کیا۔ تو اُسے آپ ؐ نے فرمایا تو یہ فرمایا کہ تم آدمی ہی چراؤ مگر کون سے آدمی؟ جو کفار کے تختۂ مشق ہیں۔ جو مظلوم ہیں۔ اُن کو کفار کے ہاتھ سے آزاد کراؤ۔ اپنی قوم کے نادار روں کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑاؤ۔

قومیت کی بُنیاد

اپنی جان اور عزت۔ آبرو کو بچانے پر ہے۔ تمام یورپ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ شخصی فوائد کو قومی فوائد پر قربان کرنا نیچر کا اصول ہے اسی فطرت پر اسلام عرب کو تیار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کُنتُم خَیرَ اُمَّتِہٖ تم سب سے بہتر ہو سب کچھ کر سکتے ہو کسی کے دل میں اس کی برتری اور بہتری کا خیال ڈال دینا اس کے بڑھانے کے لئے کافی ہے۔ کافر اور مسلمان جب مقابل ہوئے تو کیا وجہ ہے کہ مسلمان غالب آ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اور برتر۔ دو نہیں۔ اَنتُمُ الاَعلَونَ اِن کُنتُم مُؤمِنِین

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ تمام دُنیا سے بڑھکر تم ہو۔ کیا سید برتر ہے یا شیخ یا یہ برتری کسی قوم اور ملک سے مخصوص ہے؟ نہیں بلکہ یہ بات ایک جدید قومیت سے حاصل ہوتی ہے۔ جو اس قومیت کے خلاف ہے وہ دشمن ہے۔ آج ایک گروہ کہتا ہے کہ کامیابی کا طریقہ یورپ کی تقلید ہے دوسرا گروہ کہتا ہے کہ صحابہ رضؓ کی پیروی سے کامیابی ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔ جب تک کوئی صحابہ رضؓ کی پیروی نہیں کرتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ مگر سوچنا یہ ہے کہ کیا وجہ تھی کہ عرب کے اصحاب صفہ نے دُنیا کو فتح کر لیا۔ کیا پاس اخلاص سے یا اذکار و اشغال ... یا کوئی عبادت منتر سے ... وہ کیا چیز تھی جس سے کامیابی ہوئی۔ اس کا جواب

صرف یہی ہے کہ ان میں اولوالعزمی تھی۔ خودداری تھی۔ اُن پر اپنی جان و مال۔ عزت و آبرو کو بچانے کا خیال تھا۔ اولوالعزمی وہ وصف ہے کہ جس قوم میں ہو وہ ضرور کامیاب ہوگی۔ اُسے یقیناً نفع دیگی۔ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ ایسا ہی علم ہے جس قوم میں ہوگا۔ اُسے فائدہ پہنچائے گا۔ اتحاد و اتفاق ہو تو اس سے بھی ترقی ہوگی غرض جن میں یہ اوصاف نہیں ترقی بھی اُن کے ساتھ نہیں اسلام کا منشا یہ بھی ہے۔ جھوٹ زنا وغیرہ سے بچنا۔ احسان کرنا۔ لڑائی جھگڑے اور اختلاف سے پرہیز کرنا۔ اگر کوئی مسلمان کافروں کے اوصاف اختیار کریگا۔ تو دوزخ میں جائیگا۔ اسیطرح کوئی کافر صفات حسنہ کا پابند ہوگا۔ تو ان اوصاف سے بدلے اس کی کفر جیسی سخت بُرائی میں فرق آتا جائیگا۔ اور ممکن ہے کہ وہ ایک دن راہ راست پر آجائے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کی ترقی اس میں ہے کہ وہ دین و دُنیا کے اسباب سے کام لیں۔ باہمی اتفاق و اتحاد کو اپنا شعار بنائیں اور اُسوۂ حسنہ کو اپنا دستور العمل قرار دیں۔ اور خوب یاد رکھیں۔ کہ کوئی قوم محض لفظوں سے قائم نہیں رہ سکتی اور نہ ترقی کرسکتی ہے۔ جب تک کہ اسمیں عمل کی روح موجود نہ ہو

قدم بائد اندر طریقت نہ دم
کہ اصلے ندارد دمِ بے قدم

حیاتِ مُسلم اور فقدانِ حریت و صداقت

انسانی جماعتوں کی خوشحالی و فارغبالی بہت کچھ موقوف ہے انہیں کے آپس کے تعلقات کی درستی پر اور کسی سوسائٹی کے خوشگوار حالات و معاشرت اُن میں باہمی یگانگت و محبت۔ عمدہ برتاؤ اور اچھا رکھ رکھاؤ بین ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ ان میں اخلاق کا سکہ رائج ہے ا پھر صداقت سے یہ مسلہ اگر معمور ہے کہ قومی زندگی اور حیات مایہ کی روح اخلاق ہے۔ تو آپکو مان لینا پڑیگا۔ کہ اس سے زیادہ صداقت اس میں ہے۔ کہ اخلاق کی جان "حریت رائے استقامت خیال" اور صداقت سخن اور پاسداری قول ہے۔

انسانی جماعتوں کی ساری دینی و دنیاوی چہل پہل اور حیات بشری کی ساری فلاح و سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس جنس گرانقدر کے حصول کی کوشش میں صرف ہو۔ سچ ہے کہ اخلاق کی یہ روح ہزاروں ہی خطرات سے معمور ہے۔ مگر پرواہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر صدق و حریت کیلئے مجھے جلتی ہوئی آگ میں جانا پڑے۔ مجھے دہکتے ہوئے شعلوں کی غذا بننا پڑے۔ مجھے غم نہ ہونا چاہئے۔ اگر کشاکش روزگار میرے ہر لمحۂ حیات کو تلخ کامی سے گذارے۔ مجھے رنج نہ ہونا چاہئے۔ اگر صداقت کے شربت پینے بہانے سے مجھے زہر کا پیالہ ہی پینا پڑے!

اعلیٰ کہ یہ شرف ہے انسانیت کا! یہ عزت ہے قومیت کی! کیا وہ انسانیت پھر کیا وہ قومیت جسمیں سچی حریت و صداقت نہیں!

قوم کے نظام عمل، اور نظم اخلاق کیلئے اس سے زیادہ خطرناک صورت اور کیا ہوگی کہ خطرات کا خوف شدائد کا ڈر۔ عزت کا پاس تعلقات کے قیود۔ اُس کے حقیقی احساس و افکار۔ اسکے ایمانی صدق آرا کو اپنے میں جاذب کرلیں؟

پھر وہ بھی کوئی انسانوں میں انسان کہلائے جانے کا مستحق ہے جسکا آئینہ ظاہر باطن کا عکس بردار نہ ہو؟ جسکا قول اعتقاد قلب کی غلط ترجمانی کرے؟ جس کی زبان دل کی سفارت نہ کرسکتی ہو؟ ہاں کوئی شک نہیں جبکہ اعتقاد قلب باقی نہ رہا ہو بلکہ حقیقت انسانی کتمان حق پر آمادہ ہوگئی ہو۔ جبکہ اعتبار نفس انسانیت سے گم ہوگیا۔ تو نظام خصائص اُمت کیوں نہ بکھر جائے اور منتشر ہوجائے۔

حریت و صداقت کے بارۂ خاص میں جب ہم اسلام کی اس خصوصیت کبریٰ کو دیکھتے ہیں جسکی تعلیم اس مبحث کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے کہ آزادی اسچائی کے متعلق کسقدر فطرت کے موافق ہماری نگہداشت کا سامان ہے۔ اچھا آپ تورات کے اسفار دیکھیں۔ آپ زبور کی دعائیں پڑھیں۔ آپ یسوع مقدس کی تعلیمات اخلاقیہ ملاحظہ کریں۔ کوئی شک نہیں خاکساری۔ انکسار۔ ظلم کی سہار تحمل درگزر۔ عفو و کرم کے بہت نظر فریب مظاہر اور سراب صفت تماثر نظر آئینگے۔ لیکن ان میں اُن اصول اخلاق کا پتہ نہیں چلے گا۔

جو قومیت کی بنیادوں کی مستحکم و شاندار بنا دینے کے لئے خودداری سربلندی۔ اور حق گوئی۔ حق پژوہی کے جوہر پیدا کر سکے۔ اس کی تو وہ نظیر ہے۔ کہ حق کے لئے آقا اور غلام، بادشاہ اور گدا، عالم اور جاہل، غیر اور عزیز اپنا نفس اور غریب سب یکساں اور برابر معلوم ہوتے ہیں۔

پھر صداقت و حریت۔ راست گوئی، حریت پسندی۔ صدق نوازی حق پرستی وہ ہے جسکو نہ تلوار کاٹ سکتی ہے۔ نہ آگ جلا سکتی ہے نہ محبت عزم عمل میں حائل۔ نہ خوف ارادہ کی تکمیل میں حائل۔

فقد استمسك بالعروة الوثقىٰ ... لا انفصام لها

(بقرہ) کیونکہ اس نے وہ قبضہ پکڑا ہے جس کے لئے کبھی ٹوٹنا ہی نہیں اسلام نے اُن دونوں کی اک طرف تو یوں تعریف کی۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (بخاری)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ سے اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہونچے

اور دوسری طرف اسی مسلمان کی حقیقت اس طرح ظاہر کی گئی ہے۔ اگر خدا و شیطان حق و باطل معروف و منکر۔ خیر و شر کا مقابلہ ہو اور وہاں وہ موجود ہو تو وہ رضائے خدا۔ نصرت حق امر معروف اور دعوت خیر کیلئے اپنے کو وقف شہادت کریگا۔ اسلئے کہ وہ سچ کہتے ہوئے اور اظہار صدق کیلئے لا يخافون لومة لائم (مائدہ) آسمان کے نیچے کسی ہستی کی پرواہ نہیں کرتا۔

آہ! اس غربت سرائے دہر میں حق کا ٹھکانہ اک مسلمان ہی کا سینہ ہونا چاہیئے تھا۔ صداقت کیلئے اس کی زبان ہونی تھی۔ محبت کیلئے اسکا دل موزوں تھا۔ مگر کیا مصیبت ہے۔ یہ کیسی قیامت ہے کہ اُس کا سینہ باطل کا نشیمن ہے۔ اسکا دل نفاق کا مامن ہے۔ اُس کا باطن اخفائے حق کا ملجا بنگیا ہے۔ اُس کی زبان افترا پردازیوں کا آلہ بن گئی ہے حالانکہ ہوتا تو یہ چاہیئے تھا۔

يا ايها الذين امنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم او الوالدين والاقربين (نسا)

مسلمانو! تم حق پر قائم (اور زمین میں) خدا کے گواہ رہو گو یہ گواہی خود تمہارے اپنے نفس یا والدین یا عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

پھر آج حیات مسلم گریبان میں مُنہ ڈال دیکھیے۔ اپنے نفس کا ذرا جائزہ تو لے۔ اپنے اعمال و افکار کا محاسبہ کر ڈالے۔ کیا یہ وہی مجسمہ انسانیت و شرافت ہے۔ کیا یہ وہی پیکر حریت و صداقت ہے۔ جس کے لئے کہا گیا تھا۔

لم تقولون ما لا تفعلون ۔ اُسکا قول ا، رعمل ہمیشہ ایکسا ہو عبث ہے قوم۔ قوم کا رونا۔ بیکار ہے موجودہ حالت سے مرثیہ خوانی کرنی۔ ضرورت احساس و عمل کی ہے۔ بس یوں سمجھو کہ میں اور صرف اک میں ہوں وہ جو آج اپنی حالت درست کروں تو تمام قوم کا شیرازہ بندہ جائے۔

آج اگر آپ ایک تنقیدی اور تفصیلی نظر موجودہ ارباب کار اور احباب عمل کے افکار مخفیہ پر ڈالیں گے۔ تو آپکو کھلم کھلا نظر آئے گا کہ حقیقت میں کم ہیں وہ جن میں حریت واقعی اور صداقت حقیقی جلوہ پیرا ہو۔ پھر تماشا ہے کہ کوئی احتساب و اختیار نہیں۔

ہم ہی کیا سب جانتے ہیں کہ درگذر۔ عفو تقصیر۔ عیب کو ڈھانکنا۔ خطاؤں سے چشم پوشی ایک بہترین انسانی وصف انسانیت ہے۔ لیکن کیا تماشا ہو اگر کسی شہر کی پولیس ان مسافیانہ اخلاق پر عمل کرنا شروع کر دے یا بڑے بڑے مجرموں کی طاقت سے مرعوب ہو کر عدالت فرائض میں کوتاہی کرے۔ تو اسکا نتیجہ کیا ہو؟ بس یہی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام حکومت درہم برہم اور سلسلہ امن و حفاظت منتشر ہو جائے اور معمورہ شہر پریشان منظر مٹی کا ایک ڈھیر بن جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر آزاد منش، اور راست گو انسان اس دنیا کی آبادی کا کوتوال ہے۔ جس کا فرض ہے کہ وہ ہر غلط رفتا کو روک دے۔ اور ہر خطا کار کو ٹوک دے۔ اور حمائت حق اور نصرت خیر کے لئے ہمہ تن مصروف رہے۔

شریعت اسلامیہ نے اس خاص فرض کا نام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہوا ہے۔ اور ملت اسلامیہ قابل تعریف اس وصف خاص سے ہے۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر (آل عمران) اچھی باتوں کی ہدایت کرتے ہو۔ اور بُری باتوں سے منع۔

مجھسے کوئی پوچھے تو میں تو صرف یہ کہوں گا کہ ساری مصیبت ہمیں اس وقت حق کو چھپانے اور صداقت کو چھوڑ بیٹھنے سے نازل

ہوئی ہے۔ اب اگر ہماری حالت سنور سکتی تو اسی کو پکڑ کے اور ذریعہ ہو سکتا ہے۔ تو یہی کہ امت مرحومہ کے درد رکھنے والے دعوت الی الخیر کیلئے کھڑے ہو جائیں۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون (عمران)

"تم میں ایک جماعت ایسی ہونا چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے اور اچھی باتوں کی ہدایت کرے اور بری باتوں سے روکے اور یہی گروہ کامیاب ہے۔"

پھر آج سے زیادہ کون وقت ہوگا۔ پھر اب سے برا کون ہوگا۔ نہ مسلم کی روح دعوت الی الخیر کی محتاج ہے۔ ایک ایک حیات بشری تشنہ ہے۔ اس شراب حقیقت کی۔ ایک ایک ذی روح منتظر اور ضرورت مند ہے اس خطبۂ صداقت کا۔

آؤ آؤ! اے امت مرحوم پر آنسو بہانے والو آؤ سب سے پہلے وہ کوشش کرو جس سے اس کی حالت سنور جائے۔ پس تو دور کیوں جاؤ۔ پہلے اپنے ہی حال کو درست بنا لو۔ اپنا ہی باطن درست کر لو۔ اپنے لئے آج خود ہی محتسب بن جاؤ۔ پہلے اپنے گلے میں عن المنکر کیلئے پھانسی ڈال لو۔ حق کی حمایت پر آمادہ اور سچ بولنے کیلئے طیار ہو جاؤ۔

ہاں کہنے سے بیشتر وہ پہلی ہستی جسکا ہم کو سب سے پہلے محاسبہ کرنا چاہیئے۔ جس کے افعال پر سب سے پہلے تنقید مناسب ہے۔ جس کے معائب پر سب سے پہلے روشنی ڈالنی ہے جس کے برے کاموں کی سب سے پہلے مذمت کرنی چاہیئے۔ وہ اپنی ہستی ہے۔

اسلئے جب تم کسی دوسرے کی اخلاقی حالت پر مرثیہ پڑھ رہے ہو اسلئے جب تم کسی اور کی برائیوں کی خبر لے رہے ہو۔ تو ذرا اپنے دل کے آئینہ میں دیکھ لو کہ تمہاری شکل تو کہیں ویسی نہیں؟ جب اظہار صداقت کے لئے تمہاری زبان دلائل کے ڈھیر لگا رہی ہو تو جھانک کر دیکھ لو کہیں تمہارے دل میں یہ خبث نہ ہو کیونکہ یہ برا ہے۔

لم تقولون ما لا تفعلون (الصف) کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون (الصف)

"کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے ہو" خدا کو یہ بات نہایت ناپسند ہے کہ جو تمہارا قول ہو وہ فعل نہ ہو؟

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (بقرہ)

دوسروں کو تو نیکی کی ہدایت کرتے ہو۔ لیکن خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟

مسلمان تو وہ ہے جسکا ظاہر و باطن ایک ہو۔ وہ زبان سے جسکا اقرار کرے۔ دل سے اسکا اعتقاد رکھتا ہو۔ اور اگر ایسا نہیں تو وہ عجیب انسان ہے۔

یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم (آل عمران)

جو وہ منہ سے کہتا ہے وہ اس کے دل میں نہیں ہے۔

ہاں مسلمان اور صداقت شعار مسلم تو وہ ہے کہ غیر اگر حق کا معارض اور صداقت کا دشمن ہے تو اس کی عظمت و جبروت اس کے ہاتھ میں رعشہ۔ اس کے پاؤں میں لغزش۔ اس کی زبان میں لکنت اور اس کے دل میں خوف نہ پیدا کر سکے۔

سوسائٹی کی شرم۔ اقارب و احباب کی محبت۔ عزیزوں کے تعلقات۔ اس کو صداقت سے باز نہ رکھ سکے۔

وہن دولت کی جاد حشم کی حرص اس کے جادۂ حریت پرستی کی راہ میں سنگ گراں نہ ثابت ہوئے۔ ہاں مسلم تو موحد ہے۔ اور مسلمان تو وہی ہے جو موحد ہو۔ پھر موحد تو آستان احدیت کے سوا تمام آستانوں سے بے نیاز ہے۔ اک واحد القہار کے سوا ہر شئے سے بے خوف ہے۔ تم صحابہ کرام رض کو دیکھو۔ یہ خاک نشین ادعائے حریت و صداقت کے مجسمے قیصر و کسریٰ کے دربار میں بے دھڑک جاتے ہیں۔ اور قاقم حریر کی مسندوں کے کونے الٹ کر فرش خاک پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ فرش دربار جو روم و ایران کی سجدہ گاہ عبودیت تھا۔ برچھی کی انی اور گھوڑوں کے سموں سے ان کے جبروت و استبداد کے پرزے پرزے ہو کر بہ گیا

جن درباروں میں جنبش لب سوء ادب تھی۔ وہاں حمایت حق کے لئے ٹوٹے ہوئے تیغے اور چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی تلواریں کھل پڑی ہیں۔

پھر اے مسلمانوں۔ تم توپ کے منہ میں نہیں۔ تم پر آگ کا سایہ نہیں۔ پھر کیا مصیبت ہے کیوں صداقت سے محروم ہو گئے۔ کیوں حریت واقعی کو چھوڑ بیٹھے۔

آہ! اے حیات مسلم۔ تو ترساں۔ تو لرزاں ہے تو خائف ہے تو ڈر ہو کر یہ کیوں ایسا ہے۔ بس یہ محض ایمان کے ضعف کا سبب ہے۔ اور خدا رحیم و کریم سے دوری کا۔ سنبھل اور اپنی حالت درست کر کہ اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں

قومی ترقی کے حیرتناک مناظر

اک زمانہ تھا جب یورپ اور ترقی کو دو مترادف الفاظ قرار دیا جاتا تھا۔ لیکن اب وہ دور ختم ہو گیا ہے۔ اور یورپ کی وہ مرکزیت جس پر اُسے اسقدر افتخار و ناز تھا۔ امریکہ کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ اور علم و اقتصاد کی دنیا میں کہ ارتقاء قومی کے یہی دو مدار ہیں۔ وہ بہت زیادہ ممتاز نظر آتا ہے۔ چنانچہ آج کی صحبت میں ہم بتانا چاہتے ہیں۔ کہ امریکہ نے یورپ کو کیوں شکست دیدی۔ اور اہل امریکہ کی وہ کونسی خصوصیات ہیں۔ جنہوں نے اُسے سربلند کر دیا۔

اگر تم کسی باشندۂ امریکہ کا صحیح مطالعہ کرنا چاہتے ہو۔ تو امریکہ جاؤ وہاں تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ اس کے اخلاق کیا ہیں۔ اور اس کے اندر کیسی روح کام کر رہی ہے۔ امریکہ کے باہر اس کی خصوصیات معلوم کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے چڑیا خانہ کے اندر کسی جانور کے طبعی حالات معلوم کرنا۔

امریکہ کا باشندہ بعض ایسی خصوصیات اپنے اندر رکھتا ہے۔ جنہوں نے ایک انگریز ایک جرمنی اور ایک فرانسیسی سے بالکل ممتاز کر دیا ہے اور وہ انہیں کی بنا پر امریکہ کا باشندہ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں ذاتیت وطنی ہے۔ اک مخصوص روح ہے۔ اور اس کی اک عجیب و غریب سائیکالوجی ہے۔ جس کا پتہ صرف امریکہ جانے سے چل سکتا ہے۔

ڈاکٹر فلب حتی زمانہ دراز سے آرزومند تھے کہ وہ ان لوگوں کے رموز اور اسرار معلوم کریں۔ اور دیکھیں کہ وہ کیا اصول ہیں جنکی بنا پر وہ اس قدر ترقی کر رہے ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے زائرین امریکہ کی کتابیں دیکھنے اور کثیر جرائد و رسائل کے مطالعہ میں کئی سال صرف کئے۔ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ دنیا میں صرف اہل امریکہ ہی ایسے لوگ ہیں جو الجبرا کے x کی طرح مختلف موقع و محل پر اپنے اندر مناسب انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اور اُن سے زیادہ وقت پرست قوم کوئی اور نہیں ہو سکتی۔

حیات قومی ڈاکٹر موصوف کا بیان ہے کہ ایک سیاح جب امریکہ جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے جو چیز اسے متحیر بنا دیتی ہے۔ وہ اہل امریکہ کا احساس قومی اور قوت حیات ہے۔

فاضل ڈاکٹر لکھتا ہے۔ کہ اسٹیمر سے اُترنے کے بعد جس وقت ہم نیویارک میں پہنچتے ہیں۔ تو سب سے پہلے جو چیز نگاہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے وہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ منزلی عمارتوں کا سلسلہ ہے۔ جو غیر متناہی طور پر حد نظر تک چلا گیا ہے۔

ان کو دیکھکر ایک اجنبی یہ محسوس کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ کہ یقینا یہاں کے انسان عام انسانوں سے بالکل جدا ہیں۔ اور یقیناً یہی وہ لوگ ہیں۔ جو بجا طور پر اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد شہر کے اندر داخل ہوتے ہی ان لوگوں کا عملی ... دیکھکر یک بیک نظر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان سے زیادہ حوصلہ مند ... قوی الذہن جماعت نوع انسانی میں اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ ان کی عمارتیں ان کا حد درجہ سرعت کے ادھر اُدھر چلنا پھرنا۔ ان کے ... اور ان کی ہر ہر ادا گویا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے ... کوئی اور نمونہ دکھا رہا ہے۔

خاموش حرکت یہاں کے خارجی مظاہر میں سب سے پہلے ... انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ وہ ان کی خاموش حرکت ہے۔ تم دیکھو گے۔ کہ سڑکوں پر، بازاروں میں ... اور عورتوں۔ جوانوں اور بڈھوں کا ہجوم ہے۔ جو ادھر سے اُدھر ... جا رہا ہے۔ کوئی ہوائی ریل (سطح زمین سے بلند ستونوں پر قائم ... ریلوے لائن) میں سوار ہونے کے لئے بھاگا چلا جا رہا ہے۔ تو کوئی زیر زمین چلنے والی ٹرین تک پہنچنے کے لئے بیتاب ہے۔ کوئی ٹریم کے لئے دوڑا جا رہا ہے۔ تو کوئی موٹر کی طرف تیزی سے چلا جا رہا ہے۔ گویا انسانوں کا ایک سیلاب (سیلاب لغوی معنی میں) ہر وقت ہر حالت میں مد نظر آتا ہے۔ لیکن نہ وہاں کوئی شور ہے ... چیخ پکار۔ جو قدرتاً ایسے ہنگامہ کا ضروری نتیجہ ہے۔

جب تم کسی ٹراموے کی طرف لوگوں کو بیتابانہ دوڑتے دیکھو تو خیال کرو گے کہ شائد یہ آخری گاڑی ہے۔ لیکن اس کے تھوڑی دیر بعد دوسری ٹراموے پھر تیسری اور اسی طرح سو سو دو سو گز کے فاصلے سے بے شمار ٹراموے نظر آئیں گی۔ اور ان سب میں ہجوم و اژدہام دکھائی دیگا۔

تم اگر چاہو کہ شاہراہ پر کسی جگہ ٹھہر کر اطمینان سے ایک نگاہ ڈال لو تو ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ [illegible] کا وہ سیلاب جو تمہارے پیچھے آرہا ہو تم کو اپنے ساتھ بہالے جائیگا۔ گویا تم بھی اس سیلاب نے ایک قطرہ ہو۔ اور تم کو اپنے اوپر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ تمہیں بھی جانا ضروری ہے۔ یعنی تم ایک کل کے جز ہو۔ اور فرد مستقل ہونے سے بالکل محروم۔ اگر تم کسی ٹرامو ے یا زمین دوز ریل میں سوار ہونا چاہو۔ تو تمہارے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ کھلے ہوئے دروازے کی طرف قصد کر کے چلو۔ بلکہ تمہارے لئے صرف اس قدر کافی ہے۔ کہ اپنے آپکو پیچھے آنیوالے ہجوم کے سپرد کردو۔ وہ خود تمہیں دھکیل کر وہاں تک پہنچا دیگا۔

سُرعت جس وقت اسٹیمر یا کشتی سے اتر کر اس لکڑی کے پل پر قدم رکھو گے۔ جو تمہیں ساحل تک پہنچانیوالا ہے۔ تو یقیناً سب سے پہلے تمہارے کانوں میں آواز پڑیگی۔ کہ Hurry Up یعنی تیزی سے قدم اٹھاؤ" اور یہ آواز تمہیں ریل۔ ٹرامو ے لائین اور موٹروں پر ہر جگہ سنائی دیگی۔ یہ جلدی اس قوم کی غیر منفک خصوصیت ہے۔

ان کا کھانا پینا۔ چلنا۔ کام کرنا۔ زندہ رہنا۔ یہاں تک کہ مرنا اور دفن کیا جانا بھی عجلت سے ہوتا ہے۔ تم ایک درزی کی دوکان پر پہونچو گے تو سب سے پہلے دروازہ پر یہ اعلان پڑھو گے کہ "دو گھنٹے کھڑے تمہارے کپڑے طیار کر دیگا"۔ اسی طرح جوتے کے کارخانے میں دیکھو گے کہ بیٹھے بیٹھے وہ ہر جوتہ طیار کر دیتا ہے۔ حجام کی دوکان پر پہونچو گے تو تین آدمی تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ ایک بال کاٹیگا دوسرا ناخن بنائیگا۔ اور تیسرا تمہارے جوتے صاف کرنے لگیگا۔ اسیطرح تم ہر ہوٹل میں غذا سریع کا انتظام خصوصیت سے پاؤ گے۔

اہل امریکہ کی اس عجلت پسندی کا ایک مشہور لطیفہ ہے۔ کہ وہاں کیوبا سے ایک شخص اپنی زندگی کا بیمہ کرانے آیا۔ بیمہ کمپنی کا ایک شریک اس کے پاس گیا۔ اور اسکو اپنی عجلت معاملہ کی صفائی اور دیانت کا اطمینان دلانے کیلئے کہا کہ "اگر تم اسوقت اس کھڑکی سے نیچے گر پڑو تو قبل اس کے کہ تم زمین تک پہنچو بیمہ کا روپیہ تمہاری بیوی کے پاس پہنچ جائیگا"۔ اس نے کہا کہ "اگر زمین پر گرنے کے بعد میں صحیح سالم رہا۔ تو پھر کیا کروگے؟" اس نے جواب دیا کہ میں فوراً دوسرا تار بھیجکر روپیہ کی ادائیگی روک دوں۔

اس سُرعت پسندی کے سلسلہ میں امریکہ کی دو چیزیں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ جو دنیا میں کسی اور جگہ نہیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک آٹومات ہے اور دوسرا کافی ٹیریا۔ آٹومات سے مراد وہ خاص قسم کے ہوٹل ہیں۔ جہاں کوئی ملازم موجود نہیں رہتا اور ہر وقت طیار کھانا ملتا ہے۔ جب تم آٹومات جاؤ گے تو دیکھو گے کہ اندر چاروں طرف چھوٹی چھوٹی بلوریں الماریاں لگی ہوئی ہیں۔ اور ان میں ہر قسم کا کھانا رکھا ہوا ہے۔ اور ہر کھانے کی قیمت درج ہے۔ تم جس کھانے کو پسند کرو۔ اس کی قیمت سوراخ میں ڈالدو۔ اس عمل کے بعد ہی دروازہ از خود کھل جائیگا۔ اور تم اس کھانے کو لیکر کھالو گے۔ اسیطرح چاء، قہوہ، دودھ یا پانی کیلئے الگ الگ کونوں میں نل لگے ہوئے ہیں۔ وہاں پہنچکر انکی قیمت ڈالدو اور پیالہ یا گلاس ٹونٹی کے نیچے رکھدو۔ اپنے آپ اسی وقت بھر جائیگا۔ اور تم پیکر چلے جاؤ گے۔

کافی ٹیریا بھی اس قسم کا ہوٹل ہے کہ جس میں کھانا کھلا ہوا رکھا رہتا ہے۔ اول اول یہ صرف طلبہ کی رعایت سے جاری کیا گیا تھا کہ انکا وقت نہ ضائع ہو اور اب اسکا رواج کثرت سے ہے۔ یہانتک کہ وہاں ریلوے لائین میں بھی اس کا رواج ہو چلا ہے۔

بیس بال کی اہمیت - ایکدن پروفیسر مذکور فلاڈلفیا کے بازار میں جا رہے تھے۔ کہ انہوں نے ایک کثیر جماعت ایک دیوار کے سامنے کھڑی دیکھی۔ قریب پہونچنے پر معلوم ہوا کہ کسی اخبار کا دفتر تھا۔ اور دیوار پر بیس بال (ایک خاص قسم کا گیند کا) کے میچ کی حالت ہر ہر منٹ کے بعد جو شکاگو میں ہو رہا تھا۔ درج ہوتی تھی اور اسطرح گویا فلاڈلفیا کی تمام آبادی اتنی دور سے شکاگو کے اندر منعقد ہونیوالی میچ کو دیکھ رہی تھی۔ اہل امریکہ کو چونکہ اس کھیل کا بہت شوق ہے۔ اسلئے لوگوں کا ہجوم بہت تھا اور نہایت سکون و خاموشی کیساتھ تختہ اشتہار پر متواتر درج ہونیوالی خبروں کو پڑھ رہے تھے۔ اسیطرح انہیں باکسنگ کا بھی جسے عربی میں ملاکمہ کہتے ہیں۔ بہت شوق ہے چنانچہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء کو جو مقابلہ ایک فرانسیسی اور ایک امریکن کے درمیان ہوا تھا اسمیں لاکھوں ڈالر کی شرط لگائی گئی تھی۔ اور (ہیمپی امریکی) نے ۱۲ منٹ کے اندر اپنے حریف کو زک دیکر تین لاکھ ڈالر حاصل کئے۔ جو جمہوریہ امریکہ کے رئیس کی چار سال کی تنخواہ تھی۔ (باقی)

یورپ کی بعض عورتوں نے عہد فرعون کے گون پہننے شروع کر دیئے ہیں۔ ہماری سائے میں اسکی چنداں ضرورت نہ تھی۔ فرعونیت صرف لباس ہی سے ظاہر نہیں ہوتی! وکیل

پرنس آف ویلز کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ کسی شکار کی جھپٹ پر آکر دنگل ہوئے ہوگئے۔ چوٹ آنیکا کسی کو افسوس نہ ہوگا۔ مگر تاریخ بتاتی مسز کنگ کے گھر کی لونڈی تھی۔ وکیل

جاپانیوں نے سچے مذہب کی تلاش کی۔ مگر کامیاب نہیں ہوئے۔ سُنا ہے کہ انہوں نے کھسیانے ہو کر بعض مذاہب کے مجسمے آگ کی نذر کئے۔ اسمیں کوئی تعجب کی بات نہیں یعنی بچہ سوال نہیں حل کر سکتا تو حساب کی کتاب پھاڑ کے پھینک

کشتگانِ رسوم

سلمہ اللہ تعالیٰ میرے کرم فرما حافظ عبدالرزاق نے پرسوں شام کو مجھے بلا بھیجا۔ موصوف سے بالکل عزیزوں کی طرح تعلقات ہیں۔ خیر۔ میں دروازہ پر پہنچا تو روشنی کے غیر معمولی اضافہ سے یہ محسوس ہوا کہ آج کوئی خاص تقریب ہے۔ آواز سنکر حافظ صاحب نے مجھے زنانہ میں بلا لیا۔ کمروں کے دروازوں پر پردے پڑے تھے۔ دالان میں فرش اور فرش پر ستھری چاندنی بچھی تھی۔ وسط میں ایک مسند اور مسند پر دو فانوس بتا رہے تھے کہ آج حافظ صاحب کے ہاں محفل میلا ہے۔ یا مجلس وعظ۔ میری نگاہ سازو سامان کے جائزہ میں مصروف تھی۔ کہ دروازہ پر کئی آدمیوں کی آہٹ محسوس ہوئی۔ حافظ صاحب باہر گئے اور اُن کے ساتھ ایک بزرگ سیاہ فام سفید ریش، عمامہ برسر۔ قبا دربر۔ مولوی نما، مکان میں داخل ہوئے۔ اُن کے پیچھے پیچھے چار پانچ شخص اور بھی تھے۔ مولوی صاحب مسند پر متمکن ہو گئے۔ اور حافظ صاحب سے پوچھا "کچھ انتظار ہے؟" حافظ صاحب نے کہا۔ "جی نہیں سب عورتیں آچکی ہیں"۔ اتنا سُن کر مولوی صاحب نے بسم اللہ، پھر خطبہ، پھر قرآن کی یہ آیت کُنتُم خَیرَ اُمّۃٍ اُخرِجَت لِلنّاس الخ پڑھی اور پڑھتے پڑھتے آبدیدہ ہو گئے۔ اس کے بعد وعظ شروع کیا۔ وعظ بڑا حصہ ترک رسوم کے متعلق تھا۔ چنانچہ ممدوح نے ہم مردوں اور پردہ نشین عورتوں کو مخاطب کر کے اُن فضول اور لا یعنی رسوم کی طرف توجہ دلائی جن کی پابندی معاشرت کا ایک جزو بن گئی ہے۔ اور پھر اُن کی مضرتیں ایسے دلگداز پیرایہ میں بیان کیں۔ کہ حاضرین کے دل ہل گئے۔ اور مولوی صاحب خود آدھ گھنٹہ تک زار زار روتے رہے۔ مولوی صاحب اسطرح رو رہے تھے۔ اور انہیں ایسی ہچکیاں آرہی تھیں کہ میں سہما جاتا تھا۔ اور خیالات فاسد کا تلاطم میرے دماغ میں برپا تھا۔ بارے مولوی صاحب نے اپنے طویل و عریض حیدر آبادی رومال سے آنسو پونچھے۔ پانی کا ایک گھونٹ پیا اور پھر اپنی تقریر کا سلسلہ جاری کیا۔ موصوف نے معاشرت کی سادگی رسوم سے اجتناب اور اسوۂ حسنہ رسول اللہؐ کی پیروی پر بہت زور دیا۔ آپ نے صحابہ کی سادہ طریق ماندو بود کو تفصیل سے بیان کیا اور فرمایا کہ بچوں کی شادی بالکل سادہ کم خرچ طریقہ سے کرنی چاہیئے۔ اسلام کے عقد و رخصت کی سادگی۔ مہروں کا کم ہونا۔ اور شادی کا ایک ضروری کام کی طرح تکلفات سے بری رہکر انجام دیا جانا بیان کیا۔ مولوی صاحب کا وعظ درحقیقت نہائیت مؤثر تھا۔ حاضرین پر نہائیت گہرا اثر ہوا۔ لیکن خود مولوی صاحب بھی نہائیت متاثر ہوئے۔ جب تک وہ وعظ فرماتے رہے اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں رہے۔ اور دو تین مرتبہ تو وہ ایسا روئے کہ مجھے "وفاکم بلاہن" اُن کے جاں بحق تسلیم ہونے کا گمان ہوا۔

(۲) وعظ ختم ہونے کے بعد میں سب کے ساتھ مردانہ میں اُٹھ آیا۔ جب مولوی صاحب اور اُن کے ہمراہی رخصت ہو گئے تو ہم دونوں اطمینان سے بیٹھکر مولوی صاحب کے وعظ پر رائے زنی کرنے لگے۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کی تمام باتیں قابلِ عمل اور لائق تائید تھیں۔ چنانچہ ہم دونوں نے مولوی صاحب کے وعظ کے متعلق نہائیت اچھی رائے قائم کی۔ لیکن ایک معاملہ میں مجھ سے خاموش نہ رہا گیا۔ اور میں نے حافظ صاحب سے کہا "یہ تو سب کچھ ہوا لیکن مجھے مولوی صاحب کے رونے پر رہ رہ کر تعجب ہو رہا ہے۔ میں نے صدہا واعظوں اور مقرروں کو دیکھا اور سنا لیکن کبھی کسی شخص کو اتنا رقیق القلب نہیں پایا۔" حافظ صاحب میری گفتگو پر مسکرائے اور فرمانے لگے۔ "یہ تو سب کچھ ہوا۔ مجھے آپ سے اسی مسئلہ ترک رسوم کے متعلق ایک نہائیت عبرتناک واقعہ بیان کرنا ہے۔ جو آج ہی میں نے سُنا ہے۔ عبرت ناک کا لفظ سُنکر میں ہمہ تن توجہ بن گیا اور حافظ صاحب نے جو ماشاءاللہ بڑے خوش بیان ہیں۔ اس طرح کہنا شروع کیا "میرٹھ میں منشی رمضان علی نام ایک بزرگ رہتے ہیں۔ قدیم شرفا کی طرح اُردو فارسی اچھی جانتے ہیں۔ کچھ عربی بھی پڑھی ہے۔ علم مجلسی سے خوب واقف ہیں۔ بڑے پابند وضع و مہذب انسان ہیں۔ رسوم کے ایسے پابند ہیں۔ جس طرح اگلے زمانہ کے مسلمان مذہب کے پابند تھے۔ شادی و غم۔ عید و محرم غرض ہر تہوار اور ہر تقریب میں اُن کے ہاں مقررہ رسوم ہمیشہ سے ادا ہوتی چلی آئی ہیں۔ اس معاملہ میں وہ ایسے اصول ہیں کہ اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔ لیکن رسم و رواج کی پابندی نہیں چھوٹ سکتے۔ منشی صاحب کے ورثہ میں پانچ دو کانیں اور دو مکان آئے۔ ایک مکان میں تو وہ خود رہتے تھے۔ دوسرا مکان کرایہ پر اُٹھا ہوا تھا۔ منشی صاحب کو مکان اور دو کانوں کے

کیلئے جو رسوم سے لبریز تھی۔ کچھ زیادہ نہ تھی۔ منشی صاحب نہ صرف خود پابند رسوم تھے۔ بلکہ وہ ساری دنیا کو اسی رنگ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اگر کسی شخص نے بیٹی کو اتنا جہیز نہیں دیا کہ گھر رہن رکھنے کی نوبت آجائے۔ اگر کسی شخص نے بیٹے کی شادی میں ایک دو طائفے اور نقال نہیں بلائے تو وہ ہمیشہ کے لئے منشی صاحب کی نگاہ میں ذلیل ہوگیا۔ اور منشی صاحب کبھی اُس کا نام آگے پیچھے دو تین گالیاں بڑھائے بغیر نہیں لیتے تھے۔

(۳) منشی صاحب کو خدا نے دو بیٹے اور ایک بیٹی دے کر اولاد کی نعمت سے مالا مال کیا تھا۔ اور اس کا موقع دیا تھا کہ وہ اپنی پابندی رسوم کو دوسروں کے لئے جیسا چاہتے ہیں۔ نمونہ قائم کریں۔ جب تک منشی صاحب کی اولاد کمسن رہی اُسوقت تک وہ دوسروں کے طریق عمل پر بڑی آزادی کے ساتھ نکتہ چینی کرتے رہے۔ لیکن اولاد کے سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد اُن کی آواز ذرا پست ہوگئی تھی۔ اور اس کا سبب صرف یہ تھا۔ کہ اُن کے پاس ایک محدود جائداد کے سوا جسکی آمدنی پر زندگی کا مدار تھا۔ اور کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا۔ کہ وہ اولاد کی شادی میں دل کھول کر ارمان نکالتے۔ وہ جانتے تھے کہ ایک دن وہ وقت آنے والا ہے کہ مجھ پر چاروں طرف سے طعن و تشنیع کی بوچھاڑ ہوگی۔ اسلئے اُنہوں نے جبراً اپنے رویّہ میں اعتدال کی کوشش کی تھی۔ منشی صاحب کی بیوی منشی صاحب سے کچھ زیادہ پابند رسوم تھیں۔ اور وہ صرف رسوم ہی کی پابند نہیں تھیں بلکہ صدہا نسوانی باتوں کو بھی مانتی تھیں۔ اور آئے دن ایک نہ ایک جن، پری یا پیر کی نذر نیاز ہوتی رہتی تھی۔ انہی دنوں میں خواجہ غلام الثقلین صاحب مرحوم بڑی جدوجہد کے ساتھ اصلاح تمدن اور ترکِ رسوم کا پروپیگنڈا پھیلا رہے تھے۔ اور دوسری طرف ہمارے منشی صاحب اُن کی تردید و مخالفت پر کمربستہ تھے۔ منشی صاحب میں ایک یہ عادت بھی تھی کہ کسی شخص کو ذرا بھی رسوم قدیمہ کا مخالف پاتے تھے۔ تو اس کے متعلق فوراً کفر و لامذہبی کا فتویٰ دیدیتے تھے۔ چنانچہ بڑے بڑے لیڈر اور پیشوایانِ قوم اُن کی اس تبلیغ بے پناہ کی زد میں آچکے تھے۔ منشی صاحب کا خیال تھا۔ کہ جس دن قوم نے رسوم کو ترک کردیا۔ اُس دن قوم سہاگن سے بیوہ ہوجائیگی۔ اور وہ دنیا جسے خدا نے مسرتوں سے لبریز پیدا کیا ہے۔ دوزخ کا نمونہ بنجائیگی۔ اُن کے نزدیک پابندی رسوم کا دوسرا نام لطف زندگی تھا۔ بہرحال اسی خیال میں سرخوش اور سرمست رہ کر منشی صاحب نے عمر کا بڑا حصہ بسر کردیا۔ اب خدا کے فضل سے اُن کے

تینوں بچے جوان ہوگئے تھے۔ بڑے لڑکے کی عمر ۲۵ سال۔ لڑکی کی عمر ۲۳ سال اور چھوٹے لڑکے کی عمر ۲۱ سال تھی۔ لیکن ہنوز کسی کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اور اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ لڑکی کو شوہر یا لڑکے کو بیوی کا ملنا دشوار تھا۔ بلکہ یہ تاخیر محض اس امر پر مبنی تھی کہ منشی صاحب کے پاس اتنا روپیہ موجود نہ تھا جتنا روپیہ وہ بچوں کی شادی میں صرف کرنا چاہتے تھے۔

(۴) منشی صاحب کے یہ خیالات اُن کے لئے جس حد تک تشویش افزا ہونگے۔ اس کا علم اُنہی کو ہوگا۔ لیکن اُن کی اولاد کے لئے سخت صبر آزما تھے۔ یہ تینوں بھائی بہن شباب کے طوفان خیز سمندر میں ہلاکت آفریں موجوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اُس سمندر میں جسمیں لاکھوں گرداب فنا ہیں۔ جسمیں کروڑوں نہنگ ہیں۔ جس کا جزر و مد ہستی کی کروٹیں بدلتا ہے۔ جس کا ایک ادنیٰ تموج زہد و عصمت کی دنیا الٹ دیتا ہے۔ منشی صاحب ادائے رسوم کے خیال اور روپے کی فکر میں راتوں بیدار رہتے تھے۔ اور ان بیچاروں کی جوانی کی اُمنگیں اور شباب کے جذبات جو لمحہ بہ لمحہ نشو و نما کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ تمام رات بے خواب رہتے تھے۔ منشی صاحب کو اس کی بالکل خبر نہ تھی۔ کہ وہ کسطرح خنجر تغافل سے اپنی اولاد کو ذبح کر رہے ہیں۔ بہرحال اُن کے ولولے عرصہ دراز تک شرم و لحاظ کے پردوں میں رہے لیکن آخرکار فطرت کے بیباک ہاتھ نے ان پردوں کو چاک کرنا شروع کیا۔ لڑکوں کا مزاج آوارگی کی طرف مائل ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے اُنہیں اتنا جیب خرچ نہیں ملتا تھا۔ کہ وہ اُن آراستہ کمروں میں جاکر اپنے شوق کو اعتدال پر لاتے۔ جن کے لئے میر تقی نے کبھی ہمسایہ شہروں کو طعنہ زنی کا موقع نہیں دیا۔ اسلئے اُنہوں نے مجبور ہوکر وہ طریقے اختیار کئے۔ جن پر مستقبل نے کفِ افسوس ملا۔ فطرت نے خون کے آنسو بہائے اور عصمی دنیا کی مسرتیں یاس و غم سے مبدل ہوگئیں۔ لڑکوں نے تو اپنے جذبات کا سارا اسٹاک پانی کے مول بہادیا۔ اور کوئی پرسان حال نہیں ہوا۔ لیکن اُس صنف بے بس۔ اُس حیوان غیر ناطق۔ اس پیکر بیدست و پا۔ اُس آزاد پا بجولاں نے خدا جانے کیا ایسی بات کی کہ ماں کو بدگمانی پیدا ہوئی۔ بدگمانی کے ساتھ اضطراب بڑھا اور اُسی دن رات کو میاں بیوی میں ۲ بجے تک لڑکی کی فوری شادی کا مسئلہ زیر بحث رہا۔

(۵) بڑی گفت و شنید اور ردّ و قدح کے بعد میاں بیوی کی رائے اس مسئلہ پر متفق ہوئی۔ کہ مکان جو کرایہ پر اُٹھا ہوا ہے فروخت کردیا جائے۔ اور اس کی قیمت جسقدر وصول ہو اسی قدر رقم لڑکی کی شادی

میں صرف کیجائے۔ مکان بجنسہ بڑا اور باموقع تھا۔ اگر فروخت ہوتے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ لیکن اچھے داموں کو اٹھ گیا۔ یعنی ساڑھے چار ہزار کی رقم منشی صاحب کو رسوم میں پھونکنے کیلئے مل گئی۔ اس وقت منشی صاحب کے ہاں چار پیام آرہے تھے۔ ایک قاضی عبدالفتاح کے چھوٹے بھائی کا تھا۔ لیکن وہ اسلئے ناقابلِ قبول قرار پایا کہ قاضی صاحب رسوم کے سخت مخالف تھے۔ اور منشی صاحب انہیں نیچری سمجھتے تھے۔ دوسرا پیام حاجی محمد حسین کے اکلوتے بیٹے کا تھا جس نے دیوبند میں علوم دینیہ کی تکمیل کی تھی۔ لیکن وہ اس بنا پر رد کیا گیا کہ لڑکا وہابی ہے اور اس لئے رسوم کا پابند بھی نہیں ہے تیسرا پیام شیخ عبدالغنی کے بھتیجے کا تھا جس کی دوکان دہلی میں بڑے فروغ پر تھی۔ لیکن کسی نے منشی صاحب سے کہدیا تھا۔ کہ یہ لوگ نہایت کنجوس ہیں۔ اور بہت کم روپیہ شادی میں صرف کرینگے۔ اسلئے منشی صاحب نے انکار کردیا۔ چوتھا پیام سید جعفر حسین کے بڑے بیٹے کا تھا۔ اور یہ جگہ منشی صاحب کو ہر طرح پسند تھی۔ کیونکہ جعفر حسین صاحب بالکل ان کے ہمخیال تھے اور اپنی بڑی جائداد رسوم اور وضع کی پابندی میں صرف کرچکے تھے۔ اگرچہ لڑکے کی صحت خراب تھی ضعف و خرابی اشتہا کی وجہ سے اُسپر کئی حملے سل کے ہوچکے تھے۔ لیکن منشی صاحب نے اسکی مطلق پرواہ نہ کی اور پیام کو منظور کرلیا۔ ایک سہ ماہی کے وقفہ میں تمام کام سرانجام پاگئے اور غریب نوجوان عورت نے اگر اسکی تقدیر میں تھا تو جذبات کی کشاکش سے نجات پائی۔ ادھر منشی صاحب نے بارگاہ ایزدی میں سجدۂ شکر کیا کہ اپنے نام اور اپنی حیثیت کیمطابق اس فرض گراں سے انہیں سبکدوشی نصیب ہوئی۔ اسی اثناء میں منشی صاحب کے بڑے صاحبزادے میں روز افزوں متانت، خاموشی، قناعت پسندی، ضروریات زندگی سے بے پروائی کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور دوسری طرف اسکے برخلاف چھوٹے بیٹے کی طبیعت میں خوفناک تغیرات پیدا ہوئے۔ اُس نے گھر میں چوریاں شروع کیں۔ دوکانوں کا کرایہ وصول کیا۔ مہاجنوں سے روپیہ قرض لیا اور اسطرح ثابت کرنا چاہا کہ مست شلوار کی ایک ایسا ذریعہ نہیں ہے جو پیٹ کی لگائی ہوئی آگ کو فرو کرسکتا ہے بلکہ "ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت" کا طریقہ بھی ممکن العمل ہے۔ منشی صاحب نے اس فتنہ کو دبانے کی بہتیری کوشش کی اور جب کسی طرح کامیابی نہ ہوئی تو مجبور ہوکر ایکدن انہوں نے اپنی ساری جائداد بڑے بیٹے کے نام منتقل کردی۔

(۶) چھوٹے بیٹے کو باپ کی حرکت بہت ناپسند ہوئی۔ اُسنے گھر سے تمام تعلقات منقطع کرلئے۔ اور جن باتوں میں وہ احتیاط و اخفا رکھتا تھا اب انہیں علی الاعلان کرنے لگا منشی صاحب کو اسکی حرکات ناموزوں کی اطلاع پہنچتی تھی اور بیتاب ہوکر رہجاتے تھے۔ آخرکار وہ جلوہ فروشان بازار کی برادری میں شامل ہوگیا اور طبلہ نوازی کی خدمت پر مامور ہوکر ایک رقاصہ کے ہمراہ کلکتہ چلا گیا۔ منشی صاحب اور انکی بیوی کو سخت صدمہ ہوا لیکن ابھی انہیں اُس سے زیادہ سخت صدمہ کیلئے طیار ہونا تھا یعنی لڑکی شادی کو ابھی تین سال بھی نہ گذرے تھے۔ کہ وہ بیوہ ہوگئی۔ سسرال میں اسکے تعلقات خوشگوار نہیں تھے اسلئے عدت کے دن پورے کرتے ہی وہ میکے چلی آئی۔ منشی صاحب اور انکی بیوی کو لوگوں نے سمجھایا کہ زمانہ نازک ہے لڑکی جوان ہے اور ابھی اُس نے دُنیا میں کچھ نہیں دیکھا ہے اسکا دوسرا نکاح کردو۔ لیکن میاں بیوی نے مشیروں کو ایسا آڑے ہاتھوں لیا کہ وہ بیچارے مشورہ دیکر پشیمان ہوئے۔ منشی صاحب جو اس درجہ پابند رسوم تھے۔ لڑکی کے عقد ثانی کا خیال بھی دل میں لانا اپنی بے آبروئی کا باعث سمجھتے تھے۔ منشی صاحب کی بیوی بیٹی کی بہت دلداری کرتی تھیں اور اسکی ضرورتوں کو گھر بھر کی ضرورتوں پر مقدم رکھتی تھیں لیکن اسکے باوجود فطرت کی نہ بھرنے والی گہرائیوں کو بھرنا اور نہ دبنے والے ابھاروں کو دبانا اُن کے امکان سے باہر تھا۔ خدا نہ کرے کہ کسی کو نیچر سے جنگ کرنیکا خیال پیدا ہو۔ یہ وہ طاقت ہے کہ زمین کے طبقے کو توڑ کر اُبھرتی ہے۔ یہ وہ جوش ہے جو پہاڑوں میں آگ لگا کر ابلتا ہے۔ یہ وہ آندھی ہے جو سمندر کی موجوں کو تہ و بالا کرکے چلتی ہے۔ ایک غریب، بیکس، بے مونس، غیر تعلیم یافتہ، ناتجربہ کار عورت اُس نیچر کو کیا لڑتی جسکی ایک مٹھی میں وامق کی بیٹی ہے اور دوسرے میں خنجر ——

ایکدن صبح کو جب منشی صاحب اور انکی بیوی سوکر اُٹھے تو گھر سے دو آدمی غائب تھے۔ ایک اُنکی بیوہ لڑکی اور دوسرا نوجوان نوکر۔ یہ منظر اور یکجہتی ذکر جو بانکوڈوبنی میں ہوا کرتا تھا۔

(۷) ان حیا سوز اور دلدوز واقعات سے منشی صاحب اور انکی غم نصیب بیوی کو جو کچھ صدمہ ہوا وہ کم ہے کیونکہ سننے والے تاب سماعت نہیں لاسکتے۔ اب لے دیکر اُن کی زندگی کا آسرا اور سرتوں کا سہارا صرف بڑا بیٹا تھا۔ لیکن شومئی تقدیر سے اسکی حالت روز بروز دگرگوں ہورہی تھی وہ اکثر تنہائی میں رہتا تھا لوگوں سے اسے وحشت تھی۔ پہننے اوڑھنے کھانے پینے اور دنیا کی تمام ضروریات سے اسکا دل اسقدر سیر اور بے پروا نظر آتا تھا۔ کہ دیکھنے والوں کو اسکے ولی اور خدا رسیدہ ہونیکا شبہ ہوتا تھا۔ اُسے سب سے زیادہ جس بات سے نفرت تھی۔ وہ شادی کا تذکرہ تھا۔ شادی کا ذکر چھڑا اور وہ شرمیلی دوشیزہ کی طرح اٹھکر چل دیا۔ ہر شخص اسکی ان باتوں کو قدرتی شرم و حیا پر مبنی سمجھتا تھا جس کے لئے چودھویں صدی کی مخلوق ترس رہی ہے۔ ماں باپ کیلئے زیادہ تفکر کی بات یہ تھی کہ اسکی تندرستی روز بروز مایوس کن صورت اختیار کررہی تھی لیکن بظاہر وہ کچھ بیمار نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ایک دن منشی صاحب نے اپنے احباب سے اُس کے اضمحلال اور موجودہ صورت حال کے متعلق مشورہ کیا اور سب نے متفق اللفظ ہوکر انہیں یہ رائے دی کہ لڑکے کی شادی کردینی چاہئے اور یہ کچھ شکایت ہے وہ محض تجرد اور اسکی عفت مآبی کی وجہ سے ہے۔ شادی کا لفظ سنتے ہی منشی صاحب کو فوراً اپنی تہیدستی کا احساس ہوا۔ لیکن ساتھ ہی وہ اپنے لڑکے کی زندگی نہایت ضروری سمجھتے تھے اور یہ یاد کرلینے کے بعد کہ اسکی تندرستی شادی پر موقوف ہے۔ انہیں ایک دوکان کے فروخت کردینے میں ذرا تامل نہ تھا۔ اس گفتگو کے بعد منشی صاحب زنانہ میں تشریف لائے۔ اور دوپہر کا کھانا کھاکر جب قیلولہ کیلئے لیٹے تو بیوی نے اس مسئلہ پر مشورہ کیا وہ پہلے سے یہ تجویز سوچے بیٹھی تھیں کہ مکان

بالکل خالی ہوگیا تھا۔ در و دیوار دیکھ دیکھکر اُنہیں رونا آتا تھا۔ تنہائی میں طرح طرح کے وسوسے دلمیں پیدا ہوتے تھے۔ بچھڑے ہوئے بچوں کی یاد، گھر کی تباہی، ننگ و ناموس کی بربادی یہ سب ایسی باتیں تھیں جو ہر لحظہ اُنہیں بیقرار رکھتی تھیں۔ اور اسکے لئے ضرورت تھی کہ وہ بیٹے کی شادی کرکے اپنے غم غلط کرنے کی تدبیر نکالیں۔ منشی صاحب نے جب اُن کی یہ تذکرہ چھیڑا تو وہ فوراً رضامند ہوگئیں۔ کئی موقع اُن کی نگاہ میں تھے۔ اور ان میں سے اُنکے خیال میں سب سے بہتر شیخ نصیر الدین کا گھر تھا جنہیں بہرحال میں ایک شریک کاروبار کے مرجانے سے بڑی رقم ہاتھ لگی تھی اور اُمید تھی کہ بیٹی کی شادی میں وہ بڑی فراخدلی کیساتھ روپیہ صرف کرینگے۔ چنانچہ دوسرے دن منشی صاحب کی بیوی نے سلسلہ جنبانی شروع کی اور چند روز کی گفت و شنید کے بعد معاملہ طے ہوگیا۔ منشی صاحب کے لڑکے کو اپنی شادی کا حال اُس وقت معلوم ہُوا جب بات پختہ ہوچکی تھی۔ تاہم اُس نے کئی آدمیوں کے ذریعہ سے ماں باپ تک یہ بات پہنچائی کہ وہ شادی نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن اُس کے انکار کو طفلانہ حماقت پر مبنی قرار دیکر شادی کے نظم و نسق میں کوئی تاخیر روا نہیں رکھی گئی۔ منشی صاحب نے اپنی ایک دُکان جواب بیٹے کے نام تھی فروخت کردی اور حتی المقدور بڑی دھوم سے بیٹے کی شادی کی۔

(۸) شادی ہوگئی۔ اور ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ لیکن بیمار اور مضمحل لڑکے کی حالت میں کوئی خوشگوار تغیر پیدا نہیں ہُوا۔ بلکہ اس کی حالت پہلے سے زیادہ ردی ہوگئی۔ وہ ہمیشہ سے زیادہ اُداس اور مغموم رہنے لگا۔ بیوی سے اسکے تعلقات عجیب تھے۔ جسطرح دو اجنبی ریل میں جاتے ہیں جسطرح دو ناآشنا ایک کمرہ میں کسی دوسرے کا انتظار کرتے ہوں۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ "طوطی را با زاغ در قفس کردند"۔ بدنصیب دُلہن نے چند روز صبر و ضبط سے کام لیا۔ لیکن آخرکار اُس نے بھی میرٹھ کے اُنہیں نلوں کا پانی پیا تھا جس سے منشی صاحب کی اولاد سیراب ہوئی تھی۔ اور آخرکار وہ بھی اسی طرح فطرت سے مجبور اور تشنہ جذبات سے چور تھی جسطرح منشی صاحب کے جگر پارے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ طلسم ٹوٹ گیا۔ پردہ کھل گیا۔ راز فاش ہوگیا۔ اور اسکے بعد نئے میاں بیوی کے تعلقات میں کشیدگی رُونما ہوئی۔ ناکام نوجوان زندگی سے بیزار اور موت کا طلبگار تھا۔ آخر ایک دن اُس نے تنگ آکر کچھ کھالیا اور صبح کو اُس کی نعش بستر پر پائی گئی۔ تکیہ کے پاس باپ کے نام ایک لفافہ تھا جس میں غریب نے اپنی ساری سرگذشت رقم کی تھی۔ آج کی صبح منشی صاحب کے گھر میں محشر کی صبح تھی۔ بدنصیب ماں نے جب اپنے ایک اور صرف ایک بچہ کی نعش دیکھی تو کلیجہ پھٹ گیا۔ اور اس طرح غش کھاکر گری کہ پھر نہ اُٹھی۔ منشی صاحب کے سوا گھر کی اس بربادی پر کوئی رونے والا نہ تھا۔ بہو میکے میں تھی۔ الغرض احباب و اقربا کی مدد سے اُنہوں نے گھر کی آبادی اور زندگی کی بہار کو سپرد خاک کیا۔ اب دُنیا منشی صاحب کی نگاہ میں تاریک تھی۔ رات و دن بیماروں کی طرح مردانے میں پڑے رہتے تھے۔ نہ بھوک نہ پیاس نہ بیداری نہ خواب۔ ایک عجیب عالم تھا جس میں وہ زندگی کے دن بسر کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں دوسری مصیبت یہ نازل ہوئی کہ بہو نے مہر کا دعوی کردیا۔ چونکہ منشی صاحب بدقسمتی سے تمام جائداد بیٹے کے نام لکھ چکے تھے۔ اس لئے اب معمولی عذرداری کے سوا اُن کے پاس اس دعوی کا کوئی جواب نہ تھا۔ پیروی کی طاقت بھی اُن میں نہ تھی۔ آخرکار ڈگری ہوگئی اور اُن کی ملکیت میں جو کچھ تھا۔ اُس پر چالاک نصیر الدین قابض ہوگیا۔

(۹) منشی صاحب کی مفرور لڑکی کا واقعہ سُنئے۔ جس نوکر کے ساتھ وہ مفرور ہوئی تھی۔ اُس نے چند ماہ کے بعد اُس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ جب تک زیور کا سہارا رہا وہ تنہائی کی زندگی بسر کرتی رہی اور بالآخر تنگدستی نے اُسے عصمت فروشی کی ذلتوں میں دھکیل کر بازار تک پہنچا دیا۔ اور پھر شومی قسمت اُسے کشاں کشاں کلکتہ لے گئی۔ یہاں پہنچکر اُسے کسی قدر فراخدستی نصیب ہوئی۔ اور چیت پور روڈ پر ایک خوشنما بالاخانہ لیکر رہنے لگی۔ ایک دن منشی صاحب کے صاحبزادے جو کلکتہ میں عرصہ سے مقیم تھے اپنی ہوسناکیوں کے سلسلہ میں اس بالاخانہ پر آئے۔ آنکھیں چار ہوئیں ایک نے دوسرے کو پہچانا۔ پھر شریفانہ خون رگوں میں تھا۔ غیرت نے جوش مارا۔ بدنصیب عورت لرزہ براندام ہوکر اُٹھی اور کھڑکی سے نیچے کود پڑی۔ بھائی بہتیا بہن کو روکنے کیلئے اُٹھا تھا۔ کھڑکی سے جھانک رہا تھا۔ ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔ زیادہ جھکتا تھا کہ بہن کے قریب آرہا۔ چند منٹ میں دونوں کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی"۔

اسقدر کہکر حافظ صاحب خاموش ہوگئے۔ اور میں گویا ایک خواب سے چونک پڑا۔ میں نے کہا حافظ صاحب ایمان کی بات تو یہ ہے کہ آپ نے جو قصہ سُنایا ہے وہ مولوی صاحب کے وعظ سے کہیں زیادہ دلگداز، عبرتناک اور مؤثر ہے۔ لیکن خدا کے لئے یہ تو بتائیے کہ اُن کمبخت منشی صاحب کا کیا ہُوا۔ اس کے بعد بھی کچھ اُن کے خیالات میں تبدیلی ہوئی یا ہنوز اُن کی رسوم پرستی باقی ہے۔ لیکن یہ سوال بیکار ہے۔ کیونکہ میرے خیال میں تو شاید وہ اب عالم حیات میں موجود نہ ہونگے"۔ حافظ صاحب میرے سوال پر مُسکرائے۔ پھر آہستہ سے کہنے لگے کہ "آپ تو ماشاءاللہ بڑے طباع ہیں۔ اس وقت خیال کہاں ہے کہ اتنا کچھ سننے کے بعد بھی نتیجہ پر نہ پہنچے۔ اجی حضرت یہ جن مولوی صاحب کا وعظ آپ نے تھوڑی دیر پہلے سُنا ہے۔ یہی تو ہیں وہ منشی صاحب۔ اب اس سے زیادہ خیالات کی تبدیلی کیا ہوگی کہ شہر بشہر ترک رسوم کا وعظ کہتے پھرتے ہیں۔ اور اُن پر کیا موقوف ہے میرے خیال میں تو نظر بحالات جو شخص رسوم کو ترک نہیں کریگا اس کا انجام ایک دن یہی ہوگا"۔ (دین و دُنیا)

ہمّتِ عالی سی قایم ہی وقارِ زندگی

(تراوشِ طبع حضرت ابوالنعیم نشتر جالندھری)

دیدۂ باطن سی دیکھ اے رہسپارِ زندگی!
ہی تگ و تازِ عمل رازِ قرارِ زندگی!

خونِ دل سے ہے نموئے لالہ زارِ زندگی،
ہے خزانِ زندگی گویا بہارِ زندگی،

یہ کشاکش ہائے پیہم زندگی کی جان ہیں
کر نہ توہینِ حیات ای سوگوارِ زندگی،

گردشِ ہر ذرّہ ہے تفسیرِ رازِ کائنات
راحت افزائے بقا ہی اضطرارِ زندگی،

چھیڑ سعی و جہد کی مضراب سی سازِ نفس
محشرِ نغمہ سے ہی لبریز تارِ زندگی،

اے رہینِ کنجِ عزلت توڑ زنجیرِ سکوں
محشرستانِ عمل ہے کارزارِ زندگی،

دامنِ امید بھر لے ہو کے سرگرمِ عمل
گل بکف ہیں ذرّہ ہائے رہگزارِ زندگی

عشق کی دنیا ہے جولانگاہِ شبدیزِ حیات
یہ زمین و آسماں ہیں اک غبارِ زندگی،

طورِ سینہ جلوہ گاہِ شاہدِ مقصود ہے
کامگارِ عشق ہی بس کامگارِ زندگی،

عشق شانِ زندگی ہی زندگی ہی شانِ عشق
دار و تیشہ کی زباں ہے رازدارِ زندگی،

عشق و دل ہیں زندگی کی ابتدا و انتہا
عشق رازِ زندگی دل رازدارِ زندگی،

ہے سراپا زندگی ہر ذرّہ خاکِ عشق کا!
"نے نوازِ عشق" ہے سرمایہ دارِ زندگی،

یہ رمِ آہو نہیں ریگستاں ہی لیلائے حیات
نجد کا ہر ذرّہ ہے آموزگارِ زندگی،

سر بکف ہو کر شہادت زارِ آزادی میں آ
اے طلبگارِ حیات! ای بیقرارِ زندگی،

نشۂ جاوید حرّیت سی ہو ذوق آشنا
کیوں ہی تو وقفِ خمار ای بادہ خوارِ زندگی

غرقِ طوفانِ بلا ہو اے طلبگارِ گہر!
موجزن ہی بحرِ ناپیدا کنارِ زندگی

کاوشِ سود و زیاں ہے موجبِ ننگِ حیات
ہمتِ عالی سی قائم ہے وقارِ زندگی،

ذرّہ ذرّہ تیری کرنوں سی ضیا اندوز ہو
آفتابِ زندگی! ہاں کائنات افروز ہو

متفرقات

فتنۂ ارتداد اور علمائے کرام

گم کردگانِ راہ کیلئے چراغ راہ بنکر صراطِ مستقیم شاہراہ دکہانا خیرون القرون کی یاد تازہ کرنا اور نصاب تعلیم کی غور و پرداخت سے ضروریاتِ وقت کے موافق اس میں تعدیل و اصلاح کرنا علمائے کرام کا فرض اولین ہے اور یہی دینِ حق کی بہترین خدمت ہے لیکن ہائے زمانہ کے انقلاب اور حالات کے تغیر نے ان کا رخ کسی دوسری طرف پھیر دیا ہے اور آج وہ بہی [illegible] بے پروائی و غفلت کی مرض کے مریض پائے جاتے ہیں

آہ! ایک وقت تہا کہ قوم کے قومی علمی۔ مذہبی، اخلاقی تعلیمی اور سیاسی [illegible] جملہ امور کی ترتیب اور نشو و نما ان کے ہاتہو میں تہی دنیائے اسلام کا ایک ایک ذرہ ان بزرگان کی کارفرمائی سے فیضیاب تہا مراکش سے چین اور سواحلِ ہند سے بلادِ روم تک کوئی قومی کام ان کے مشاورہ [illegible] انجام نہ پاسکتا تہا اور یا اب یہ حالی ہو کہ ایک ایک کرکے جملہ اختیارات چھن رہے ہیں، تن آسانی و آرام طلبی میں خود علمائے کرام کی معزز جماعت [illegible] مسلوب الاختیار ہوتی جاتی ہے گوشۂ تنہائی میں پڑے [illegible] کے اپنے حق کی فکر کے استغراق کے سوا انکا کوئی شغل [illegible]

[illegible] قوم و دینیات کی خدمتیں جان و مال تک قربان کر [illegible] نمائش اور جاہ طلبی کے بندے ہو کر رہ [illegible] ہیں [illegible] کی ترہیں مخالفینِ اسلام پیروانِ رسالت اور پرستارانِ توحید کو [illegible] سے مجروح کر رہے ہیں ان کے خیال [illegible] تعلق [illegible] ہے۔

[illegible] جبکہ مشرکین اور منافقین [illegible] قائم ہو رہے ہیں اسلام و اسلامیان کو [illegible] زور و زور سے کام لے رہے ہیں اپنا دوست [illegible] جلسے منعقد کرکے دہواں دہار تقریریں کرتے [illegible] ضرورت شناسی کا احساس انہیں مفقود ہی [illegible] آندہی سے دفاکم ہوہن مطلع اسلام [illegible] اور یہاں شیعہ سنی، احدی غیر [illegible] سے خانہ جنگی ہو رہی ہے، فرعی

اختلافات کی پٹی آنکھوں پر بندہی ہے وہ نہیں دیکھتے کہ ہماری اس تو تو میں میں میں اخوان الشیاطین مدعیانِ اتحاد کس قدر فائدہ اٹہا رہے ہیں۔ آہ

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرسِ کاررواں رہے

علمائے کرام کی معزز جماعت! امتِ محمدی اور پرستارانِ توحید کو عروۃ الوثقیٰ سے متزلزل کیا جا رہا ہے، مشرک ہو جاؤ یا عرب کی کوہ کے سایہ تلے جاکر آرام کرو کا چیلنج ہو رہا ہے زور بازو دکہایا جاتا ہے معرکہ آرائی کیلئے مورچہ بندی ہو رہی ہے مگر آپ خانہ جنگی میں محو و سرگرداں! کیا آپ کی مصلحت وقت اور دور اندیشی یہی ہے کہ حلقہ بگوشانِ اسلام، پیروانِ رسالت اور کلمہ گویانِ محمدی سے تو آپ جنگ کرتے پہریں۔ انہیں کفر و شرک کے فتوے دیں اور دشمنانِ اسلام سے جو آج لاکہوں فرزندانِ توحید کو بیدین کرنے پر تلے ہوئے ہوں رشتۂ وابستگی جوڑتے پہریں، آہ داعیانِ اسلام کی وہ جماعت کیا ہوئی جو ہزاروں مشکلات کا مقابلہ کرکے مشرق سے مغرب تک پہیل جاتی تہیں۔ ان میں کا ایک ایک فرد جب ملک میں کسی ایک شہر سے داخل ہوتا تہا تو دوسری سرحد سے ہزاروں لاکہوں نفوس کو اپنی معیت سے حلقہ بگوشِ توحید بناکر نکلتا تہا۔ فقرا اور صوفیائے کرام کے وہ گروہ اب ناپید ہیں جو خشکی تری صحرا و بیابان کو قطع کرکے عرب سے چین اور تبریز سے بنگال آتے تہے آج ضرورت ہے کہ یہ حوصلے دوبارہ پیدا ہوں اور عزم و استقلال کی وہ لہریں ہمارے سینوں میں موجزن ہوں جو کہ ہمکو ایشیا سے یورپ اور ہندوستان سے افریقہ لے جائیں،

وراثتِ ختم المرسلین کے دعویدارو! اٹہو کہ یہ وقت گوشۂ تنہائی میں مزے لینے کا نہیں دشمنانِ اسلام کا سیلاب بڑہتا آتا ہے اور پرستارانِ توحید منجدہار بڑے میں کیا تبلیغ و اشاعت کرنے والوں نے کبہی بڑی ہستیوں کا انتظار کیا کہ آپ آج اپل [illegible] کے منہ تک رہے ہو اٹہو اور دینِ حق کی تبلیغ کرو، اور مخالفین کے [illegible] توحید رسالت کی صداقت کا ایسا سکہ بٹہادو

کہ وہ بے اختیار اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ کہ اٹھیں اور اس وقت تک دم نہ لو جب تک کہ یہ مرتد و حلقہ بگوش اسلام نہ ہو جائیں، ہندوستان کے مشرکین میں تبلیغ اسلام کا یہ بہت اچھا موقع ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی یقینی نصر من اللہ وفتح قریب۔

مسلمانو! آنکھیں کھولو

معزز معاصر وکیل کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ "اسلام کے خلاف ایک وسیع سازش کی گئی ہے جس کی ابتدا جسم اسلام کے کمزور عضو سے ہوئی ہے، اس سازش کی پشت پر تین ہندو ریاستوں، پنڈت مدن موہن مالویہ اور ڈاکٹر مونجے کا ہاتھ ہے"

لوگوں کو خریدا جا رہا ہے غریب جاہل کا ایمان ہے کیا۔ ہر ایک کو مناسب قیمت پر خرید رہے ہیں۔ دراصل یہ مذہبی تبلیغ نہیں بلکہ سیاسی کارروائی ہے۔ آریوں نے جنگ زرگری شروع کر رکھی ہے راجپوتوں کے بعد دوسرے کمزور علاقوں کی باری ہے، گوڑگاؤں، ہردوئی بلکہ کشمیر وغیرہ پر انکی آنکھیں لگی ہوئی ہیں"

اس جگر سوز اور دل خراش واقعہ سے جس قدر خون جگر کھانا پڑتا ہے اس کے اظہار سے زبان قلم قاصر ہے۔ سخت نازک وقت اور یہ خاموشی!

ترک موالات مسلمانوں کے طبقہ سے جو اتحاد و دوستی کی قربان گاہ پر مذہب اور دین کی بھینٹ چڑھانے کو تیار ہے کیا بھروسہ اور کیا توقع، رونا تو اسبات کا ہے کہ بیدار مغز اور روشن ضمیر والیان ریاست نے بھی اس وقت تک فتنۂ ارتداد کے ہلاکت انگیز طوفان کی روک تھام کے لئے دست امداد نہیں بڑھایا۔

کیا اس پر آشوب واقعات کی موجودگی میں والیان ریاست کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اس نازک وقت میں آمادۂ عمل ہوں۔ اور نہ صرف حفاظت اسلام بلکہ اشاعت اسلام میں بھی ہر قسم کی مدد دیں؟

برادران اسلام! کیا یہ موقعہ یوں خاموش بیٹھے رہنے کا ہے کیا یہ شامت اعمال نہیں کہ ہمارا گھر رہزن اور ڈاکو لوٹ رہے ہوں اور ہم بے حس و حرکت اور بدست و پا تماشہ دیکھ رہے ہوں غیرت و حمیت کو جوش دو اور حفاظت اسلام پر آرام و آسائش

اور جان و مال قربان کر دو،

میدان ارتداد میں احمدی جماعت کی خدمات

فتنۂ ارتداد کے اٹھتے ہی امام جماعت احمدیہ قادیان نے [illegible] اور ضرورت شناسی سے اپنے مبلغین میدان ارتداد میں بھیجنے کی تجویز کی اور یہ بھی اعلان کیا کہ ہم اور ہمارے مبلغین دیگر اسلامی مبلغین کے ساتھ ملکر دشمنان اسلام کے اس شر کو فرو کرنے کی کوشش کرینگے چنانچہ آپ نے ڈیڑہ سو سرفروشان ملت کا انتخاب کر کے انہیں [illegible] کی کہ وہ میدان ارتداد میں جاکر تبلیغ و اشاعت اسلام کا فرض انجام دیں اور اپنے خورد و نوش کے بوجھ کے خود متحمل ہوں۔ ان ہدایت کو پاتے ہی احمدی مبلغین میدان ارتداد کو روانہ ہوگئے اخبارات کا بیان ہے کہ وہاں پہنچکر انہوں نے شاندار خدمات انجام دیں چنانچہ انکی مساعی سے کئی گاؤں مرتد ہونے سے بچ گئے گو ان کے عقائد کی وجہ سے ہم انہیں کچھ خیال کریں لیکن خدمت و محنت کی داد دینی پڑتی ہے اور اس وقت ان کا کام فی الواقعی قابل داد ہے۔

عورتیں اور پیشۂ وکالت

لیجسلیٹو اسمبلی نے آخر کار اس مسودہ قانون کو پاس کر دیا جس کا یہ مطلب ہے کہ عورتوں کو بھی وکلا کی فہرست میں داخل ہونے اور وکالت کا پیشہ اختیار کرنیکا حق دیا جائے یہ مسودہ ایک مدت سے زیر بحث تھا اور اس پر ممبروں کیطرف سے طرح طرح کے [illegible] کئے گئے تھے بعض ممبر کہتے تھے کہ عورتوں کی موجودگی عدالت کو مرعوب کر لیا کریگی اور انصاف میں خلل واقع ہوگا بعض کا خیال تھا کہ وکیل عورتیں مقابل کے مرد وکیل کو اپنی جادو نگاہی سے رام کر لیا کرینگی بعض کی رائے یہ تھی کہ وہ اپنی فطری دلکشی سے گواہوں کے دلوں کو مسخر کر لینگی۔ عدالتوں پر تو وکیل عورتوں کا جو اثر ہوگا سو ہوگا اسمیں کلام نہیں کہ اسمبلی پر ان کا جادو ضرور چل گیا ہے [illegible] ہے کہ ان کو عدالتوں میں وکالت کرنیکی اجازت ملگئی [illegible] نقطۂ نگاہ سے اسپر نظر ڈالی جائے تو اسمیں [illegible] کہ عورت وکیلوں سے پردہ نشین عورتوں کو حصول انصاف میں آسانی ہوگی اس لئے کہ بہت سی راز کی باتیں جو عورت عورت سے کھل کر کہہ سکتی ہے مردوں سے نہیں کہہ سکتی قدرتی حجاب ہر قدم پر مزاحم ہے اس لئے لیجسلیٹو اسمبلی نے عورتوں کیلئے [illegible] ہندوستان کی عورتوں پر احسان کیا ہے اگرچہ [illegible]

نواب صاحب بہاولپور

یہ امر موجب مسرت ہے کہ گذشتہ شنبہ کو گورنر جنرل کے ایجنٹ نے ہز ہائی نس نواب صاحب بہاولپور کو کونسل ریاست کا صدر مقرر فرمایا ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ عنقریب نواب صاحب کو ریاست کے کامل اختیارات عطا کر دئے جائیں گے ہز ہائی نس ایک نہایت بیدار مغز اور روشن ضمیر حکمران ہیں۔ ان کے دل میں رعایا کی ہمدردی کا جذبہ موجزن ہے اور رعایا بھی انکو عزیز و محترم سمجھتی ہے یہ خوشگوار حالت بعض ہندو حلقوں میں بنظر استحسان نہیں دیکھی گئی اور ریاست کو بدنام کرنے کیلئے طرح طرح کے منصوبے سوچے جا رہے ہیں اخبارات میں غل ہے کہ ہندوں کے حقوق غصب کر لئے گئے اور تقریروں میں شور ہے کہ ہندوں کو نقصان پہنچایا گیا یہ غوغا صرف اس لئے ہے کہ پنجاب میں یہ مسلمان ریاست کیوں دکھائی دیتی ہے۔ ہز ہائی نس نے نواب خدا بخش خانصاحب کو کونسل کا نائب صدر مقرر فرمایا ہے نواب ممدوح ایک دوراندیش مدبر ہیں اور ہمیں امید ہے کہ وہ ریاست کے کاروبار کو خوش اسلوبی سے چلائیں گے مولانا حاجی سر رحیم بخش صاحب کی رہنمائی ہز ہائی نس کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے ہمیں یقین ہے کہ مولانا ممدوح کے تجربہ و تبحر سے ریاست پورا فائدہ اٹھاتی رہیگی۔ ریاستوں کی حکمرانی اب بہ نسبت سابق کسیقدر دشوار ہو گئی ہے لیکن ہز ہائی نس کے حسن قابلیت سے توقع ہے کہ وہ اپنی ریاست کو نہایت اعلیٰ پیمانہ پر چلائیں گے اور اسے دوسری ریاستوں کیلئے ایک نمونہ کی ریاست بنا دیں گے

امریکہ کی خونی تہذیب

روئے زمین پر صرف اضلاع متحدہ امریکہ ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں زندہ انسانوں کو آگ کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء تک ۲۲ حبشی عام مجمعوں میں زندہ جلا دئے گئے ۱۹۲۲ء میں ۶۰ اشخاص مصلوب ہوئے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ۱۸۸۹ء سے ۱۹۲۲ء تک ۳۴۹۶ حبشیوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ جن جرائم میں یہ سزائیں دیگئی ہیں انکی تفصیل حسب ذیل ہے،

قتل ۱۲۹۷ زنا بالجبر ۵۹۱ عورتوں پر حملے ۲۶۳ مختلف اشخاص کے خلاف جرائم ۳۶۴ جائداد کے متعلق جرائم ۳۳۴ متفرقات ۳۴۴ بیگناہ ۱۸۴۔ چند حبشیوں کو محض اس لئے اس سزا کا مستوجب قرار دیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک سفید لڑکے کیلئے راستہ نہیں چھوڑا وہ کسی لیگ کے ممبر ہیں یا انہوں نے کسی سفید آدمی کی توہین کی ہے ایسے مقتولوں کی تعداد ۸۳ ہے

اب اس رسم بد کا انسداد کرنیکے لئے ایک مسودہ قانون پیش کیا جا رہا ہے امریکہ میں یہ انسانیت کش اور تہذیب سوز رسم مدتوں سے جاری ہے لیکن افسوس ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس کے انسداد کیطرف توجہ نہیں کیگئی،

اہالیان امرتسر کی دوراندیشی

فتنۂ ارتداد کے دوزخ کی آگ نے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلکر ہندو مسلم اتحاد کے خرمن پر جو بجلی گرائی ہے ناظرین اس سے خوب واقف ہیں۔ امرتسر میں بعض شوریدہ سروں کی شوریدگی سے یہ آگ یہاں تک مشتعل ہو گئی تھی کہ خون کی ندیاں بہنے کیلئے کسی گھڑی کا انتظار رہتا۔ اس نازک حالت کو دیکھ کر بمشورہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ہندو مسلمان نمائندگان کا ایک عام جلسہ ۹۔ اپریل کو شام پانچ بجے ٹاؤن ہال امرتسر میں منعقد ہوا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ رائے بہادر گوپال داس کی صدارت جلسہ کا افتتاح ہوا۔ کامل دو گھنٹے کے تدبر و تفکر کے بعد قرار پایا کہ فتنۂ شر کے عواقب و نتائج پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائے جائے۔ لٹھ بند دستے اشتعال انگیز الفاظ کہتے ہوئے بازاروں میں چکر نہ لگائیں۔ بائیکاٹ اور اشتہار بازی کو ایک عرصہ تک روک دیا جائے، اور کوشش کی جائے کہ امرتسر کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات برادرانہ ہو جائیں،

احمدی جماعت کے اعلانات

فتنہ ارتداد سے متعلق احمدی جماعت کی مساعی مشکور ہوئی ہیں اس خدمت سے انہوں نے عوام میں ہر دلعزیزی پیدا کر لی ہے ہمارے پاس اُن کے تین اعلان بغرض اندراج القریش آئے مگر بے وقت افسوس ہے کہ اس وقت گنجائش نہیں،

اعلانات مظہر ہیں کہ ہیژدہ ہزار روپیہ یہ جماعت اس وقت تک جمع کر چکی ہے اور ساڑھے تین سو مجاہدین زندگی وقف کر چکے ہیں

آزاد قریشی صاحب نے سری نگر کشمیر میں تحفظ نماز و ستر مستورات کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے۔ امید ہے کہ مسلمانان سری نگر اس کار خیر میں مولوی صاحب کی حوصلہ افزائی کرینگے،

اطلاع جن احباب کا سالانہ چندہ اس پرچے کے ساتھ ختم ہو تا ہے مئی کا رسالہ ان کی خدمت میں وی پی حاضر ہو گا۔

حضور نظام توجہ فرمائیں۔ اس عنوان کا مسلسلہ آئندہ درج ہو گا۔

یارانِ قریش

اقوامِ عالم کی قابلِ رشک ترقی اور ہماری بے حسی

ہماری برادری پر جمود و سکوت کی حالت طاری ہے اپنی فلاح و ترقی اور شیرانہ بندی کا خیال ہمیں کبھی بھولے سے بھی نہیں آتا لیکن دنیا کی دوسری برادریاں اوج اقبال کی طرف اس قدر بڑھ چلی ہیں کہ چشم بصیرت سے دیکھنے والے محوحیرت ہیں تمثیلاً بعض برادریوں کے مشاغل درج ذیل کئے جاتے ہیں،

راجپوت بورڈنگ ہوس ایک جموں میں موجود ہے جو وسیع پیمانہ پر ہے، راجپوت برادری ایک بورڈنگ اپنا لاہور میں بھی قائم کرنا چاہتی ہے جس نے ریاست سرمورنا بن ضلع گوڑگانواں، ضلع دہلی سے اب تک ۵۰۹۳ روپے جمع کر لئے ہیں اور وفد برابر اپنا دورہ کر رہا ہے

اروڑبنس سبھا لاہور کی آمدنی ماہ فروری ۱۹۳۰ء میں مختلف مدات میں ۷۔۲۶۶۲ روپے تھی مارچ کے ابتدائی پانچ یوم کی آمدنی ۴۔۱۴۴ روپیہ ہے اس برادری نے اروڑبنس بنک بھی لاہور میں کھولنے کا ارادہ کیا ہے ۲۵ روپیہ فی حصہ کے حساب سے ۵ لاکھ کا سرمایہ مشتہر کیا گیا ہے،

کھتری سبھا دہلی کی مالی مشکلات کا جب رائے بہادر لالہ سری رام رئیس دہلی کو علم ہوا تو آپ نے ۶ ہزار روپیہ نقد عطا فرمایا۔

اروڑبنس برادری کی شادی کی تقریبات پر قومی اغراض کو فراموش نہیں کیا جاتا فروری کے آخری ہفتہ میں اس برادری کو تین شادیوں میں علی الترتیب پچاس پچاس اور ایک سو پانچ کے عطیے جات قومی کانفرنسوں اور قومی اخبارات کو دئے گئے ہیں۔

مسلمان راجپوت برادری کی بہترین خدمات انجام دے رہے ہیں، مسلم راجپوت ہائی سکول کلانور اور اخبار مسلم راجپوت کیلئے ایک وفد جس میں رؤسا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بنشنرز شامل ہیں قومی اغراض کی تکمیل کیلئے دورہ کر رہا ہے۔ جبلپور اور لکھنؤ کے دو رسالوں نمبر ۱۴ و ۱۵ کے ملازموں نے ایک ایک ماہ کی تنخواہ کا وعدہ کیا ہے اور پہلی قسط ادا بھی کر دی ہے۔ اب یہ وفد ضلع جالندھر کا دورہ کر رہا ہے اخبار مسلم راجپوت کے لئے خان دوران خاں صاحب آنریری سول جج راؤ عبدالرحیم خانصاحب راجہ محمد ولائت خانصاحب (جموں) اور دیگر بہت سی ہمدرد اصحاب نے نہ صرف اپنے مقررکردہ خریدار و نکی تعداد پوری کی ہے بلکہ زائد خریدار بھی دئے ہیں علاوہ ازیں امریکہ کے مسلم راجپوتوں نے مندرجہ ذیل روپیہ ارسال کیا ہے، مرکزی خلافت کمیٹی اور کلانور مسلم راجپوت ہائی سکول کو ایک ایک ہزار جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑھ اور متعلقین مولانا ظفر علی خاں راجپوت ایڈیٹر اخبار زمیندار کے لئے پانچ پانچ سو اور سید حسین صاحب سابق ایڈیٹر انڈی پینڈنٹ الہ آباد کو جب وہ کیلیفورنیا آئے تھے۔ تین سو روپیہ، مسلم راجپوتانِ ہند کا سالانہ اجلاس ۳۱ مارچ یکم اپریل کو بمقام کلانور بصدارت نواب حاجی حافظ احمد سعید خانصاحب سی آئی ای چھتاری ضلع بلند شہر ہوا۔ اسلامیہ کالج لاہور کے راجپوت طلبہ نے انٹر کالجئیٹ مسلم راجپوت سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے نام سے قائم کی ہے ضلع رہتک کے بارہ دیہات کے مسلمان راجپوتوں نے ۴۔۳۔۲۶ کو عہد کیا ہے کہ مسلم راجپوت ہائی سکول کلانور کی امداد کیلئے ہر سال اپنی آمدنی کا بارھواں حصہ یکمشت یا قسط وار دیا کریں گے،

ہندو جاٹوں کی طرف سے کئی اخبارات ناگری اور اردو میں جاری ہیں ضلع رہتک میں دو ان کے ہائی سکول ہیں ایک سکول پر فوجیوں کی طرف سے جو وظائف طلباء کو دئے جاتے ہیں انکی تعداد ۴۱ ہے

کشمیری پنڈتوں کی برادری نے ابھی اپریل میں ایک رسالہ بنام کشمیری پنڈت میگزین اعلیٰ پیمانہ پر جاری کیا ہے جس میں بانی قوم کی تصویریں بھی ہونگی اور جس کے ایڈیٹروں کی تعداد نصف درجن کے قریب بیان کی جاتی ہے

برہمن سبھا لاہور کا سالانہ جلسہ اپریل میں بمقام لاہور ہونے والا ہے راجہ نریندر ناتھ ایم اے استقبالیہ کمیٹی کے صدر قرار پائے ہیں

شکریۂ احباب

نیاز مند ایڈیٹر کی طویل اور خطرناک بیماری کی خبر پاکر جن احباب نے اظہار ہمدردی فرمایا ہے انکی برادر نوازی کا تہ دل سے شکریہ

محترم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور قادیاں کے ہم خصوصیت سے ممنون احسان ہیں۔ جنہوں نے خبر پاتے ہی ایک قیمتی اور نہایت ہی مفید سرمہ کی ترسیل سے اخوت اسلامی کا ثبوت دیا اور اس نازک اور پریشان حالی میں برادرانہ ہمدردی کی ، سرمہ مذکور نے خدا کے فضل سے فی الواقعی وہی اثر کیا جو نیم جان کے لئے آب حیات کو کرنا چاہیئے الحمد اللہ کہ ککروں کی تیزی جاتی رہی اگر پڑبالوں کا ازالہ ہوگیا تو زہے نصیب ، دل چاہتا ہے کہ شیخ صاحب کا ایکدفعہ شکریہ ادا کروں کیونکہ انکی بروقت امداد نے فی الحال تو میری زندگی کی تلخ گھڑیاں کاٹ دیں ۔ خداوند کریم جزائے خیر دے آمین !

ایک عرض

میری طویل علالت و پریشانی سے القریش اصلی حالت سے بہت گر گیا اس کا مجھے دلی قلق و اضطراب ہے الحمد للہ کہ ہفتہ عشرہ سے طبیعت بخیر ہے اور اگر فضل ایزدی شامل حال رہا بعد و نحس کا تصادم نہوا تو انشاء اللہ تعالےٰ رسالہ بہتر سے بہترین صورت میں بدل جائیگا چنانچہ ناظرین کرام آج ہی کی اشاعت میں ترتیب و تنظیم مضامین میں شاندار تبدیلیاں پائیں گے جو خوش آئند مستقبل کا پیش خیمہ ہیں امید ہے کہ بہی خواہان رسالہ و درد مندان قوم ترقی اشاعت کی امداد سے ہمیں شکرگذاری کا موقع دیں گے اور قلمی معاونین اصلاحی و قومی مضامین کی ترسیل سے ہماری اعانت کے علاوہ افراد قوم کو اپنے قیمتی خیالات سے مستفید ہونیکا موقع دینگے۔ (ثاقب)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

القریش کی پہلی اشاعت میں عجائبات مصر کے تحت "فرعون کا مقبرہ" کے عنوان سے کچھ واقعات جو اصل میں اخبارات کا اقتباس تہا شائع ہوئے ہیں ،

مضمون کے اخیر میں یہ بہی بتلا دیا گیا ہے کہ "یہ مقبرہ نہیں بلکہ بیاہ گذیدہ نکی غار ہے ،، لیکن ہمارے بعض ناظرین اس مضمون کے عنوان ہی سے ایسے پریشان ہوئے کہ انہیں مضمون کا باقی حصہ دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا اس کے متعلق کئی خطوط موصول ہو چکے ہیں اکثر مقامی ناظرین زبانی دریافت کرنیکے لئے تشریف فرمائی کی زحمت اٹھا چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ احباب کو مضامین بغور پڑھنے اور اس کے نتیجہ پر پہنچنے کا شوق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہماری درد سری کا بہترین نتیجہ پیدا نہیں ہوتا ،

فرعون بےعون کی غرقابی کا قرآن کریم شاہد ہے ، وہ باغی دنیا سے بے نیل مرام اٹھا اور دریائے نیل کی خون خوار موجوں کے سپرد کر دیا گیا اس لئے اس کے مقبرہ کا خیال ہی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تخیلات عالم تہا جو اخبارات سے اقتباس کر کے شائع کر دیا گیا۔ امید ہے کہ مستفسر احباب کی تسلی ہو جائیگی ،

صاحب ثروت احباب سے

ہماری ایک قریشی بہائی شومئے تقدیر سے گردش زمانہ میں اگر اس قدر تہی دست ہو گئی ہیں کہ جائداد و املاک وغیرہ رہن کرنے پر بہی آسودہ حال نہیں ہوئے کثیر رقم کے سود کا بوجھ ناقابل برداشت ہے آپ بفضل خدا ایک قابل عالم ہیں۔ تبلیغ و اشاعت کی بہترین خدمات میں انہوں نے عمر کا بہت بڑا حصہ صرف کیا ہے ، پابند صوم و صلوٰۃ اور نہایت شریف مزاج۔ لیکن مالی کمزوری نے سخت پریشان کر رکہا ہے آپکی خواہش ہے کہ کوئی متمول بہائی جائداد کی کفالت پر جو ایک بڑے شہر کے موزوں موقع پر واقع ہے کچھ قرض عطا کریں اور سود کی زحمت سے بچا کر عنداللہ ماجور ہوں اگر کوئی صاحب ثروت بہائی انکی اس مناسب اور واجبی خواہش کو پورا کر کے انکی اس اڑے وقت میں امداد کر دیں تو موجب ثواب دارین ہوگا۔ مشارٌ الیہ اپنا نام مشتہر نہیں کرنا چاہتے جو صاحب ہمدردی کرنا چاہیں وہ دفتر القریش سے خط و کتابت کر کے حالات سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں ،

انجمن قریشیانِ ہند

۸ - اپریل - ۷ بجے شام دفتر رسالہ القریش میں بصدارت حکیم محبوب عالم صاحب انجمن کا جلسہ عام منعقد ہوا حاضری کافی تہی مقامی و بیرونجات کے ممبران بکثرت تشریف فرما تھے۔ فتنہ ارتداد سے متعلق بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ سکرٹری صاحب نے انجمن قریش گوجرانوالہ کی کارگذاری کا ذکر کرتے ہوئے برادران گوجرانوالہ کے قومی احساس کی تعریف کی اور ساتھ ہی یہ بہی کہا کہ مرکزی انجمن نے یہ اطلاع پاکر کہ امسال گوجرانوالہ میں وہاں کی انجمن سالانہ اجلاس انعقاد کرنیوالی ہے اپنا اجلاس اس خیال سے کہ دونوں جلسے بے رونق نہ رہیں اور ایک ہی سٹیج پر قومی بہتری پر مبادلہ خیال کرنا زیادہ مفید ہوگا اپنا اجلاس ملتوی کر دیا تہا مگر افسوس کہ ایسٹر کی تعطیلات گذر گئیں اور مرکزی انجمن کا اجلاس یہی رہ گیا۔ ضرورت ہے کہ انجمن قریش گوجرانوالہ فوری توجہ کرے ،

شیخ احمد دین صاحب نے کہا کہ سال گزر گیا افسوس ہے کہ مرکزی انجمن کے بعض اراکین نے خلاف توقع سخت غفلت و بے پروائی سے کام لیا ہے۔ انجمن نے امسال کوئی نمایاں کام نہیں کیا اس لئے مناسب ہے کہ انتخاب جدید نہایت غور و خوض اور تفکر و تدبر سے عمل میں لایا جاوے اس پر بڑی دیر تک معقولیت کے ساتھ بحث ہوتی رہی۔ بالآخر فیصلہ ہوا کہ نائب صدر کی دوسری خالی شدہ جگہ پُر کی جائے اور موجودہ اگزیمنر چونکہ کام سے ناواقفیت کے باعث خلاف قانون کام ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اسے علیحدہ کرکے یہ کام کسی قابل اور اہل کے سپرد کیا جائے اس کے لئے آئندہ کمیٹی کی تاریخ ۲۳ اپریل مقرر ہوئی۔ جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

انجمن قریش گوجرانوالہ

۲۷ دسمبر کی رپورٹ مارچ کے القریش میں شائع ہو چکی سکریٹری صاحب کے ایک مراسلہ سے معلوم ہوا تھا کہ انجمن مذکور الیکشن کی تعطیلات میں انعقاد جلسہ کی تجویزیں کر رہی ہے بلکہ رپورٹ ماسبق سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ اطلاعی مراسلات کی طباعت وغیرہ کے لئے ۵ روپے کی رقم منظور ہو چکی ہے لیکن پھر معلوم نہیں ہوا کہ منتظمین کیوں خاموش ہیں۔ دفتر معارف سے اس بارہ میں کوئی مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی خدا کرے مانع بخیر ہوں۔

نمونہ کے پرچے جن برادران کی خدمتیں انکی خواہش کے موافق القریش نمونتہً حاضر ہوتا ہے وہ مہربانی کرکے بوالپسی ڈاک شاکر عالیہ سے

قلمرو دکن

شہریارِ دکن کی سادگی

مسٹر سینٹ نہال سنگھ نے ہز اگزالٹڈ ہائی نس میر عثمان علی خان بہادر کے حالات "ماڈرن ریویو" میں شائع کئے ہیں بقول مسٹر موصوف شہریار دکن کی زندگی کا نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ وہ ایک کروڑ تیس لاکھ باشندوں کے تاجدار ہونیکے باوصف نہایت سادہ لباس زیب تن فرماتے ہیں آپ کنگ کوٹھی میں رہتے ہیں جو سرکاری دفاتر اور شرفا کی کوٹھیوں سے تھوڑے سے فاصلہ پر واقع ہے مسٹر نہال سنگھ لکھتے ہیں کہ جب ان کو حضور کی خدمتمیں پیش کیا گیا تو وہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ حضور جو لباس اس وقت زیب تن کئے ہوئے تھے اسکی قیمت دس روپیہ سے زیادہ نہ ہوگی،

ایکدفعہ ایک درباری نے حضور ممدوح کی خدمتمیں عرض کی کہ آپ لباس فاخرہ زیب تن فرمائیں آپ نے جواب میں فرمایا کہ محمدؐ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) مجھ سے بہت بڑے تھے لیکن وہ میری نسبت زیادہ سادہ لباس پہنتے تھے،

یہ جواب ایسا ہے کہ اسے تمام ہندوستانیوں کو چراغ راہ بنانا چاہیئے بدقسمتی سے سادگی رخصت ہوتی جاتی ہے اور آرائش و زیبائش اسکی جگہ لے رہی ہے مسلمانوں کے لئے یہ طریق عمل کس قدر نقصان دہ ہے یہ اظہر من الشمس ہے اور اگر کسی قوم کو اس زمانہ میں حضور نظام کی پیروی کی ضرورت ہے تو وہ مسلمانوں کی قوم ہے،

بیگار موقوف

اعلیحضرت نظام دکن نے اپنی سالگرہ پیدائش کی تقریب پر اعلان کیا ہے کہ آئندہ عیدین، نوروز، اور سالگرہ تخت نشینی کی تقاریب پر نذریں پیش کرنیکا طریقہ منسوخ کیا جاتا ہے اس کے علاوہ حضور ممدوح نے ایک اور مفید اعلان فرمایا ہے جو یہ ہے کہ آئندہ ممالک محروسہ نظام میں بیگار کا نام و نشان بھی نہیں رہنا چاہیئے آپ نے فرمایا کہ اس سے رعایا کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور حکم دیا ہے کہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کریگا وہ مستوجب سزا سمجھا جائیگا،

غربا کیلئے جن کے ساتھ حکام بعض اوقات چوپایوں سے بھی زیادہ ذلیل سلوک روا رکھتے ہیں یہ حکم آیہ رحمت سے کم نہ ہوگا۔ اور دیگر ریاستہائے ہند اور بالخصوص ریاست کشمیر کو بھی اس بارہ میں ریاست حیدرآباد کی پیروی کرنی چاہیئے۔ بیگار کا طریقہ عہد توحش کی ایک ذلیل یادگار ہے اور کسی روشن خیال و خیرخواہ رعایا تاجدار کو اسکی آئندہ اجازت نہیں دینی چاہیئے،

مسئلہ واپسی برار

سر علی امام حیدرآباد پہنچ گئے اور استرداد برار کے مسائل کے متعلق بعض ضروری مسائل کی یکسوئی کرکے آغاز کار کی طرح ڈالیں گے،

موقر معظم رہبر دکن راوی ہے کہ اس کام کی انجام دہی کے لئے سر موصوف ریاست سے ۳۵ ہزار روپے ماہانہ معاوضہ پائینگے

تاریخ اشاعت ہر انگریزی مہینہ کی ۱۶

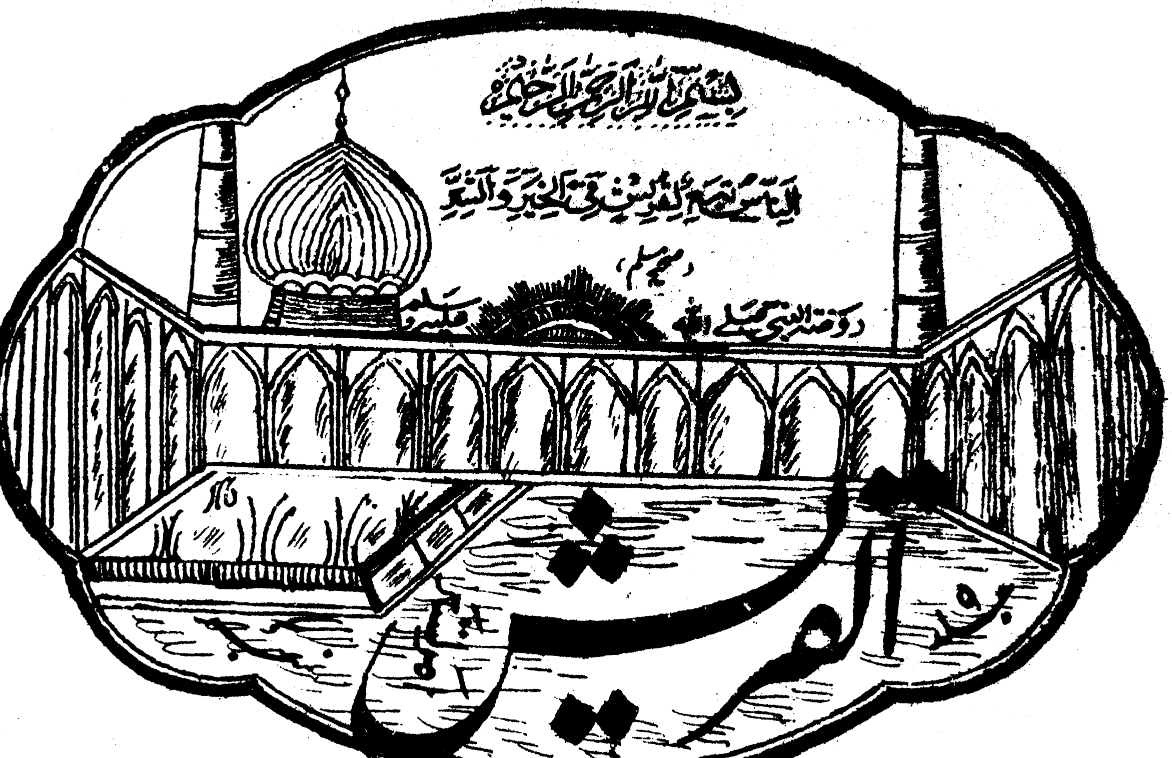

ایک اسلامی تعلیمی قومی اور اصلاحی رسالہ

جو

افرادِ قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور نوجوانانِ قوم
کو صبر و استقلال، فیاضی و ثابت قدمی، صلہ رحمی و ایثار نفسی، محنت و جفاکشی، احسان و مروت
خاندان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینے اور رسوم بد و قبیحات سے بچنے کی تلقین کرنے کیلئے

بپابندی وقت رونق منزل امرتسر سے ماہوار شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

شرح قیمت سالانہ متمول حضرات سے للعہ متوسط احباب سے تین روپیہ طلباء سے عہ فی پرچہ ۴ر

ہند و مسلم فساد

سے جو اچھا نتیجہ مترتب ہوا ہے وہ مسلمانوں کا میدان تجارت میں آنا ہے، امرتسر میں اب بڑے پیمانہ پر اسلامی دکانیں کھل گئی ہیں ہم نے بھی اسی سلسلہ میں درآمد برآمد مال کا ایک مفید سسٹم شروع کیا ہے، لہذا برادران اسلام کو ہماری حوصلہ افزائی اور اسلامی تجارت کو فروغ دینے کیلئے اب ادھر متوجہ ہونا چاہئے، ہماری معرفت ہر قسم کا مال معمولی کمیشن پر مل سکتا ہے۔ کپڑا ریشمی و اونی، لوئیاں، چادریں، گھڑیاں، کلاک، دنتیر جس قسم کا سامان مطلوب ہو ہم سے طلب فرمائیں، انشاء اللہ تعالےٰ کثیر فائدہ میں رہیں گے تجربہ شرط ہے،

قریشی برادرز کمپنی حلقہ نمبر ۲ امرتسر

ہر قسم کا مال طلب کیجئے، آرڈر کے ساتھ ۲۵ فیصدی نقد بھجوائیے،

علمی اعلان

کتب خانہ دارۃ العلوم

انوار القرآن پریس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آتش

جلد ۹ نمبر ۵

شورشِ امروز میں اندیشۂ فردا نہ کر

مسلم درماندہ تکلیف کی پروا نہ کر
وقت ہے اب امتحانِ ہمتِ مردانہ کر

بڑھ کے تبلیغ کے میدان میں مردانہ وار
کچھ خیال [illegible] سے فردا نہ کر

آج کی ہے آج کے ہمراہ کل کی کل کے ساتھ
"شورشِ امروز میں اندیشۂ فردا نہ کر"

ھند میں ہی سچا ہندو مسلم ضرور
[illegible] ہے اپنا نہ کر

بال بھر بھی جادۂ حق و صداقت سے نہ ہٹ
[illegible] کام صلا نہ کر

اختلافِ باہمی کو چھوڑ کر ہو متحد
[illegible]

ہاں انہیں بھولوں سے اکدن آ ہی جائیگی بو وفا
سیرِ گلشن [illegible] نہ کر

قائلِ تقدیر ہو کر مائلِ تدبیر ہو
[illegible] زمانہ کا گلہ شکوا نہ کر

گامزن میدان جد و جہد آزادی میں ہو
بزدلی سے اپنی [illegible] قوم کو رسوا نہ کر

خود سلجھ جائیں گے آزادی کی معشوقہ کے بال
سینہ [illegible] میں اس کے شانہ کر

جوش میں آ کر کبھی آتش زن خرمن نہ ہو
[illegible] پیدا کوئی [illegible] میں دانہ کر

گردشِ گردوں سے آزادی کی خواہش ہو اگر
[illegible] ساغر و پیمانہ کر

ہے اگر خواہش اصولِ عقلِ کامل کی اتفاق
آپ کو [illegible] دیوانہ کر

اشتات

کیا آوان "قریشی" ہیں؟

معاصر "مسلم راجپوت" میں ایک صاحب "کیا آوان اور کھوکھر راجپوت ہیں" کے تحت تاریخی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"آوان ہرگز راجپوت نہیں ہیں، نہ وہ راجپوتی کے مدعی ہیں۔ نہ ان کا رشتہ رابطہ راجپوتوں سے ہے نہ ان کے رسم و رواج کے تابع ہیں، بہ لحاظ اسلامی برادری کے وہ ایک شریف قوم ہے اور پابندی شرع میں قابل تعظیم۔ لیکن یہاں سوال نسب کا ہے ان کی کتابوں میں جو زمانہ حال کی تصنیف ہیں لکھا ہے کہ ایک قطب شاہ بزرگ حضرت علی کی نسل غیر فاطمہ سے بغداد میں رہتا تھا اس کے دو لپسر تھے، ایک عبداللہ عون، اور دوسرا ناصر عبداللہ عون سے آوان پیدا ہوئے، ناصر ہندو کھوکھر راجپوتوں کے گھر بیاہا گیا اس کی اولاد کھوکھروں میں شامل ہوگئی اور اب ناقابل شناخت ہے اس واقعہ کی عقل سلیم تائید نہیں کرسکتی، ویسے ہی کوئی تاریخی شہادت بھی موجود نہیں ہے، زبانی شجرہ نسب جو مجھے سنایا گیا اس میں قطب شاہ کی بہت سی بیٹیاں بیان کیگئی ہیں مثلاً کلان، دھڈن، گوڈرا وغیرہ لیکن میری تاریخی تحقیقات یہ ہی کہ آوان ترکوں کی اولاد ہیں، ایک زمانہ میں دوابہ سندھ ساگر معہ مضافات ترکوں کے قبضہ میں آگیا تھا اور انکی ہندوستانی عورتوں سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ عوان ہیں، جیسے گکھڑ ایرانیوں کی اولاد ہیں، چونکہ یہہ دونو قومیں ہندوؤں میں غیرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ اس لئے جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو یہ ان کے ساتھ مل گئی، خطاب اعوان ان کو عربوں نے دیا ہے جو سب سے پہلے ... کردگی حضرت مہلب سندھ پر حملہ آور ہوئے، اعوان کے معنی مددگار کے ہیں انگریزی میں ان کو فرینڈلی کہتے ہیں، تمام قیاسات اس واقعہ کی تائید کرتے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں میں تبدیل قومیت کا رواج عرصہ سے جاری ہے اور افغان بادشاہوں کے زمانہ میں پرانے مسلمانوں کی نومسلموں کی نسبت زیادہ عزت کی جاتی تھی اس لئے یہہ سلسلہ جاری رہا۔ اور آوان کاری کے علاقہ میں بھٹی، کھوکھر ڈھونڈ وغیرہ، جتنی راجپوت قومیں آباد ہیں وہ سب اپنا مورث اعلےٰ قطب شاہ کو بیان کرتے ہیں"

یہہ مسئلہ پہلے بھی کئی دفعہ ان کالموں میں زیر بحث آیا لیکن احباب کی بے التفاتی سے تکمیل پذیر نہوا۔ "آوان" ہندوستان کی معزز قوموں میں شمار ہوتی ہے مگر اس کی صحیح نسبی تصدیق ہنوز نہیں ہوئی جو معیوب سی بات ہے، ضرورت ہے کہ "آوان" برادر خصوصاً اور قریشی احباب عموماً ادہر متوجہ ہوں، امید ہے مولانا فرحتی و دیگر تاریخ دان بزرگ تاریخی نکتہ نگاہ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے،

انجمن قریشیان ہند

بروے فیصلہ اجلاس عام منعقدہ ۸۔ اپریل آج ۲۲ اپریل کو حکیم مولوی نور محمد صاحب کی صدارت میں انہی کے مکان پر ٹھیک ۲ بجے کارروائی شروع ہوئی، آج حاضرین کی تعداد گذشتہ کمیٹی سے زیادہ تھی، سابقہ کمیٹی کی کارروائی پڑھی گئی جو تصدیق ہوئی، منشی محمد عبداللہ نے گذشتہ کمیٹی کو بیقاعدہ ثابت کرنیکی بے سود کوشش کی، جناب صدر نے افسوس کے ساتھ اراکین انجمن کی غفلت و بے پروائی کا ذکر کیا اور کہا کہ قومی خدمات میں اس قدر سستی و کاہلی افسوسناک بات ہے لہذا ضرورت ہے کہ حسب قرارداد اجلاس منعقدہ ۸۔ اپریل سالانہ انتخاب کیا جائے اور ایسے لوگوں سے ذمہ داری کا کام لے لیا جائے جنہیں اپنے فرائض کا احساس نہو، اور چلتی گاڑی کے آگے روڑا اٹکانے کا باعث

ثابت ہوں، دو گھنٹہ کے کامل غور و خوض کے بعد عہدیداران انجمن کا انتخاب حسب ذیل عمل میں آیا۔

(۱) نائب صدر (سینیئر) مالک ایڈیٹر القریش
(۲) " " (جونیئر) حکیم نور احمد صاحب
(۳) جنرل سیکرٹری مخدوم عنائت علی صاحب
(۴) جوائینٹ " ، مخدوم برکت علی صاحب
(۵) اسسٹنٹ " قاضی فضل الدین صاحب
(۶) فنانشل " فی الحال بنک سے کام لیا جائے
(۷) اکوائنٹنٹ - مولوی رحمت علی شاہ صاحب
(۸) اگزامینر، مخدوم محمد عظیم صاحب،

سکرٹری صاحب کو ہدایت ہوئی کہ چارج لیکر فوراً کام شروع کر دیں، رجسٹر تا تاریخ چارج بند کر کے از سر نو چلائیں، اگزامینر صاحب حساب کا جائزہ لیکر گوشوارہ مرتب کریں،

ٹھیک ۳ - بجے اجلاس بخیر و خوبی برخاست ہوا،

۲۹ - تاریخ کو منشی محمد عبداللہ نے خلاف قاعدہ سکرٹری صاحب کو خزانچی کا چارج دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ "اگر میری رائے کے خلاف فلاں مکان میں جلسہ ہوتا ہے تو میں روپیہ اور کاغذات متعلقہ روپیہ نہیں دونگا،" چونکہ قوم کا روپیہ کسی کی اٹکل میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اور نہ ہی کوئی کام کسی خاص رائے سے معلق ہو سکتا ہے اور کسی کے خیال پر کوئی مکان بائیکاٹ ہو سکتا ہے اس لئے باوجودیکہ دبی زبان میں اس غیر معقول رائے کی تائید بھی ہوئی اشتعال متولیت حاصل نہ کر سکی، اور ۳۰ تاریخ کو حکیم نور احمد صاحب ۱۱/- نقد معہ رجسٹر و کتاب متعلقہ وصول کر لائے،

انجمن قریش گوجرانوالہ

یکم اپریل ۲۳ء بروز اتوار مولوی مراد علی صاحب صدیقی سیلز انسپکٹر پولیس کے وسیع مکان میں انجمن قریش گوجرانوالہ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا، مولانا پیر ضیاء علی صاحب ضلعدار نہر کے زیر صدارت کارروائی شروع ہوئی، سات گھنٹوں میں دو اجلاس ہوئے، ہر اجلاس کا افتتاح تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا، چونکہ بقول

ع فلاح قوم کی جس جا کوئی تدبیر ہوتی ہے وہیں نا اتفاقی آگے دامنگیر ہوتی ہے

گوجرانوالہ میں بھی ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے، جو انجمن کے نام سے للّٰہی بغض رکھتا ہے اور اس کا رخیر کو خدانخواستہ مٹا دینے کے لئے ادھار کھائے بیٹھا ہے اس لئے جلسہ کی تقریب میں بدنظمی کا احتمال تھا۔ لہذا مجلس عاملہ نے مخصوص احباب تک دعوت کا محدود رکھنا مناسب سمجھکر عام مراسلات کے اجرا کی مخالفت کی۔ اس لئے حاضرین کی تعداد ۶۰ سے تجاوز نہ کر سکی، سکرٹری کی رپورٹ اور فنانشل سکرٹری کا گوشوارہ آمد و خرچ پڑھے جانے کے بعد مولوی غلام غوث صاحب صدیقی، پیر محبوب الٰہی صاحب صدیقی، پیر غلام رسول صاحب [illegible] عنائت اللہ صاحب بابو کرم الٰہی صاحب نے اپنے قیمتی خیالات سے حاضرین کو مستفید فرمایا حضرات ذیل نے زر نقد بطور چندہ عطا کر کے انجمن کی اعانت فرمائی

(۱) مولوی غلام غوث صاحب عه (۲) مولوی حامد علی صاحب عه (۳) مولوی غلام علی صاحب عه (۴) مولوی عبد العزیز صاحب عه، (۵) اولاد مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم چندہ تہال عه نقد، (۶) مولوی عبد الحکیم بابو غلام رسول صاحبان عه (۷) بابو کرم الٰہی صاحب للعه، حاضرین میں سے دیگر احباب بھی چندہ عطا فرمایا

میزان عه روپیہ تہال عه

نیاز مند سکرٹری نے اپنی رپورٹ بتلایا کہ وظائف فنڈ میں عه روپیہ کی رقم موجود ہے اور ۱۵ انجمن فنڈ میں ہیں۔ خوش قسمتی سے ہماری میں کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوا جسنے امداد کی خواہش کی ہو یا اس کا مستحق ہو،

جلسہ میں ۷ - قرار دادیں منظور کیگئیں جنکی تفصیل آئندہ اشاعت میں درج اخبار ہو گی،

اخیر میں اخبار القریش کی قومی ہمدردی و احساس کا ذکر کرتے ہوئے مولانا محمد علی صاحب رونق صدیقی ایڈیٹر و مالک رسالہ القریش امرتسر کی مساعی جمیلہ اور انتھک کوششوں کا جو انہوں نے قوم کو بیدار کرنے کے لئے جاری رکھکر قوم کا پہلو بدلنے میں مردانہ وار ہمت و استقلال سے کام لیا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور ایڈیٹر صاحب کے آشوب چشم سے صحت یابی کے لئے خلوص دل سے دعا مانگی گئی، مفصل رپورٹ زیر طبع ہے، انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہدیۂ احباب ہو گی، الحمد للہ کہ جلسہ نہایت امن و سکون اور منتظم حالت میں بخیر و خوبی سر انجام ہوا مخالفین کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی، مولوی

احمد دین صاحب بٹ (کشمیری) رئیس گوجرانوالہ نے جن کے دل میں اسلامی ہمیشہ سے لہریں لیتا رہتا ہے ہماری بیداری پر نہایت خوش ہوئے اور جلسہ میں شریک ہو کر پانچ روپیہ کا گرانقدر عطیہ عطا کیا،

منظور حسن صدیقی آنریری جنرل سکرٹری

القریش کے تازہ پرچہ میں ہم نے جب دیکھا کہ آپ حضرات ہمارے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے اپنا جلسہ ملتوی کریں اور ہم ذمہ لگیں کہ آپ کو اطلاع دے [illegible] سالانہ جلسہ کر لیں، تو ہماری خجالت اور کوتاہی کی کوئی حد [illegible] کہ ہم ایسی آپ کی خدمت میں نہایت ادب [illegible] سے [illegible] کرونگا۔ کہ آپ یہ گمان اپنے دل میں کبھی نہ لاویں کہ ہم نے اپنے آپ کو آپکی شمولیت سے مستغنی سمجھا۔ حاشا وکلا ہم تو کبھی رہنما کے کلمات اور نصائح کے لیے العطش العطش پکار رہے ہیں ہم تو بھلا ہم آپ کی ذات سے بے پروا ہو سکتے ہیں

؏ ایں خیال است و محال است و جنوں ۔ (منظور حسن)

آپ کے خیالات قابل قدر اور لائق عمل، اشتراک عمل اسی کو کہتے ہیں اور اسی میں قومی ترقی کا راز مضمر ہے بجائے خود ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے والے کبھی فلاح نہیں پاتے، اور مجمع و اجتماع کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے والے ضرور منزل مقصود پا لیتے ہیں، اور یہی قومی جمود کی بہترین دوا ہے، خدا کرے کہ ہم کو آپ سے اور آپ کو ہم سے مستغنی ہونیکا موقع نہ آئے، (ایڈیٹر)

الحمدللہ کہ قریشی برادران جالندھر جو برسوں سے خواب غفلت میں محو و مستغرق تھے بیدار ہو گئے، معلوم ہوا ہے کہ جالندھر میں ایک انجمن قائم کیگئی ہے جس کے افتتاحی اجلاس میں دو ہزار ہی ہو کے قریب چندہ جمع ہوا ہے، برادران جالندھر کی قومی بیداری اسبات کی بین دلیل ہے۔ کہ ان میں کوئی معجز نما تجربہ کار ہاتھ کام کر رہا ہے قانون انجمن وضع ہو رہا ہے جو عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوگا، قریشیان جالندھر کا یہ احساس قابل تعریف ہے

انجمن قریشیان ہند امرتسر میں ایک سکول کے اجراء کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے، اس سکول میں دینی و طبی تعلیم کا بہترین

التزام ہوگا، فتنۂ ارتداد اور مخالفان اسلام کی موجودہ شورش کے زمانہ میں اس ضرورت کا احساس اراکین انجمن کی دور اندیشی پر دال ہے،

غازی مصطفی کمال پاشا نے "بلیکسر" کی مسجد میں ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ مسلمانوں کی مسجدیں محض ادائے نماز کی نہیں سیاست اسلامیہ نے مسجدوں کو "دارالشوریٰ" قرار دیا ہے کیونکہ قوم کے ہر طبقہ کے افراد کو یہاں پانچ وقت جمع ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ [illegible] کی رہبری اور اپنے انحطاط کے اسباب پر غور و فکر کرنے کا قدرتی موقع ملتا ہے لیکن بڑی مشکل یہ پیدا ہو گئی ہے کہ مسجدوں میں ہر طبقہ کے مسلمان اب جمع نہیں ہوتے۔ ایک مخصوص طبقہ ہے جس سے مسجدوں کی رونق قائم ہے، امراء اور رؤسا میں بہت کم ایسے ہیں جو مسجدوں کیطرف رخ کرتے ہیں، اور انہیں جو نماز پڑھتے ہیں وہ یہ شرف اپنے گھروں کو بخشتے ہیں اور جو نہیں پڑھتے وہ شام کیوقت کلب گھروں کو آباد کرتے ہیں، مسلمان اپنے ہندو برادران کی صبح خیزی اور ان کی روز افزوں محفلوں پر رشک کرتے ہیں لیکن جو مواقع ان کو باہم مل بیٹھنے اور تبادلہ خیالات کے حاصل ہیں افسوس ہے کہ وہ اس سے مستفیض نہیں ہوتے،

ہندو لفظ "غیر مسلم"۔ "نامسلمان"۔ "مشرک"۔ "کافر" اور "مرتد" کے خلاف ایجی ٹیشن کی دھمکی دیتے ہیں، انہیں ان الفاظ میں سے کوئی بھی پسند نہیں، ان کے خیال میں ان الفاظ سے ہندو قوم کی تذلیل و توہین ہوتی ہے، چونکہ اسلامی اصطلاح میں "مشرک" وہ ہے جو اور چیزوں کو خدا کا شریک ٹھہرائے یا بت پرست ہو، کافر وہ ہے جو توحید کامل سے منکر ہو "غیر مسلم یا نامسلم" وہ ہے جو مسلمان نہ ہو، اسی طرح "مرتد" وہ ہے جو اسلام سے منحرف ہو جائے، چونکہ ہندوؤں کو ان تمام الفاظ پر اعتراض ہے، اس لئے معاصر "وکیل" ہندوؤں کو ان توہین آمیز الفاظ سے بچنے کیلیے نہایت معقول مشورہ دیتا ہے، اور وہ یہ ہے، کہ "وہ کفر و شرک کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہدیں، ایک خدا کو مانیں، توحید کامل کو قبول کریں، بت پرستی ترک کریں خدا کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اسی ذات واحد کو عبادت کے لائق سمجھیں، اور اسی کی عبادت صحیح طریق پر کریں، جب یہ تمام باتیں حاصل ہو جائیں گی تو مشرک و کافر اور غیر مسلم کے الفاظ خود بخود مفقود ہو جائیں گے، جب

تک یہ نہ ہو وہ مسلمانوں کو معذور سمجھیں،

سکھوں میں ایک گروہ "ببر اکالی" پیدا ہو گیا ہے، جو عدم تشدد کی پالیسی کا سخت مخالف ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ گروہ دو باغیانہ پرچوں کی بھی اشاعت کرتا ہے، کئی ایک وفادار گورنمنٹ ان کے ہاتھوں قتل بھی ہوئے ہیں،

"**بنگالی**" اور "سوراجیہ" مدراس کے خیال میں وزارتوں کی جدید تقسیم کے باعث لارڈ ریڈنگ بدنام ہو رہے ہیں اسمتھی کی پالیسی، زبردستی کا ٹکسر اور عہدوں کی تقسیم میں جانبداری سے ان کی شہرت پر دھبہ آ رہا ہے ان کے خیال میں ہندوستان میں لارڈ موصوف نہ آتے تو ان کی مسلمہ نیکنامی کو بٹہ نہ لگتا،

پلیسہ اخبار کا ایک نامہ نگار مسلمانوں کو تجارت کا ایک پہلو بتاتے ہوئے بلیوں اور چوہوں کی پرورش کا مشورہ دیتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ان کی کھالیں کثیر فائدہ بخش ہیں، مسلمانوں کے مشیر ماشاءاللہ کام کی باتیں بتانے میں بڑے ماہر ہیں، بڑی دور کی اور ایسی سوجھتی ہے، جس میں منفعت کم اور دردِ سر زیادہ ہو، کب باپ مرے اور کب بیل بانٹا جائے،

برہمن سبھا لاہور نے چند تجویزیں پاس کی ہیں، جنمیں چند ایک یہ ہیں کہ بیاہ کے موقعہ پر سودیشی کپڑے کا استعمال، برات کیساتھ نہ باجا نہ آتش بازی نہ سوٹ (تماشہ پہلے ہی بند ہے) برات کے ۵۰ سے زیادہ آدمی نہ ہوں، شادی بیوگان جائز ہے، مرنے پر اکٹھ نہ ہو، شراب، ماس کی سخت ممانعت، ہندی بھاشا کی تعلیم لازمی، جو برہمن ان کی خلاف ورزی کریگا۔ ایک سو روپیہ بطور تاوان دے، عدم ادائیگی برادری سے خارج کیا جائے، کیا مسلمانوں کی برادریاں بھی اپنی شادی غمی کی رسومات میں اصلاح کرینگی، جن کے متعلق قرآن کریم کا حکم ہے،

جرمنی کی فلاکت اور اقتصادی مسکنت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جرمن اپنے مردوں کو دفن کرنے کے لئے تابوت اور کفن کے لئے کاغذ استعمال کرتے ہیں،

حیدر آباد دکن کی ریاست بفضل خدا سرعت کے ساتھ قدم آگے بڑھا رہی ہے، وہاں اصلاحات کا ایک دریا موجزن ہے، حال ہی میں وہاں عورتوں کو قانونی امتحانات میں شریک ہونیکی اجازت ہو گئی ہے، انشاءاللہ تعالی اعلیحضرت ہز اگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی شفیق رہنمائی میں ریاست اقتصادی، تعلیمی اور سیاسی غرض ہر پہلو سے شاندار ترقی کریگی، حیدر آباد کی ریاست ہندوستان میں اول درجہ کی ریاست سمجھی جاتی ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ترقی کی شاہراہ پر بسرعت گامزن ہو کر حقیقی معنی میں اول درجہ کی ریاست بن جائیگی،

صحیفہ دکن راوی ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے واعظین وغیرہ کے ذریعہ امداد دینے کے مسئلہ پر سرکار عالی غور فرما رہی ہے،

خان بہادر سید مہدی شاہ کی کوشش سے گوجرہ ہائی سکول کالج بنا دیا گیا ہے، محکمہ تعلیم نے منظور کر لیا ہے، مئی میں باقاعدہ تعلیم جاری ہو جائیگی،

شردھانند نے ارتداد کی شرارت سے ملک کی ان تمام قربانیوں کو خاک میں ملا دیا، جلیانوالہ کے شہدا، لیڈروں کے قید و بند کے مصائب کی توہین کی، ملک کے اتحاد کو جو خون کی ندیاں بہانے سے حاصل ہوا تھا حرص و آز کے سمندر کی خونی موجوں میں بہا دیا۔ آہ

اے طلب منفعت ترا خانہ خراب ہو

جناب اجمل، آزاد اور انصاری وغیرہ لاکھ مذہب کو اتحاد پر نثار کریں ان لوگوں سے امید وفا موہوم، یاد رہے کہ ہندوستان سو سال تک پہلو بدلنے کے قابل نہیں رہا۔ اور نہ یارانِ وطن کی مہربانیوں سے رہیگا،

امرتسر کے ہندوؤں نے مدت کی تیاری کے بعد مسلمانوں پر حملہ کیا، مسلمانوں نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ اور اس پر یہ غلطی کی

کہ مقدمات واپس لے لیئے، اس سے ناعاقبت اندیشوں کے حوصلے بڑھ گئے، یہی وجہ ہے کہ ابھی تک سلسلہ واردات جاری ہے، آئے دن مسلمان کے خون بہایا جاتا ہے، ۶ شام کو پھر چند رہگزر مسلمانوں پر حملہ کرکے مجروح کیا جان بیان کیا جاتا ہے، اگر تحمل اور نرمی کا یہی صلہ ہے تو مسلمان لیڈران کو اور سر جھکا دینا چاہیئے، تاکہ ان کے ہندو بھائیوں کو کھلے بندوں مسلمانوں کو لوٹ لینے کا موقع مل جائے

غازی انور پاشا کی موت وحیات اب تک ایک معمہ بنی رہی، بارہا آپ کی شہادت کی تردید ہوئی، لیکن ان کے جانشین کے ایک خاص مراسلہ سے صاف عیاں ہو گیا ہے کہ غازی ممدوح واقعی دار البقا کو سدھار گئے، مسلمانوں کو آپ کی بوقت موت کا سخت رنج والم ہے، خدا آپ کو غریق رحمت کرے،

کشفی شاہ صاحب نظامی رنگوں سے لکھتے ہیں، مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیئے غیر مسلم پر مسلم کا اعتبار کرنا خالی از خطرہ نہیں ہوتا۔ میدان سیاست میں ہندوؤں نے ہمارا ساتھ جس عیاری و مکاری سے دیا۔ اس کا آج کھلے طور پر نتیجہ مل رہا ہے، مسلمانوں کی غفلت و بے پرواہی قابل رحم ہے لہذا ضرورت ہے کہ خلافت فنڈ کا روپیہ تبلیغ واشاعت پر بے دریغ لگا یا جاوے، اسلام کی حفاظت خدا کرنے والا ہے، لیکن ایک مسلمان کا بھی اس میں بہت بڑا حصہ ہے، خلافت امسئلہ سردست ترکوں پر چھوڑ دو، خدا ان کی مدد کرے گا۔ تم اپنے گھر کو سنبھالو، اگر یاران اتحاد کی شرارتوں کی یہی گرم بازاری رہی حصول سوراج کے یہی لیل ونہار رہے تو سخت پشیمانی ہوگی، تبلیغی رسائل و تبلیغی مدارس کا اجرا از بس ضروری ہے، زبانی جمع خرچ کا وقت گیا اب عملی کام کرنے کا موقعہ ہے،

شہریار دکن کی سرپرستی علوم وفنون اپنی نظیر نہیں رکھتی ہندوستان بھر کی اسلامی وتعلیمی درس گاہیں حضور کے رشحات کرم سے فیض یاب ہو رہی ہیں، کچھ مدت ہوئی حضور ممدوح نے دار العلوم ندوۃ العلماء کے نام ایک قلیل رقم جاری کی تھی، جس کو اب آپ نے بڑھا کر تین سو روپیہ ماہوار کر دیا ہے، حلیم مسلم ہائی سکول کانپور کو پانچہزار روپیہ کلدار یک مشت دینے اور پانچ سال تک پچاس کلدار ماہانہ بطور امداد عطا کرنے کی منظوری حضور نے صادر فرمائی ہے، انجمن اسلامیہ مدراس (امرتسر) کے متعلقہ مدرسہ کے لئے بھی ایک سو روپیہ ماہوار کی امداد حضور ممدوح نے فرمائی ہے،

ہمعصر گلزار ہند رقم طراز ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے، کہ ہندوؤں کی مذہبی عمارتیں اور گئو شالے سب مسلمانوں کے روپے سے بنائے جاتے ہیں یہ تعجب ہونیکی بات نہیں حقیقت یہی ہے، ہندو لوگوں کا سب سے بڑا بیوپار آڑہت ہے، اس آڑہت میں زیادہ حصہ زمین کی پیداوار کا ہے اور یہ زمین جسکی پیداوار پر آڑہت لی جاتی ہے، زیادہ تر مسلمان زمینداروں کے قبضے میں ہے، ہندوؤں کی زمینیں بھی مسلمان کاشت کاروں کی محنت سے کاشت ہوتی ہیں، جب یہ مسلمان اپنی پیداوار شہروں کی منڈیوں میں فروخت کو لاتے ہیں، ہندو آڑھتی اس میں کم از کم ۲ آنے فی روپیہ دہرم ارتھ اور گئو شالہ فنڈ کا دفع کر لیتے ہیں اور جاہل مسلمان زمینداروں کو اس کا مطلق علم نہیں ہوتا۔۔ وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ لالہ جی ۲ کی جگہ ۳ کاٹ لو یہ تو نیک کام میں خرچ ہوتا ہے اس میں ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ اس طرح ۲ فی روپیہ کی کاٹ کے حساب سے دن بھر میں ہزاروں روپے ہندوؤں کی جیب میں چلے جاتے ہیں، جس کو وہ اپنے دہرم کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں،

"ذرا انصاف سے کہنا کہ لٹیرے مسلمان ہیں، یا ہندو ٹھگ ہیں"

تقریظ وتنقید

کی غرض سے جو کتابیں اور رسالے دفتر میں موصول ہوئے ہیں ان پر انشاء اللہ تعالے آئندہ ریویو کیا جائیگا،

خط وکتابت میں چٹ نمبر ضروری دینا چاہیئے (مینجر)

شرطِ زندگی

(از جناب میر غلام بھیک صاحب نیرنگ بی، اے)

تجھکو اے مسلم! ہوا اپنے حال کا بھی کچھ پتہ　　کس طرف جاتا تھا تجھکو اور کدھر ہی جا رہا
کونسی دولت کا تو وارث تھا اور وہ کیا ہوئی　　کس نے لوٹا کارواں کو تیرے اور کیا کیا لٹا
آہ اے مسلم! تری غفلت کے کیا کیا روئیے　　کیسی تیری ابتدا تھی کیا ہے تیری انتہا
کون رہبر ہے ترا؟ اور کس کا کیا فرمان ہے　　کیا ہوئی تعمیل فرماں اور ہوا انجام کیا
تیرا رہبر وہ ہے جو ہے مقتدائے جن و انس　　تیرا رہبر وہ ہے جو ہے رہبروں کا رہنما

آسماں کو یاد ہیں وہ دن کہ کفر و شرک سے　　ایک اندھیر ضلالت کا جہاں میں چھا گیا
دین اور اخلاق دنیا سے بہت رخصت ہو گئے　　ایک طوفانِ فساد و شر و طغیاں تھا بپا
بن گئے معبود دار و تین کیا نفس کو ورد　　ہر طرف گمراہیوں کی چھا گئی کالی گھٹا
ظلمتِ باطل میں جب ملفوف دنیا ہو گئی　　صورتِ انساں میں نورِ حق ہوا جلوہ نما

ہو گیا تھا جسکو ابراہیم کا دستِ دعا　　بطنِ وادیِ غیر ذی زرع وہ دانہ اُگا
ریگ کے ذرّوں میں چمکا اک درخشاں آفتاب　　چشمِ باطل کو چمک نے جسکی خیرہ کر دیا
حکمت و عرفاں کا وہ خورشید جس کے سامنے　　ہر زمانے کے نبی کو چاند کا رتبہ ملا
جس کا فرمودہ ہے ہر عاقل کا دستور العمل　　ہے صحیفہ جس کا اک سرچشمۂ آبِ بقا
جسم و عقل و روح کی بہبود کے ساماں تمام　　کر دیے جس نے بہم از ابتدا تا انتہا
نوعِ انساں کو سکھایا اُس نے اکثر صاف صاف　　کیا ہے قانونِ بقا اور کیا ہے آئینِ فنا
دے کے دستورِ حیاتِ انفرادی کا سبق　　اجتماعی زندگانی کا بھی گر بتلا دیا

تجھکو بھی کچھ یاد ہے وہ گر ہے کیا؟ تبلیغِ حق　　ملّتِ اسلام کا جس سے ہوا نشو و نما
حاملِ حق کے لئے تبلیغ ہے شرطِ حیات　　اسلئے ہے امر بالمعروف کا فرماں ملا
جذبۂ تبلیغ ہی ملّت کی ہے بالیدگی　　سوکھ جائیگا وہ پودا جس کا بڑھنا رک گیا
اتحادِ جسم و جاں تک ہی نہیں ہے زندگی　　روح مردہ ہے تو تو ہے مردۂ زندہ نما
تو اگر مسلم ہے تو اسلام تیری روح ہے　　بڑھتے رہنا روح کا ہے تیرا سامانِ بقا
تجھکو خود زندہ اگر رہنا ہے پھیلا زندگی　　ورنہ کر لیں گے ہڑپ تجھکو جراثیمِ فنا

آہ! صدیوں سے بھلا رکھا ہے تو نے وہ سبق　　تیری خاموشی نے باطل کا بڑھایا حوصلہ
اسلئے باطل کو دعوت کی جسارت ہو گئی　　شیوۂ دعوت اہل الحق ترک تو نے کر دیا
روشنی میں اور تاریکی میں نسبت ہے یہی　　منہ چھپایا جب اجالے نے تو اندھیر بڑھا

اٹھ تو اے غفلت کے متوالے ذرا ہشیار ہو　　دیکھ تو یہ چل رہی ہے کیسی زہریلی ہوا
ساز و ساماں لٹ چکا تھا جان کے لالے پڑے　　سلطنت تو مٹ چکی تھی دین بھی مٹنے لگا
آج کھل کھیلا وہ آخر جس بتِ عیار نے　　جامع دہلی میں تھا بہروپ واعظ کا بھرا
کل تلک دیتا تھا جو ہمکو صلاحِ اتحاد　　آج وہ یارِ وطن دیتا ہے پیغامِ فنا
کھولکر آغوشِ الفت ہم سے ملتا تھا جو گلے　　آج دیکھا آستیں میں اس کی خنجر تھا چھپا
کیا ہماری نزع کی سی زندگی بھی شاق تھی　　یار دینے آئے ہیں ہمکو پیالہ زہر کا

ایک آفت ایک شامت ہو تو اس کو روئیے　　ہے مصیبت نت نئی اور فتنہ ہے نیا
شامتِ اعمال تیری آنکھ کھلتی ہی نہیں　　جب تلک سر سے گذر جائے نہ سیلابِ بلا
زندہ رہنا ہے اگر تبلیغ کر، تبلیغ کر　　خویش ہو بیگانہ ہو پیغامِ حق سب کو سنا

میں نہیں کہتا کہ تو سوراج کا طالب نہ ہو　　میں نہیں کہتا کہ اخوانِ وطن سے رہ جدا
میں نہیں کہتا کہ میثاقِ سیاسی توڑ ڈال　　میں نہیں کہتا کہ بن بیگانۂ رسمِ وفا
دعوتِ سعی و عمل ہے یہ بلائے ارتداد　　رونے کی بات کیا ہے تو بھی کچھ کر کے دکھا
جوشِ غیرت چاہئے جوشِ غضب بیکار ہے　　ہو حمیت دلمیں پیدا درد و غیرت ہو دوا
شوق سے اہلِ وطن کے ساتھ مل کر کام کر　　ملک کا جو حق ہے تجھ پر ہنس کے تو کر دے ادا
یاد رکھ لیکن کہ ہے اسلام ہی ہستی تری　　حملۂ جذبِ فنا سے اپنی ہستی کو بچا

حبِ حق حبِ وطن سے ہے مقدم بالیقین　　چھوڑ کر حق کو آزادی تو کیا ملا۔
ایک قیدِ حق پہ ہیں آزادیاں لاکھوں نثار　　سامنے یوسف کے اعزازِ عزیزِ مصر کیا
ہر چہ خواہی کن مگر از شرعِ حق غافل مشو　　مثلِ موجِ مضطرب باش، صورتِ ساحل مباش

جن برادران کیخدمت میں القریش نمونۃً ارسال ہوتا ہے اُن سے عرض ہے کہ وہ بواپسی ڈاک منشائے خریداری سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں

عیسائیت اور اسلام

(دونوں کی اشاعت کیونکر ہوئی)

ایک گروہ کے دل میں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ اس وقت دنیا کے طول و عرض میں جو تین عظیم الشان مذہب یعنی اسلام عیسائیت اور یہودیت پھیلے ہوئے ہیں، ان میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو بزور شمشیر پھیلا ہے، کیونکہ

(۱) بعض اصحاب نے ہجرت کے قبل بعض مخالفین دعوت اسلام کے مقابلہ میں جبر و تشدد سے کام لیا ہے، چنانچہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور ابوجہل کے ساتھ خانہ کعبہ میں جو واقعہ پیش آیا، وہ اسی قسم کا ہے اور حضرت حمزہ رض اور حضرت عمر رض کے ذریعے اسلام کو جو قوت حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ یہ لوگ قریش میں نہایت جنگجو اور طاقت ور تھے،

(۲) اسلام میں جہاد بھی اس غرض سے فرض ہوا

(۳) اور اسی لئے فتوحات اسلامیہ کی حیثیت سیاسی نہ تھی، بلکہ مذہبی تھی، اور اس کو اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنایا گیا تھا،

لیکن ان میں ایک دلیل بھی صحیح نہیں ہے،

(۱) حضرت حمزہ اور ابوجہل کے درمیان جب یہ واقعہ پیش آیا تھا اس وقت وہ صحابی نہ تھے، بلکہ وہ اس واقعہ کے بعد اسلام لا کر صحابہ کے گروہ میں شامل ہوئے، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی اور تذلیل و تحقیر سے ابوجہل کو بے شبہ بزور روکنا چاہا تھا لیکن اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ ان کے بھتیجے اور قرابتدار تھے اور اس وقت قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس اہانت آمیز طریقے سے پیش آ رہے تھے، اس پر بنو ہاشم کی عربی عصبیت اور خاندانی حمیت خاموش نہیں رہ سکتی تھی، اسی بنا پر صرف حضرت حمزہ رض ہی نے اس وقت رسول اللہ صلعم کی حمائت نہیں، بلکہ بنو ہاشم کا پورا قبیلہ آپ کا پشت و پناہ بن گیا، حضرت ابوطالب باوجودیکہ مسلمان نہ تھے تاہم وہ اسی خاندانی عصبیت کی بنا پر آپکی حمائت کرتے تھے، قریش نے تین سال تک بنو ہاشم سے اپنے تمام تعلقات کو ایک عام تحریری معاہدہ کے ذریعہ سے منقطع کر لئے تھے، اور بنو ہاشم نے بھی اس ذلت کو گوارا کر کے اپنی قوم سے تین سال تک کے لئے بالکل الگ ہو گئے تھے لیکن اس میں رسول اللہ صلعم کی خاندانی حمائت کے سوا اور کون سا مذہبی جذبہ شامل تھا؟ اس وقت تو حضرت حمزہ رض اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا بنو ہاشم میں کوئی مسلمان بھی نہ تھا۔

ابتدائے اسلام میں جب آپ اور آپکے اتباع کی ایک مختصر سی جماعت قریش کے مظالم کا تختہ مشق بن رہی تھی، اس وقت آپ نے بے شبہ یہ دعا فرمائی تھی، کہ خداوند! عمر بن خطاب یا ابوالحکم بن ہشام کے ذریعے اسلام کو قوت دے، لیکن اس دعا کا مقصد یہ نہ تھا۔ کہ ان لوگوں سے اسلام کی جبری اشاعت میں کام لیا جائے بلکہ اس کا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ قریش میں یہ دونوں آدمی نہائت صاحب اثر تھے، اس لئے ان میں جو شخص بھی مسلمان ہو جاتا، وہ آپ کو مخالفین کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھ سکتا۔ اور آپ علانیہ اسلام کی دعوت دے سکتے، چنانچہ حضرت عمر رض کے اسلام کے بعد یہ مقصد حاصل ہو گیا۔ اور انہوں نے اسلام لانے کے بعد آپ سے صاف صاف کہدیا۔ کہ ہم حق پر ہیں، اور کفار باطل پر، پھر ہم اپنے مذہب کو کیوں چھپاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہماری جماعت نہایت مختصر ہے اور کفار کی ایذا رسانی کا تماشا تم دیکھ چکے ہو بولے، میں اس سے پہلے جن جن مجلسوں میں کفر کو لیکر بیٹھا ہوں انمیں اب اسلام کو لیکر بیٹھونگا۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کی دو صفیں جن میں ایک میں حضرت حمزہ رض اور دوسری میں حضرت عمر رض شامل تھے قائم کیں اور اس جماعت کو لیکر علانیہ مسجد حرام میں داخل ہوئے، (معارف)

ناظرین القریش کو

عید مبارک

مآثرِ جنگِ بدر

آج جبکہ دنیا کے ایک بڑے حصے میں سیلابِ خون موجیں لے رہا ہے، آج جبکہ رجالِ امم کی تعداد کثیر تہذیب و قومیت کے لئے مصروف ہنگامۂ خونی ہے آج جبکہ قوتوں کی تعداد باہم متصادم ہے، آج جبکہ جنگ کے سامانوں اور مخترعات و ایجادات کی گوناگوں ندرتوں پر ہی جنگ کی اہمیت کا انحصار ہے،

تو کیا دنیا اک تعمق کی نظر اس سادے اور اُمّی انسان کی شخصیت پر ڈالیگی جو جغرافیائی تغیر ملکی انقلاب کے لئے نہیں بلکہ اعمال و معتقدات میں تہلکۂ عظیم پیدا کر دینے کیواسطے مبعوث ہوا،

پھر دیکھئے کہ تنہا ہے اور جماعت قلیل، جنگی سامان نام کو نہیں۔ مگر اظہارِ عبدیت اور عجزِ انسانی اور امیدِ فضلِ خدا،

اقتضائے وقت کے لحاظ سے جناب پاک صلعم کے غزوات میں سے جنگِ بدر کے کچھ تاثرات پیش ہیں،

مشرکین مکہ نے کوئی تکلیف اٹھا نہ رکھی، کوئی اہانت چھپا نہ چھوڑی، جو رسول خدا اور اس کے صحابیوں پر ختم نہ کر دی اور اسلام کا نام مٹانے کی خاطر کوئی کوشش نہ تھی جو چھوڑ دی، آخر کہاں تک اتنے سارے مشرکین نے مٹھی بھر دوستدارانِ خدا کو پریشان کر مارا۔ اب جبکہ مسلمان دشمنانِ اسلام سے تنگ آگئے اور حقِ اتمامِ حجت پوری طرح ادا کر دیا، تو اپنے لئے نہیں بلکہ جان سے زیادہ اس عزیز خلیقی نغمے کے لئے جو دنیا بھر کے لئے نسخۂ سعادت بنکر آیا ہے، یعنی اسلام کی حفاظت کے لئے طیار ہوئے،

ہجرت کا دوسرا سال اور **رمضان المبارک** کا مہینہ ہے کہ سپہ سالارِ عرب ایک جماعتِ قلیل کو ساتھ لیکر اپنے بادشاہ کے حکم سے باغیانِ اسلام، مشرکین عرب سے صداقت و تہذیب روحی کا فیصلہ کرنیکے واسطے مدینہ منورہ سے روانہ ہوتا ہے،

سپاہیوں کو شریکِ جنگ ہونے میں کیا کیا ارمان ہیں۔ آپس میں حجتیں ہو رہی ہیں، اک پر اک فوقیت شہادت چاہتا ہے سفارشیں پیش ہو رہی ہیں، باہم قرعہ اندازیاں فیصلہ کر رہی ہیں،

سعید رض و خثیمہ رض بیٹے و باپ میں تکرار ہے، خثیمہ رض مصر ہے کہ بیٹا سعید تم گھر رہو اور عورتوں کی حفاظت کرو، سعید ملتجی ہے، باپ آپ گھر رہئے، مجھے اجازت دیجئے، خدارا مجھ تشنۂ شہادت کو حضرت کیجئے۔ اچھے باپ آپ کیسے ہیں، مجھے اچھی چیز پہلے نہیں دیتے، آخر قرعہ پڑا اور سعید کا نام نکلا، عمیر بن ابی وقاص ۱۶ سال کی عمر میں دربار میں حاضر ہوتا ہے، اور اجازت "شرکتِ جہاد" چاہتا ہے مگر کم عمری کے باعث اجازت نہیں ملتی۔ چپکے ہی ساتھ ہو لیا آخر اس قلیل جماعت میں کب تک روپوش رہتا۔ کھل گیا حضرت صلعم کے روبرو جائزہ لیا گیا۔ اور اس کی زاری اور رونے پر اجازت ملتی ہے اسیطرح چند اور نوخیز لڑکے منت و سماجت سے جہاد میں شرکت کی اجازت حاصل کر لیتے ہیں،

میدان میں محاسبہ ہوتا ہے تو اس جماعت حق، ان مجاہدینِ اسلام کی گنتی تعداد معلوم ہوتی ہے، کل ۳۱۳ نفوس اور ٹرانسپورٹ میں ۷۰ اونٹ اور ۲ گھوڑے، کیا سامان ہے؟ کیا دھوم دھام؟ مگر اس سپہ سالارِ عسکرِ اسلامی نے اقلیمِ معرفت کے شہنشاہ کے نام بے تار کا پیام ارسال کیا۔ کہ

"اے بادشاہ! یہہ جماعتِ قلیل تیرے حکم سے جہاد کرنے جاتی ہے، ان کے پاس سواری کا سامان کافی نہیں، ان کو سواری دے، یہ برہنہ ہیں ان کو لباس دے، یہ گرسنہ ہیں انکو سیر کر، یہ محتاج ہیں ان کو اپنے مراحمات و عنایات سے غنی کر، اور دشمنوں پر غلبہ دے"

بادشاہ کا نائب جب یہ تار دے چکا، تو انتظاماتِ ظاہری پر نظر کی۔ اور اونٹ چونکہ تھوڑے ہیں، یہ تجویز کیا کہ کچھ آدمی سوار ہو جائیں، اور کچھ پاپیادہ ساتھ ہو لیں، اور باری باری سوار و پیادہ

ہوتے رہیں۔ غرضیکہ سالار یہی اس دستور العمل پر عامل ہوتا اور منزلیں طے کرتا ہوا چاہِ بدر پر پہنچ گیا۔ جماعت تو بے شک قلیل ہی۔ مگر سب خدا اور اس کے نائب پر کامل بھروسہ رکھتی ہیں، پاس کچھ نہیں ہے مگر اتفاق، ایثار، ہمت، صداقت، صبر و شکر، شجاعت و قناعت کے نشہ میں مست ہیں۔ انکی اصطلاح میں موت کے معنی حیات ہیں، اور رزم کے معنی بزم، فاقہ ان کے ہاں روزہ ہے اور موت شہادت کیا اس سے زیادہ جان برکف رکھنے والوں کا اور کوئی خطبہ حقیقت ہوتا ہے، کفار عرب کا وہ قافلہ جو شام سے واپس آرہا ہے، جس میں وہ لوگ بہت سے ہیں جو رسول خدا اور اس کے دوستوں کو اذیتیں دیتے ہیں، جن کے ہاتھوں اسلام سخت صعوبت میں ہی۔ ابھی راستہ میں ہی تھا۔ کہ سالار قافلہ ابوسفیان کو اطلاع مل گئی، کہ ایک جماعت مسلمانوں کی راستہ میں ان سے مزاحمت کرنیوالی ہے، اس لئے اس نے ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی سوار مکہ بھیجدی۔ تاکہ اہل مکہ جلد ان کی امداد و حفاظت کو آجائیں، جب وہ شخص مکہ میں پہنچا۔ تو ایک گھبراہٹ پھیل گئی، اور عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل اور دیگر سرداران مکہ ایکہزار آدمیوں کی جمعیت لیکر جس میں بڑے بڑے نامی گرامی جنگجویانِ عرب زرہ پوش شامل تھے، ذیل کوچ کرتے ہوئے چاہِ بدر پر پہنچ گئے،

سپہ سالار اسلام، یا ایہا الاخی، شام کے آنیوالے قافلہ کی بجائے فی الحال مکہ کے جنگجو اور باساز و سامان سرداروں سے مقابلہ پیش آیا ہے، کیا رائے ہے؟

جماعت اسلام: اے ہمارے سردار، اے رسول برحق، دشمنوں کی تعداد اگرچہ زیادہ ہے اور سامان حرب بھی گو ان کے پاس بہت ہے مگر ہماری جانیں حضور پر تصدق اور قربان ہیں، ہم کو جو حکم حضور دیں گے، ہم دل و جان سے بجا لائیں گے، ہم حضرت موسیٰ کی امت کی طرح نہیں، جنہوں نے حضرت موسیٰ ع سے کہدیا تھا۔ کہ جا تو اور تیرا رب، اور تیرا رب دشمنوں سے مقابلہ کرتے پھرو، بلکہ ہم اعداء کے راستہ میں اپنی جانیں قربان کریں گے، اور شہادت کے جام پئیں گے،

سردار اسلام بہت خوش ہوئے اور اسلامی لشکر کے علمبردار مصعب رض بن عمیر نامزد کئے گئے، ادھر ابوجہل عتبہ نے صفیں درست کیں، اور اسلامیوں کی جماعت قلیل کو دیکھکر بہت ہی شاداں اور امید رکھتے ہیں کہ چشم زدن میں ہم غلبہ پالیں گے،

لشکر مشرکین میں سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کو لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا۔ تینوں سر سے پیر تک آہن پوش لوہے میں غرق ہیں، ادھر سے تین جوان انصار نکلے مگر عتبہ نے للکارا اور قومیت کی تعلّی کی، کہ ہمارے لئے قریش ہمرتبہ جنگجو آئیں، انصار واپس آئے اور عرب مہاجرین میں سے حضرت حمزہ رض بن عبدالمطلب، حضرت علی رض بن ابیطالب رض اور حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب میدان میں آئے، شیر خدا، شیر رسول نے حسب و نسب بتائے اور باہم جنگ چھڑ گئی،

عتبہ نہایت جنگجو اور چالاک ہے مگر مقابلہ میں بھی شیر رسول ص حضرت حمزہ رض ہیں، جنکی تلوار کی سنبھال مشکل، ایلو وہ حضرت کی تلوار عتبہ کو مع زرہ سر سے کاٹتی کمر سے نکل گئی، ادھر حضرت علی رض ولید کو تمام کر چکے، مگر آہ شیبہ نے چالاکی کی، جناب عبیدہ رض کی پنڈلی صاف کٹ گئی، خون بہ رہا ہے، شکل پر اضمحلال ہے مگر تیور وہی ہیں، ہاں ہاں بہت خوب وہ جناب حمزہ رض شیبہ کے مقابل ہوگئے، لو وہ آنِ واحد میں شیبہ کا سر تن پر نہیں ہے مشرکین میں تہلکہ پڑ گیا، ادھر نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا جس سے گنبد فلک گونج اٹھا۔ جب ابوجہل نے لشکر کو سہما ہوا دیکھا۔ تو یکبارگی حملہ کا حکم دیدیا۔ کئی بار سخت حملے ہوئے۔ مگر جناب حمزہ رض اور جناب علی رض اور دیگر صحابہ کرام کی بہادری و شجاعت نے تمام روک لئے، سعد بن خیثمہ شہید ہوگئے، اور ابوجہل زخمی ہوکر گر پڑا۔ اہل مکہ سرداران لشکر کے مارے جانے پر سخت بیدل و بے حوصلہ سے ہو رہے تھے، کہ اتنے میں اک زور شور کی آندھی آئی، آندھی کیا تھی غضبِ خدا کہ اور رہے سہے ہوش مشرکین کے اڑ گئے اور اوسان باختہ بھاگے، اسلامیوں نے تعاقب کیا اور ستر آدمی قید ہوئے،

تمام لڑائی میں مشرکین ۷۰ قتل ہوئے، اور اہل اسلام چودہ شہید ہوئے، جن میں آٹھ انصار اور ۶ مہاجرین،

کفار کا تمام سامان ہاتھ آیا۔ اب وہ تار جو کمانڈر نے دیا تھا اثر لایا، وہ دعا جو ایک برگزیدہ انسان نے کی تھی پوری ہوئی، وہ وعدہ جو سچے خدا نے کیا تھا ایفا ہوا، جو پیادہ تھے، ان کے پاس دو دو اور تین تین اونٹ ہوگئے، جو ننگے اور بھوکے تھے ان کو لباس اور کھانے مل گئے، جو تنگدست تھے خوشحال ہوگئے۔ اور

اسلام کی بنیاد ایک مضبوط چٹان پر جم گئی،
سچ کہنا، یہ فتح ارتقائی حیثیت سے قرین عقل و قیاس ہے؟
نہیں یہ مآثر روحانی ہیں، یہ تصرفات حقیقت ہیں، یہ صداقت
کی بلندی ہے، یہ روحانیت کا تموج ہے، آؤ، آؤ، ہم تم اسی کا
ترانہ گائیں جو ایک وحشی و جنگ جو قوم پر فتحیاب ہوا، آؤ،
آؤ، ہم تم انہی کی تابعداری کریں، جو مساوات، اور جنگ
نفس کی تلقین کرتا ہے، آؤ، آؤ ہم تم اسی کے ہو جائیں
جو جس کا ہو گیا اسی کا
بیڑا پار ہو گیا!

خلیقی

جواہر ریزے

جن آنکھوں نے بہار کی پر فضا بہار کا مشاہدہ کیا ہے، وہ خزاں کی ویرانی کو دیکھکر روتی ہیں، اس کے برہنہ درختوں، اس کے زرد پتوں، اس کی عام تیرگی و اداسی کا نظارہ دردناک معلوم ہوتا ہے، پھر اصلی طبائع کی بربادی پرشوق امیدوں کا خاتمہ مدت مدید کے رشتوں کا آخری انقطاع کتنا دردناک ہونا چاہیئے، آہ بحر حیات انسانی میں کیا کیا خانہ بربادیاں ہوئی ہیں

انسان کا پابند سلاسل ہونا غلامی کی دلیل نہیں ہو سکتی. غلامی تو وہ کہلاتی ہے، جب انسان اپنے وقار کو ہاتھ سے کھو بیٹھتا ہے یہ کیسے اعلیٰ دانشمندی کے کلمات ہیں، یہ کیسے عمیق تخیل کی غذا ہیں

تمام دنیاوی چیزوں میں سب سے عارضی مے تحسین عوام ہے، یہ مثل آب کے ناپائیدار ہے، مثل باد کے تغیر پذیر ہے،

حضرت انسان کو خود بینی اور غرور کی وجہ سے کیا کیا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے، لیکن کیا مجال کہ ان میں ذرہ بھر کمی ہو جائے، ایک وعدہ خواہ اس کو کتنا ہی دہرایا جائے نت نیا اور تازہ رہتا ہے، بھلا وہ کون؟ وعدۂ محبت!

بنی نوع انسان کو خوف خدا کبھی اتنا مانع نہیں ہوتا، جتنا کہ خوف رسوائی و افشاء راز، کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات رحم سے معمور ہے، لیکن انسان بیرحم اور نفرت و حقارت سے پُر ہے،

خدا تعالیٰ نے عورت ذات کو انسان کا غرور توڑنے کے لئے پیدا کیا ہے،

تہذیب کے ملمع آمیز لباس کی تہ میں اب بھی وحشی چھپا ہوا ہے جس نظم و نسق اور شائستگی پر ہم نازاں ہیں، اس میں سے اب بھی حیوانیت دانت نکالے ہوئے ہے، کیا تاریخ کے فدائی ہمکو بتا سکتے ہیں کہ حیوانیت کہاں ختم ہوتی ہے، اور تہذیب کہاں شروع ہوتی ہے،

اے انسان یقین جان کہ تجھے ایسی جگہ جانا ہے، جہاں نہ کوئی تیرا دوست، ہوگا نہ دشمن، جہاں آقا اور غلام مساوی ہیں، تو دنیا میں مغرور و متکبر منکبر نہ رہ اور نہ کسی کو عیب لگا،

تجھکو اوروں کی بہت سی غلطیاں فراموش کردینی چاہیئں مگر اپنی ایک نہیں،
ان لوگوں کو جنہوں نے تیرا کچھ قصور کیا ہے، دوسروں کے سامنے شرمندہ مت کر،

والدین کے ساتھ اور قرابتداروں، اور یتیموں، مسکینوں کے ساتھ احسان کر، اور لوگوں سے اچھی بات کر، تاکہ تو اپنے فرائض سے بری ہو،

ظالم نہ بن، مظلوم کی حالت پر رحم کر، کہ خدا تم پر رحم کرنے والا ہے،

(ماخوذ)

کوشش

(از جناب حالی رحمہ اللہ)

ہوا کچھ وہی جس نے یاں کچھ کیا ہی — لیا جس نے پھل بیج بو کر لیا ہی
کرو کچھ کہ کرنا ہی کچھ کیمیا ہے، — مثل ہی کہ کرتے کی سب بدّیا ہی

یونہی وقت سو سو کے ہیں جو گنواتے
وہ خرگوش کچھوؤں سے ہیں زک اٹھاتے

نہیں ملتی کوشش سے دنیا ہی تنہا — کہ ارکانِ دیں بھی اسی پر ہیں برپا
جنہیں ہو نہ دنیائے فانی کی پروا — کریں آخرت کا ہی وہ کاش سودا

نہیں ملتے دنیا کی خاطر اگر تم
تو لو دین حق کی ہی اٹھ کر خبر تم

وادیٔ خیال کا شیدا

اسے پہلے سے ہی اندیشہ تھا کہ کہیں کوئی اچھی صورت ذہن میں نہ آجائے نہ پہلے سے ہی ڈرتا تھا کہ کوئی تصویر آئینۂ دل میں نہ اتر آئے، آخر وہی ہوا۔ وہی صورتیں وہی مناظر آنکھوں کے سامنے آئے۔ دن میں دروازے بند کرکے بیٹھ گیا کتابوں کو پھینک دیا۔ سورج کی روشنی سے منہ پھیر لیا۔ قوتِ متخیلہ نے اپنا معجزہ دکھایا۔ مردہ جذبات میں حرکت ہوئی، ایک ہی خیال، ایک ہی غم، ایک ہی شوق کا شیدا تھا۔ کبھی امید شکل دکھاتی۔ کبھی یاس سامنے آتی، کبھی اقرار کرتا کبھی انکار، کبھی حصول تمنا میں صدہا قسم کی باتیں سوچتا۔ کبھی توبہ کرتا۔ کبھی سرد آہیں بھرتا۔ غرض عجب حالت رہی، وادیٔ خیال کے شیدا سے آخر نہ رہا گیا۔ لوہے کا دل اور پتھر کا کلیجہ کرکے رازِ دل نقش ہی کردیا۔ چاہا کہ ہمیشہ تصویر خیالی سے دل بہلائے مگر کب تک، جوں جوں ہاتھ بڑھاتا تھا۔ توں توں وہ تصویر کھنچی جاتی تھی اور ناامیدی اور یاس و حسرت کا سماں دکھا رہی تھی خاطرِ ناشاد کی تسلی نہ ہوئی۔ ابھی کشمکش میں ہی تھا کہ ہاتفِ غیبی نے للکارا، نادان کس خواب و خیال میں ہے، تیری سچی آنند کا مستحق دنیا میں کوئی نہیں۔ یہ آب نہیں سراب ہے۔ یہ امید نہیں یاس ہے، خوشی نہیں غم ہے، تریاق نہیں سم ہے۔ اپنی دل پسند خیالی دنیا کے احاطے کے اندر سے اور ناممکنات سے باز آ۔ دیکھ باز آ۔ وادیٔ خیال کا شیدا یہ سنکر زار زار رویا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی ہچکی بندھ گئی۔ سانس پھولنے لگا۔ مرغِ روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگیا۔ یاس، تمنا، حسرت اور غم ان چار رفیقوں نے اسے تابوت پر لٹایا اور اٹھا کر عالم ہُو کی طرف لے چلے اگر راستے میں لوگ آنسو بھر کر پوچھتے یہ کس مرحوم کی میت ہی تو چاروں یک زبان ہو کر کہتے کہ ہمارے وادیٔ خیال کے

تہذیب الاطفال

طالب علموں سے خطاب

دو باتیں بے محل ہیں، انہیں گوارا کرو، دانائی کی بات جو نادان کہے اسے قبول کرو، اور نادانی کی بات جو دانا کہے اسے معاف کر دو،

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم نے علم اولین وآخرین عطا فرمایا تھا، باایں ہمہ آپ صلعم خدا کیطرف سے قل ربِّ زدنی علماً کی تاکید پاکر اور اپنے شوق سے ہمیشہ افزونی علم کے لئے دعائیں فرماتے تھے، اور قرآن کریم میں چونکہ جگہ جگہ تحصیل علم کی فضیلت اور ہدایت ہوتی تھی، آنحضرت افراد امت کو مختلف صورتوں اور عبارتوں میں علم کیطرف شوق اور رغبت دلاتے تھے، کبھی فرماتے کہ علم حاصل کرو، خواہ اس کے لئے تمہیں (عرب سے چلکر) چین جیسے دور دراز ملک میں جانا پڑے، کبھی فرمایا کہ ایام طفلی سے لیکر تا دمِ والپسین علم کے طلب گار رہو، کہیں یہ ارشاد ہوا کہ درحقیقت انسان کی عزت اور شرافت علم وادب ہی کی بدولت ہے نہ کہ ذات وقومیت اور حسب ونسب سے، اور چونکہ بمقتضائے فرمانِ الہی باعلم اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے، جناب رسول خدا نے لوگوں کو یہاں تک کہہ کر علم کا شوق دلایا۔ کہ ایک عالم کو ایک عابد پر ایسی بزرگی حاصل ہے جیسی بزرگی مجھے اپنے ایک ادنےٰ صحابی پر حاصل ہے، جناب علی رضہ فرماتے ہیں کہ ہم خدائے رحیم وکریم کی اس تقسیم (انعام) سے بالکل خوش اور مطمئن ہیں کہ اس نے ہم کو علم اور ہمارے دشمنوں کو مال دیا۔ کیونکہ مال کو ہمیشہ زوال ہے، اور علم کو قرار اور بقائے دوام حاصل ہے لیکن جو علوم واقعی مفید اور نفع بخش خلائق ہیں، خاصکر ان سے محروم رہنا نہایت ہی بُرا ہے،

اے عزیزو، اگر تم علم جیسی نعمت کے سچے فدائی اور متلاشی ہو تو ادب اور تہذیب کو اپنا شعار بناؤ، علم درحقیقت ایک لطف اور رحمتِ الہی ہے، جو بے ادب کو نہیں دی جاتی، مولانا روم رحہ فرماتے ہیں، ؎ از خدا خواہیم توفیقِ ادب، بے ادب محروم شد از لطف رب

یاد رکھو باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب، کا مضمون بالکل صحیح ہے اسلام کے گذشتہ اور موجودہ طلاب کے ادب آداب میں ہم زمین وآسمان کا فرق دیکھتے ہیں، اس وقت کے استادوں اور شاگردوں میں خدا معلوم لیاقت اور شرافت کی کس قدر خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں، جناب امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے منقول ہے، کہ جب تک میرے استاد حماد زندہ رہے ہیں نے ان کے مکان کیطرف کبھی پاؤں نہیں پھیلائے، پیارے طالب علمو! ذرا غور کرو اور ہمیں بتاؤ کہ اپنے استاد کے ساتھ طلبہ کا ایسا محبت اور ادب آمیز تعلق کیا، آج کل بھی کہیں نظر آتا ہے؟ جناب امام شافعی رحہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے وکیع سے اپنے خرابی حافظہ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے ترک معاصی کی ہدایت فرمائی اور کہا کہ علم دراصل نور الہی ہے، اور اللہ کا نور قصور والوں کو عطا نہیں ہوا کرتا بس یاد رکھو اگر ہم اپنے استادوں کی نافرمانیاں کریں گے، تو گویا ہم ایسے قصوروں کے مرتکب ہونگے، جنکی وجہ سے ہمارا دماغ، ہماری عقل، ہمارا حافظہ کچھ کام نہ کرسکیگا۔ اور ہم علم جیسے بہرہ ور نہ ہوسکیں گے، نیز یہ بھی یاد رکھو کہ اگرچہ علم کی بدولت انسان کی معلومات وسیع اور لیاقت لائق تعریف ہو جاتی ہے، لیکن وہ شرافت انسانی جسکو آدمیت کہا جاتا ہے بجز صحبت صالح، تجربہ، محنت اور قوتِ عمل کے میسّر نہیں ہوتی، ؎

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شئے
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

باقی پھر

تاکید

اگر آپ کی خدمت میں العرس نمونتہً بھیجا ہو تو آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ آپ ملاحظہ فرماتے اپنی رائے سے دفتر کو مطلع فرمائیں امید ہے کہ آپ اس اسلامی وقومی پرچہ کی اعانت کرینگے؟

عقل و اسلام

تم حکمت کو اک گمشدہ لال سمجھو جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو

(۱) "کیا اندھا اور بینا برابر ہیں؟ کیا تم فکر نہیں کرتے"
"ناپاک اور پاک برابر نہیں، خواہ تمکو ناپاک کی کثرت سے دھوکا ہو"
۳ اندھا اور بینا برابر نہیں، اور نہ روشنی و تاریکی برابر ہے، اور نہ دھوپ جو چھاؤں برابر ہے، اور نہ زندہ و مردہ برابر ہیں"
۴ کیا برابر ہیں، وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے، بے شک نصیحت عقل مند ہی حاصل کر سکتے ہیں، (قرآن)

سب سے پہلے خدا نے عقل کو پیدا کیا۔ اور فرمایا سامنے ہو وہ سامنے ہوئی، پھر فرمایا پشت پھیر، اس نے پشت پھیری، پھر اللہ نے فرمایا، قسم ہے اپنی عزت بزرگی کی کہ میں نے اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ کوئی مخلوق اکرم پیدا نہیں کی، میں تجھ ہی سے لونگا اور تجھ ہی سے دونگا۔ اور تیرے سبب سے عذاب کرونگا۔

۲ احمق آدمی اپنی جہالت کے باعث بدکار کی بدکاری سے زیادہ کر لیتا ہے، اور فردا قیامت میں خدا تعالےٰ سے قریب ہونے کے درجات عقلوں ہی کے موافق بلند کئے جائیں گے،

۳ آدمی اپنی خوش خلقی سے روزہ دار، شب بیدار کا درجہ پا لیتا ہے اور کسی شخص کا حسن خلق پورا نہیں ہوتا جب تک اس کی عقل کامل نہ ہو، پس اس وقت اس کا ایمان کامل ہوتا ہے، اور اپنے رب کا فرمانبردار اور اس کے دشمن شیطان کا نافرمان ہوتا ہے،

۴ ہر چیز کا ایک تکیہ ہے اور ایماندار کا سہارا عقل ہے تو اس کی عبادت اس کی عقل ہی کے بموجب ہوگی۔ کیا تم نے نہیں سنا، کہ بدکار دوزخ میں یوں کہیں گے، اگر ہم ہوتے تو سنتے یا سمجھتے، تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے،

۵ اے لوگو! ہر چیز کی ایک سواری ہے اور مرد کی سواری عقل ہی، اور تم میں دلیل و حجت میں بہتر وہ ہے جو عقل میں بڑھ کر ہو،

۶ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو لوگ اپنی نیتوں اور عقلوں ہی کے بموجب مراتب پائیں گے،

۷ "میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ لوگوں کو دنیا میں کون سی چیز سے فضیلت ہے آپ نے فرمایا عقل سے، میں نے عرض کیا آخرت میں کس چیز سے، آپ نے فرمایا عقل سے، میں نے عرض کیا کہ اپنے اعمال کے عوض ان کو جزا نہ ہوگی، آپ نے فرمایا، اے عائشہ انہوں نے عمل بھی اتنا ہی ہوگا، جتنی اللہ نے ان کو عقل دی ہوگی، تو جتنی ملی ہے اتنے ہی عمل ہونگے، اور جس قدر عمل کیا ہوگا اسکی جزا ہوگی،

۸ ہر شئے کا ایک لازمہ و سامان ہے، اور ایماندار کا سامان و آلہ عقل ہے، ہر چیز کی ایک سواری ہے اور مرد کی سواری عقل ہے ہر چیز کا ایک رکن ہے اور دین کا رکن عقل ہے، ہر قوم کی ایک غائت ہے اور بندوں کی غائت عقل ہے، ہر آدمی کے لئے ایک پیچھے رہنے والا ہوتا ہے، جس کی طرف وہ منسوب ہوں، اور جس کے باعث ذکر کیا جاتا ہے اور صدیقوں کے پیچھے رہنے والا جس کی طرف وہ منسوب ہوں اور جس کے باعث وہ ذکر کئے جائیں عقل ہے، ہر سفر کے لئے ایک بڑا خیمہ ہوتا ہے، اور ایمانداروں کا خیمہ عقل ہے،

غرض اسلام کا دفتر عقل کی فضیلت و منفعت اور اس کے استعمال کی تاکید سے معمور ہے، بایں حدکہ

"جو جئے دلیل سے اور جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو"

بلا دلیل یقین کرنے کے لئے اسلام نے کسی شخص کو حکماً مجبور نہیں کیا۔ اس کی ہدایت ہے، صحیفۂ کائنات کا مطالعہ کرو، نظام و ترتیب سلسلہ اسباب و نتائج پر غور کرو، اسلام نے عقل کو اجازت دی ہے، کہ وہ آزادی سے اپنی راہ چلے جو قدرت معزز کی ہے، وہ بلند آواز سے کہتا ہے،

آسمان و زمین کی بناوٹ پر غور کرو، رات دن کے ہیر پھیر پر نظر ڈالو، ہواؤں کے چلنے کو دیکھو، جن کے سبب کشتیاں جہاز سمندر میں انسان کے فائدے کے لئے حرکت کرتے ہیں، بادل

آسمان پر آئے، اور پانی برسا کر کھیتوں کو سرسبز کرتے ہیں۔ بارش کی مدد سے وہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن پر حیوان و انسان کی زندگی کا مدار ہے یہ سب خدا کی نشانیاں ہیں، اگر انسان ان نشانیوں پر غور کریں، تو وہ دل کی آنکھوں سے خدا کو پہچان سکتے ہیں،

جابجا قوانین فطرت مطالعہ کرنے ان پر غور کرنے ان سے نتیجہ نکالنے کی ہدایت ہے، کہیں مردہ زمین کا بارش کے بعد زندہ سرسبز ہونے، کہیں ہواؤں کے چلنے ان کی مدد سے کشتی جہازوں کی حرکت کہیں ستاروں کی چمک دمک، بجلی کی کڑک بادلوں کی روانی انسان کے رنگ و زبان کا اختلاف تقریباً ایک تلث بلکہ نصف قرآن میں قدرتی حالتوں پر غور و فکر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے،

قرآن میں فطرت و کائنات سے بہت سے دلائل اخذ کئے گئے ہیں، جن سے مقصود خدا کو اعلےٰ ترین ہستی ثابت کرنا اور بنی نوع انسان کو اس کی اطاعت و شکر گذاری پر متوجہ کرنا ہے۔ اس سے عالم آخرت میں حسنات و سیئات کا اجر نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی ضرورت مخلوق پر عبادت خالق کی فرضیت اور اس کے خوشگوار نتائج وغیرہ نہائت فصیح و موثر زبان میں مسطور ہیں اور اکثر مواقع میں حقیقی شاعری کی شان پیدا ہو گئی ہے،

اسی طرح قیامت کے اعتقاد کی معقولیت بڑے بڑے پُر زور دلائل سے ثابت کی گئی ہے، اور بالخصوص اس کے ثبوت میں اس زمین کی نظیر پیش کی ہے، جو مدت مدید سے ویران اور خشک پڑی ہو، مگر یکایک کثرت سے مینہ برسے اور اس میں زندگی و سرسبزی کے خوشگوار آثار پیدا ہو جائیں، (سر میور ولیم)

اس تعلیم و تلقین کا یہ اثر ہوا کہ فتوحات کے سیلاب نے اگر تمام اقالیم متمدنہ کو ان کے زیرنگیں یا زیر اثر کر دیا۔ تو اس کے ساتھ ساتھ ان کی علم تہذیب کا سکہ بھی چہار دانگ عالم میں بیٹھ گیا،

عبدالکریم خاں
از کسیلہ

ایمان بالقدر

خدا کی شان ہے کہ وہ عقیدہ جو ہر درد کی دوا اور ہر مرض کی شفا تھا، جو ہر مصیبت میں وجہ تسلی اور ہر تکلیف میں باعث تسکین ہوتا وہی عقیدہ ہماری کج فہمی اور نادانی سے اتنا مشکل اور مبہم ہو گیا۔ کہ ساری دنیا نے ہماری قومی ترقی تنزل اور انحطاط کا سبب اسی کو ٹھیرایا۔ اور ہم خود بھی اپنی پست ہمتی اور دون طبعی کے نتیجوں کا الزام اسی کے سر تھوپنے لگے،

عقیدۂ تقدیر بالاجمال یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوا ہے جو کچھ ہوتا ہے اور جو کچھ ہوگا سب اللہ تعالےٰ کے علم اور حکم سے ہوا ہے وہ شروع ہی سے ہر ایک بات کی بابت فیصلہ کر چکا ہے کہ یہ اس طرح ظہور پذیر ہوگی اور ہر شخص کے لئے مقرر کر چکا ہے کہ اس کو یہ یہ حالات و واقعات پیش آئیں گے، جف القلم بما هو کائن (جو کچھ ہونے والا تھا اس پر قلم چل گیا)،

یہاں تک کہ اعمال کی نیکی اور بدی اور آدمی کا دوزخی یا جنتی تک ہونا بھی مقدر ہو چکا ہے اور چونکہ اللہ کے حکم ناگزیر ہیں اس لئے مقدرات سے سرتابی و انحراف ممکن نہیں ہے، یہی سبب تھا کہ عام طور پر مسلمانوں نے اس عقیدہ کو سہل انکاری اور غفلت شعاری کا حیلہ بنا لیا اور اغیار نے اسے سعی و کوشش کا منافی اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے کا مرادف سمجھ لیا۔ اور تدبیر اور تقدیر کو ایک دوسرے کی ضد ٹھیرایا۔ حالانکہ یہ سرتاسر غلط فہمی اور کجرائی ہے،

بے شک ہمارا پکا عقیدہ ہے کہ مشیت ایزدی کے بغیر کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات نہیں ہو سکتی، ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے بھی پہلے اس کا علم ازل سے ابد تک تمام حالات و واقعات معلومہ و غیر معلومہ پر حاوی و محیط تھا۔ لیکن پھر بھی اس سے نہ تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم اپنے ہر ایک کام میں مجبور اور پابند ہیں اور نہ یہ مستنبط ہوتا ہے کہ ہمارے اعمال و افعال کی جوابدہی ہم سے ساقط ہو جاتی ہے، مسئلہ تقدیر کا یہ مفہوم لینا نہائت سخت غلطی ہے اور اس عقیدہ پر جو کچھ حرف گیری کی گئی ہے وہ اس کے اسی غلط مفہوم کے لحاظ سے کی گئی ہے، (حقائق اسلام)

قومی نظام

مسلمانوں کو کس بات کی ضرورت ہے

جن لوگوں نے مسلمانوں کی کمزوری کے اسباب پر غور کی ہے اور ان کی موجودہ حالت پر نظر غائر ڈالی ہے، ان کا اس امر پر اجماع ہے کہ اس وقت مسلمانوں کو ایک قومی نظام کی ضرورت ہے جس کے ماتحت وہ اپنے موجودہ نقائص کو رفع کرکے شاہراہ ترقی پر گامزن ہوں،

حالاتِ حاضرہ نے مسلمانوں پر ان کی کمزوریاں اچھی طرح ظاہر کردی ہیں، ان کو معلوم ہوگیا ہے، کہ

(۱) وہ حفاظت و اشاعتِ اسلام سے اب تک قطعی طور پر غافل رہے ہیں،

(۲) انہوں نے حصولِ تعلیم کے لئے وہ کوشش نہیں کی، جو ان کی پسماندگی کے رفع کرنے کے لئے ضروری تھی،

(۳) تجارت و صنعت کو انہوں نے قابل افسوس پیرایہ میں نظر انداز کیا ہے،

ان غفلتوں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اسلامی شعائر کو خیرباد کہہ چکی ہے، اسلام کی سادگی اور پاکیزگی ان کے تمدن سے رخصت ہو گئی ہے، اور ان میں سے بہت سے محض برائے نام مسلمان رہ گئے ہیں، تعلیم کی کمی کی وجہ سے وہ کسی سمت میں بھی ترقی نہیں کر سکتے، اور وہ اگر کوئی کام کرنا بھی چاہیں، تو بے علمی مزاحم ہوتی ہے، اقتصادی ترقی دوسری قوموں پر بڑھ گئی ہے، مسلمانانِ ہند نے اس کو شروع سے نظر انداز کیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وہ نہ حفاظت و اشاعت اسلام کا کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں اور نہ کوئی مہم سر کر سکتے ہیں، اقتصادی حیثیت سے طاقتور قومیں دنیا میں کوس لمن الملک بجا رہی ہیں، خود ہندوستان کے اندر مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ جو قومیں اقتصادی اعتبار سے مضبوط ہیں ہر شعبہ زندگی میں انہی کی حکمرانی ہے، اور جو قومیں تجارت وغیرہ میں پسماندہ ہیں وہ ہر بات میں دوسروں کی دست نگر ہیں، اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان ہر سہ امور میں کامل ترقی کے اسباب مہیا کئے جائیں، اور ان کو ایک نظام کے ماتحت لاکر اس خوبی سے ان کو تکمیل تک پہنچایا جائے، کہ ہم خود ان کے نتائج پر عش عش کر اٹھیں،

لیکن سوال یہ ہے، کہ نظام قومی کیونکر قائم کیا جائے جب تک ہم اپنا ایک نظام قائم نہیں کرلیتے، ناممکن ہے کہ ہم کسی بات میں بھی کامیابی حاصل کر سکیں، نظام قومی کا مفہوم عام طور پر غلط سمجھا جاتا ہے، پروفیسر محمد حمید صاحب ایم، اے نے جن کی ایک نادر روزگار تالیف "ضرورت وقت" کے نام سے شائع ہو چکی ہے، اس بارہ میں نہایت معقول تازہ خیالات قلمبند کرکے ہمیں مرحمت فرمائے ہیں، جن کو ہم نمایاں طور پر مسلمانوں کے سامنے اس غرض سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ مقتدر اصحاب جو اہلیت کار رکھتے ہوئے، متفق ہوکر مجوزہ نظام قائم کرسکیں، پروفیسر صاحب رقم فرماتے ہیں، کہ

آج کل نظام قومی کا تذکرہ ہر شخص کی زبان پر ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ نظام قومی ایک بڑی قوت ہے مگر ہندوستان میں نظام قومی سے صرف یہ مراد لی جاتی ہے، کہ چند عہدہ دار ہوں، جو وقتاً فوقتاً حسب ضرورت قوم کے نام احکام صادر کرتے رہیں، اور سال کے آخر میں ایک جلسہ ہو جس میں جو شخص فیس ادا کرے وہ رائے دے سکے، بہت سے رائے دہندہ صرف جلسہ دیکھنے کی خاطر شامل ہوئے ہیں اور وہ کر چکے ہیں اسے عملی صورت دینے کی ذمہ داری ان پر بھی عائد ہوتی ہے

حقیقی نظام کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی بنیادیں مضبوط اور وسیع ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کافی تعداد ایسے لوگوں کی ہو جو اپنے عہد پر سچے اور پکے ہوں، ایسی حامی

اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہیں، جب ان لوگوں کو جن سے اطاعت کی توقع کی جاتی ہے، اپنا مسلک اپنے لئے خود منصفہ کرنے کا اختیار ہو، لیڈروں کو لازم ہے کہ بجائے قوم کے نام احکام صادر کرنیکے لوگوں کی صحیح خواہشات اور قابلیت کا علم پیدا کریں اور قوم کے احکام کے منتظر رہیں، ہر لیڈر کو ہر وقت معلوم ہونا چاہیے کہ لوگ کہاں تک اس کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں، اور اس مطلب کے لئے لیڈروں اور لوگوں کے درمیان قومی مسلک پر بحث و مباحثہ کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے، جس میں ہر شخص بلا حجاب اپنے خیالات کا اظہار کر سکے، اگر یہ نہ کیا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بعض اوقات لیڈر کا تخیل عرش معلّے پر پرواز کرتا ہوگا، اور ایک مقتدی بھی اس کا ساتھ نہیں دے سکیگا۔ ایسی باتیں دنیا کے نزدیک قابل تحسین تو ضرور ہیں مگر ان سے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ دوسری طرف یہ ڈر ہے کہ لیڈر ایسے پست ہمت و پست خیال واقع ہوئے ہوں کہ وہ قوم کے خیالات سے بہت پیچھے رہ جائیں، غرضیکہ موجودہ طریقے سے اسی صورت میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ جب لوگوں کو لیڈروں کے منجانب اللہ ہونیکا یقین ہو،

ان نقائص کو دور کرنے کے لئے میں ذیل کا نظام تجویز کرتا ہوں، جس میں مسلمانوں کے سب فرقے شامل ہو سکتے ہیں تین امور کے لئے غالباً تمام مسلمان متحد ہو سکتے ہیں اور وہ یہ ہیں،

(۱) حفاظتِ اسلام (۲) تعلیم (۳) ترقی صنعت و حرفت یہ ایسی چیزیں ہیں کہ خواہ حالات کیسے ہی ہوں قوم کو انکی طرف سے کبھی روگرداں نہیں ہونا چاہیئے، شرائط یہ ہیں،

(۱) ہر مسلمان جو بیس سال کی عمر تک پہنچ چکا ہو اور جو ایک روپیہ سالانہ قومی ٹیکس ادا کرے اس کا نام ممبروں کے رجسٹر میں درج کیا جائے،

(۲) تین سال کے بعد انتظامی کمیٹی کا انتخاب ہوا کرے، جس میں ہر ممبر کو رائے دینے کا حق حاصل ہو،

(۳) رائے دہندوں کا رجسٹر باقاعدہ مرتب ہوا کرے اور انتخاب ایسے ذی دیانت اصحاب کے ماتحت ہو جو خود ممبری کے لئے کھڑے نہ ہوں،

(۴) انتظامی کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب ۳ سال کے لئے ہو، مگر رائے دہندوں کی جماعت کو حق ہو کہ خاص وجوہ کی بنا پر اس میعاد کے اندر ہی کسی پہلے ممبر کو معزول کر کے اس کی جگہ نئے ممبر کا انتخاب کر لیں،

(۵) منتخب شدہ لیڈر اپنی تمام کوششیں رائے دہندوں کی آراء کو پختہ کرنے میں صرف کریں، اور ایسے کسی کام کا تہیہ نہ کریں جس میں انہیں اپنے مقتدیوں کی حمائت کا یقین نہ ہو،

(۶) ہر شہر یا حلقے کا انتخاب الگ الگ ہو، اور اگر بہت سے شہر اس طریق پر منتظم ہو جائیں تو ہر شہر کی کمیٹی مرکزی کمیٹی کے لئے اپنے میں سے ایک ممبر منتخب کر کے بھیج سکتی ہیں،

اگر لاہور، امرتسر اور پشاور کے مسلمان لیڈر اپنی اپنی شہر میں اس تجویز کا تجربہ کریں، اور کامیاب ہو جائیں تو دوسرے شہروں کے لئے ان کی مثال کی تقلید آسان ہو جائے گی، جو شخص کسی ایک جگہ بھی اس قسم کا نظام قائم کر دے وہ قوم کو بے نظیر فائدہ پہنچائے گا۔ جو روپیہ قومی ٹیکس سے حاصل ہو، وہ تعلیمی مدارس، اشاعت اسلام اور ترقی صنعت و حرفت کے کام آسکتا ہے، اس طریقے سے مسلمان آئے دن کی بے چینی جلد بازی، اور نقصان مال سے بچ جائیں گے، اور یہ شکایت بھی نہ رہیگی کہ کس کس کو چندہ دیں"

اپنی اس تجویز میں پروفیسر صاحب نے تجارت کو کوئی جگہ نہیں دی، لیکن ہماری رائے میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا، تجارت کے بغیر آج کل کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی، اور حفاظت و اشاعت اسلام، تعلیم اور صنعت و حرفت کے ساتھ یہ قطعی لازمی ہے کہ اقتصادیات میں بھی پوری ترقی کی جائے ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمان اس تحریک پر غور کر کے کسی مفید نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں گے (وکیل)

القریش کی کتابت

قابل اصلاح ہے اس کا ہمیں خیال ہے، امرتسر میں مقررہ ریٹ پر بھی کام کرنیوالے کاتب کام کو بیگار سمجھ کر ٹال دیتے ہیں مجبوری ہے کوشش کی جارہی ہے کہ بہتر سے بہتر انتظام ہو جائے، مینیجر

مذہبی مناظرہ

ایک ضروری اور اصلاحی مضمون

آج کل ہندوستان میں جس قدر قحط اور وبا کے انسداد کی ضرورت ہے اس سے بہت زیادہ نا اتفاقی کے انسداد کی ضرورت ہے، ہر ایک قوم بمقابلہ دیگر قوموں کے اپنا وزن قائم رکھنے کے لئے اور تمام ہندوستان کی قومیں گورنمنٹ کی نظر میں اپنی عزت اور وقار قائم رکھنے کے لئے باہمی اتفاق و اتحاد کی محتاج ہیں، خصوصاً مسلمانان ہندوستان کو بہ نسبت دیگر اقوام کے اتفاق کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ ہندوستان میں آرین نسل کی جتنی قومیں آباد ہیں سب غلطی سے مسلمانوں کو ایک اجنبی اور بیگانہ قوم تصور کرتی ہیں، حالانکہ وہ خود بھی بمقابلہ اصلی باشندوں کے اس ملک میں ویسے ہی بیگانے ہیں جیسے مسلمان، پس تا وقتیکہ یہ غلطی رفع نہ ہو اور آریہ قومیں مسلمانوں کو بھی دل سے اپنا وطنی بھائی نہ سمجھنے لگیں، اس وقت تک مسلمان اس ملک میں بغیر اسلامی اخوت کے اپنا وزن قائم و برقرار نہیں رکھ سکتے، اور اس اخوت و اتحاد کا سب سے بڑا اور قوی مانع مذہبی مناظرہ یا مجادلہ ہے، جو کتابوں رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے فریقین میں تعصب کی آگ بھڑکاتا رہتا ہے اگرچہ مسلمانوں میں اور بھی بہت سے فرقے ایسے ہیں، جنمیں بحث و مباحثہ ہمیشہ جاری رہتا ہے، مگر سب سے مضر اور خطرناک اور تمام قوم میں نا اتفاقی کی جڑ مضبوط کرنیوالا وہ مناظرہ ہے جو سنی اور شیعوں میں ابتک ہوتا رہا ہے اور جس کی بدولت بعض اصحاب کی یہ رائے ہوگئی ہے کہ ہندو مسلمانوں میں تو اتحاد ممکن ہے مگر سنی شیعہ میں اتحاد کا ہونا امکان سے خارج ہے اگرچہ میں اس رائے کو صحیح نہیں سمجھتا، کیونکہ میرے نزدیک جس قدر مسلمان زمانہ کی ضرورتوں سے واقف ہوتے جائیں گے، اور جس قدر ہندوستان میں مذہبی تعصبات قومی اور ملکی تعصبات سے بدلے جائیں گے، اور جس قدر مذہبی مناظرے فضول اور بے سود بلکہ مضر ثابت ہوتے جائیں گے، اسی قدر اسلامی فرقوں میں اتحاد و اتفاق بڑھتا جائیگا۔ لیکن اس مقام پر میں اس بحث سے قطع نظر کر کے فریقین سے التجا کرتا ہوں کہ مناظرہ کے متعلق کو یک قلم خیرکباد کہدیں اور بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے مذہب پر رد و قدح کریں اسلام کی جڑ مضبوط کرنے کی کوشش کریں، جس کو دہریوں اور ملحدوں کے شکوک و شبہات متزلزل کر رہے ہیں، اس مقام پر ہم ایک شاعر کے چار مصرعے نقل کرنے مناسب سمجھتے ہیں، جن میں لامذہبوں کے ان خیالات کی تصویر کھینچی گئی ہے، جو مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کی نسبت ان کے دلوں میں گذر سکتے ہیں، ؎

کہتا تھا کل اک منکر قرآن خیر کیا لیں گے یہ اہل قبلہ باہم لڑ کر
کچھ دم ہے تو میداں میں آئیں ورنہ کتا بھی ہے شیر اپنی گلی کے اندر

بعض اخبارات میں "ہندو مسلم نفاق کا علاج" پر مضمون نکل رہے ہیں، اس کی ضرورت بھی ہے، لیکن ہمارے خیال میں اس مسئلہ پر اس قدر غور و فکر کرنیکی ضرورت نہیں "انگریزی ترتاپ" اور "ملاپ" کو صفحۂ ہستی سے آج مٹا دو، یا انہیں صحیح اور سچے واقعات لکھنے پر مجبور کرو، پھر دیکھو خود بخود ہی علاج ہو جاتا ہے کہ نہیں،

تجارت کے صرف مشوروں سے کام نہیں چلیگا، ضرورت ہے کہ مسلمان تاجر قوم کے معمولی لوگوں کو تجارت کے اصولوں اور اس کے مختلف شعبوں سے واقفیت کرائیں، امیر اور مالدار مسلمان وسطے و ادنے طبقہ کے لوگوں کی قرض حسنہ سے مدد کریں تاکہ قول فعل سے بدلکر قوم کے دن پھر جائیں، اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں، صرف مشوروں سے کام نہیں چلیگا۔

ضرورت ہے کہ مسلم رؤسائے امرتسر جن کے روپیہ سے ہندوؤں کے کام چل رہے ہیں ذرا ادھر بھی متوجہ ہوں،

عید الرمضان

حکماء نے دنیا کو رات سے تشبیہ دی ہے، کسی کے خیال میں یہ وہ رات ہے، جس میں بیچارہ انسان جو جسمانیت کے لحاظ سے مورد آلام واسقام ہے، امتداد مرض سے زندہ درگور ہوتا ہے، کسی کے نزدیک یہ شب دیجور ہے، جس کی تاریکی میں اشیاء کا اصلی رنگ نظر نہیں آتا، اتنا ہی نہیں بلکہ اس کی گھٹا ٹوپ اندھیری میں قوت متخیلہ اشیا کو دیو اور بھوتوں کی عجیب وغریب اشکال میں پیش کرتی ہے، مگر اہل دل کے نزدیک یہ ظلمت کدہ وہ "شب امید" ہے، جس کی تصویر نظیری نے کس دلکش پیرایہ میں کھینچی ہے ؎

> شب امید به از روز عید میگذرد
> کہ آشنا به تمنائے آشنا خفت است

بے شک اگر انسانی زندگی اس عاشق شیدا کی شب امید کی حیثیت سے دیکھی جائے، جو اپنے معشوق کی تمنائے دیدار میں ہمہ تن شوق ہو رہا ہو، تو تکلیف مصیبت اور غم جو اس جہان کی خصوصیات سے ہیں نہ صرف بہت کم محسوس ہونگے، بلکہ ان میں ایک خاص لذت ہوگی،

ہر مذہب نے اپنے پیروؤں کو تکالیف شرعیہ کے معاوضہ میں کچھ نہ کچھ امید ضرور دلائی ہے، کہ عقیدتمند ہندو پوجا پاٹ اور دھرم کے کام اس امید پر کرتا ہے، کہ مرنے کے بعد آواگون کی رو سے دوسرا جنم پہلے سے بہتر حاصل کرے، اور پھر دنیا میں چین کرے، ایک اعادت کیش عیسائی اس تمنا میں دین کے کام انجام دیتا ہے، کہ جنت میں ابن اللہ کے داہنے بازو پر بیٹھکر انگوری شراب پینی نصیب ہوگی، اسلام نے بھی انسان کے اختلاف طبائع کے مختلف مدارج کا پورا لحاظ رکھا ہے اعمال حسنہ کی بجا آوری کے معاوضہ میں بہشت بریں کی امید دلائی ہے، جو محسوس اور غیر محسوس جسمانی اور روحانی لذتوں کا محل ہے، لیکن ساتھ ہی ارکان خمسہ (کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ) میں صوم کے متعلق ایک نئی قسم کی امید دلائی ہے، وہ کیا؟ یہ ذومعنیین الصوم لی وانا اجزی بہ یعنی روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا۔ یا میں خود ہی اس کے عوض میں مل جاؤنگا، اب جس کی جیسی ہمت جیسا ظرف، کسی کو وصل حور کی تمنا کسی کو شراب طہور کی ہوس، مگر اہل نظر اور ہی دھن میں ہیں، ان کی آرزو واحد ہی ہے، رابعہ بصری رح سے سفیان ثوری رح نے پوچھا۔ کہ آپ کے ایمان کی کیا حقیقت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے خدا کی عبادت نہ دوزخ کے خوف سے کی ہے اور نہ جنت کی ہوس میں، تاکہ میرا حال اس برے مزدور کیطرح نہ ہو جو مار کے خوف اور لالچ کے ہوس میں کام کرتا ہو، بلکہ میں نے اس کی عبادت صرف اس کی محبت اور شوق کے سبب کی ہے، کیوں نہیں ؎

> سودائے زاہداں ہمہ شوق بہشت و حور
> غوغائے عارفاں ہمہ ذوق لقائے تست

جن کے ایسے خیال ہوں، ان کا روزہ بھی نرالا ہے، ان کے واسطے یہ کافی نہیں ہے کہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک اکل و شرب اور مباشرت سے محترز رہیں، بلکہ تمام اعضاء اور جوارح ممنوعات سے پرہیز کریں، یہاں تک کہ قلب میں غیر کا خیال تک آ جانا خاصان خدا کیواسطے مفسد صوم ہے، ان کا روزہ حضور قلب ہے ذکر سے سحر کھاتے ہیں اور فکر سے افطار کرتے ہیں اشتباہات سے پرہیز کرتے ہیں اور صحبت غیر سے گریز اور غور کیا جائے تو ان کی دنیاوی زندگی ان کے واسطے ماہ صیام ہے، کنج لحد کا سناٹا، شب عید اور روز عید صبح محشر ہے، جس کے لق و دق میدان میں سب اگلے اور پچھلے جمع ہونگے، جنت اور دوزخ رحمت اور قہر کے مظاہر بنکر سامنے ہونگی، افواج ملائکہ لمن الملک الیوم کا نقارہ بجاتی ہوئی صف بہ صف استادہ ہونگی، اس وقت جبکہ جلال خداوندی کی بجلی چمک کر آنکھوں کو خیرہ کر دے گی، ان حضرات کا یہ عالم ہوگا۔ کہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ، یہ تو عالم آخرت کا حال ہے یا چند افراد مخصوص کی کیفیت ہے، لیکن مجموعی طور پر پروردگار عالم نے روزہ کا ایک فوری نتیجہ اور صلہ بھی مقرر فرمایا ہے، جو اسی دنیا میں روزہ داروں کو نصیب ہوتا ہے، یعنی یوم العید

عید نمونہ ہے، اس ابدی اور پائدار خوشی کا جو بہشت میں روزہ داروں کو حاصل ہوگی، عید ثبوت ہے اس امر کا کہ روزہ خور بہشت کی شادمانیوں سے اسیطرح محروم رہیں گے، جس طرح وہ دنیا کی عید میں حقیقی لطف نہیں اٹھا سکتے۔ گو کپڑے عمدہ پہن لیں اور خوب

جی بھول کر عید کے جلسے منائیں مگر وہ اثر و ارکیفیت اور اصلی سرور جو تیس روزے رکھنے والے کو عید کے دن حاصل ہوتا ہے، تارک الصوم اس سے مطلق محروم رہتا ہے۔

الغرض عید روزہ داروں کے لئے ایک فردوسی دن ہے جس میں وہ رمضان کی عبادتوں کا بہشتی مزہ پا لیتے ہیں

سید نواب علی (صاحب) ایم۔ اے

آدابِ عید

تیس دن بھوک پیاس کو روکو — یہ ریاضت ہے آدمی کو مفید
روزہ کیا چیز ہے بتائیں تمہیں — حرص کی قید نفس کی تہدید
سب کو بھولو کر خدا کو یاد — سب کو چھوڑ دو بجز خدائے وحید
دو جہاں میں اسی کا جلوہ ہے — ہے وہی مثلِ آفتاب پدید
دل کی آنکھوں سے دیکھئے لیکن — کہ خدا نہ بچشم نتواں دید
وحدہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُو — کچھ نہیں ہے سوائے ربِ مجید
تا بمقدور کیجئے تہلیل — تا بہ امکان چاہیئے تمجید
معتکف خانۂ خدا میں ہو — کچھ تو سیکھو طریقۂ تجرید

عید کرتے ہیں اس وطیرہ پر — جو خدا کے ہیں بندگانِ رشید
رمضان کا مہینہ یوں گذرا — ختم روزے ہوئے تو آئی عید
عید کے دن پڑھو نماز و دعا — عذرِ تقصیر کی کرو تمہید
کہ خدایا نہ ہو سکی طاعت — نہ ہوا ہم سے کوئی کارِ سعید
نہ ہوئی تیرے حکم کی تعمیل — نہ ہوئی اہلِ رشد کی تقلید
کوئی خدمت بجا نہ لائے ہم — جنسِ عقبیٰ کی کر سکے نہ خرید
جو ہوا تیری مہربانی سے — ناتوانوں کی تو نے کی تائید
شکر کی ہم کو تو نے دی توفیق — شکر سے تیری نعمتیں ہیں مزید

شکرِ نعمت بھی تو نے سکھلایا
ورنہ تھا ہم سے یہ تو بہت ہی بعید

مولانا محمد اسمٰعیل میرٹھی مرحوم

آنریری حکام اور رشوت

قابلِ توجہ حکومتِ پنجاب

دوسرے کا مال چرا لینا یا دھوکا دیکر حاصل کرنا شانِ بہادری کے خلاف ہی، خود محنت نہ کرنا اور دوسروں نے جو عرق ریزیاں کر کے دولت حاصل کی ہو، اس پر دندانِ طمع تیز رکھنا بڑی نامردی ہے، جھوٹے دعوے کرکے اور حکام کو رشوت دیکر اپنے حق میں فیصلہ ناحق کرانا چوری اور دغا بازی سے بھی بڑھ کر بزدلانہ فعل ہے لیکن عہدِ حاضرہ میں باوجود حکومت کی سختی اور مذہبی تنبیہوں کے ایسا ہوتا ہے اور وہ لوگ ان افعالِ شنیعہ کے مرتکب ہوتے ہیں، جو حکومت کیطرف سے معتمد سمجھے گئے ہیں اور جن کے کندھوں پر امن و آسائشِ رعایا کا بہت بڑا بوجھ ہے، یہ کون لوگ ہیں آنریری مجسٹریٹ، آنریری سفید پوش اور وہ آنریری عہدیدار جو گذشتہ جنگ کے ایام میں مقامی افسران کو خوش کرکے فرضی خدمات کے صلہ میں یہ طرۂ امتیاز حاصل کر گئے ہیں، پولیس کا ظلم، پولیس کی رشوت ستانی مشہور ہے لیکن بنظرِ غور دیکھنے سے ثابت ہو جائیگا کہ پولیس کو رشوت دینے دلانے میں بھی انہی لوگوں کا ہاتھ ہے، اس کی تصدیق اور عینی مشاہدہ کے لئے آپ آنریری عدالتوں، آنریری سفید پوشوں اور جو پنچایتوں کی مجلسوں میں جائیے اور دیکھئے کہ یہ خدا کے بندے کس حوصلے اور جرأت، بلکہ دیدہ دلیری سے رشوت کا مال شیرِ مادر کی طرح حلال سمجھ کر ہضم کر رہے ہیں، محکوم طبقہ کے مفلس و قلاش افراد کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے اپنی حرص و آز کی آگ سرد کرنا یہ لوگ اپنا فرضِ انسانی سمجھتے ہیں، طمع و لالچ کے اس کاروبار میں انہیں اپنے ان افعال کے عواقب و نتائج پر غور کرنیکا موقع ہی نہیں ملتا، وہ نہیں جانتے کہ ہماری سیہ کاری راعی و رعایا کے خوشگوار تعلقات میں حقارت و منافرت کی وسیع خلیج حائل کر رہی ہے، حکومت کے انتظام اور عدل و انصاف پر ایک بدنما داغ لگا رہی ہے، جو ملک

اور اہل ملک کے لئے مہلک، ضرورت ہے کہ حکومت پنجاب اس ہنگامی چارہ کار پر فوری توجہ دے، اور سیل فنا کے اس ٹوٹتے ہوئے بند کے روکنے میں اپنا فرض محسوس کرے، ہم وقتاً فوقتاً ان لوگوں کے کارناموں پر روشنی ڈالتے رہیں گے، کیونکہ اس موضوع پر ذاتی مشاہدہ و تجربہ کے بعد قلم اٹھایا گیا ہے" امید ہے کہ دیگر اخبارات بھی انسداد و تنبیہات میں حصہ لیں گی،

حفظانِ صحت

اصولِ تیمارداری

تیمارداری یا بیمار کی نگہداشت اور خبرگیری ایک ایسا فن ہے جس کا جاننا ہر شخص کے لئے نہایت ضروری ہے اکثر تیماردار کی غفلت یا ناواقفیت کی وجہ سے مریض کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے بلکہ بعض اوقات مریض اسی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتا ہے لہذا اس کے متعلق ہر شخص کو کچھ نہ کچھ معلومات کا ہونا ضروری ہے امید ہے کہ ذیل کی عام ہدایات پر عمل کرنا مریض کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوگا۔

(۱) سب سے پہلی بات جس کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ مریض کی دوا اور غذا کا فکر ہے، مریض کو دوا اسی طبیب کی ہدایات کے بموجب دینا چاہئے جس کے وہ زیر علاج ہو، وقت کی نہایت سختی سے پابندی کرنا چاہئے اکثر لوگ دوران علاج میں خود اپنی طرف سے بھی کوئی دوا دیدیا کرتے ہیں اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے نہ صرف طبیب کی دوا کافی اثر نہیں کر سکتی۔ بلکہ بعض وقت سخت نقصان ہونیکا اندیشہ ہوتا ہے، اسی طرح غذا میں بھی نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، بغیر اس کے دوا اپنا پورا اثر نہیں کر سکتی، ممنوع اشیاء سے قطعی پرہیز کروانا چاہیئے،

(۲) دوسری ضروری بات مریض کے جسم و لباس کا صاف رکھنا ہے، جسم اور لباس کے میلا ہونے سے مریض کی طبیعت مکدر رہتی ہے، برخلاف اس کے اگر صفائی کا لحاظ رکھا جائیگا تو طبیعت بشاش رہیگی، اور اس طرح سے مرض کی شدت میں کمی رہیگی اور جلد آفاقہ ہوگا۔

(۳) جس مکان یا کمرہ میں مریض رہے اس میں روشنی اور تازہ ہوا آنیکا کافی انتظام ہونا چاہیئے، ہوا جاندار کی صحت اور زندگی کا بڑا ذریعہ ہے اور صحت میں جیسا کہ ہوا کو دخل ہے اسی طرح سے روشنی کو تعلق ہے، غرض روشنی اور صاف ہوا صحت کے جز اعظم ہیں ہم ہندوستانی تازہ و صاف ہوا کے فوائد سے بالکل ناآشنا ہیں اس لئے ہمارے مکانات میں ہوا کی آمد کا معقول انتظام نہیں ہوتا۔ یوں تو تازہ و صاف ہوا ہر شخص کے لئے ضروری ہے، مگر مریض کے حق میں اس کی ضرورت کی انتہا نہیں، پس اس امر کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مریض کے کمرہ میں ہوا اور روشنی کے آنیکا پورے طور پر انتظام ہو، اور کمرہ گندگی وغیرہ سے پاک و صاف اور ستھرا ہو،

(۴) مریض کے کمرہ میں حتی الامکان آدمیوں کا مجمع نہ رہنا چاہئے اور نہ اس کے اردگرد ہجوم رہے کیونکہ اس کی وجہ سے شور و غل ہوگا۔ اور شور و غل سے مریض کی طبیعت خراب ہوگی، مریض کے لئے سکون اور اطمینان کی حالت نہایت ضروری ہے کمرہ میں صرف وہ لوگ رہیں جنکی موجودگی لابدی ہو،

(۵) مریض کے روبرو مایوسانہ کلمات ہرگز نہ استعمال کریں اس سے اس کے دل کو صدمہ اور مرض میں زیادتی ہوگی۔ ناواقف لوگ اکثر جب کبھی کسی مریض کی بیمار پرسی کو جاتے ہیں تو اس کے سامنے اس کے مرض کی ترقی اور صحت سے مایوسی وغیرہ کا ذکر شروع کر دیتے ہیں اس سے قطعی طور پر احتراز لازم ہے،

(از الحکیم،

رقمزدہ حکیم غلام محی الدین صاحب کی

از لسبین

کوشش اک خوب سا لے آتا ہوں نیلامی سی
اور بنا لیتا ہوں تیلوں بھی "پاجامی" سے

کچھ کہیں لوگ مجھے شوق ہے بابو ہی بنوں
کون کا ڈر ہے جو گھبراتا ہے بدنامی سے

تم کو روتا ہے شب و روز تمہارا قرآن

تھا کبھی دیدۂ مسلم کا جو تارا قرآن　　چارۂ نسیاں میں وہی ہمنے اتارا قرآن
ایک آیت پہ نہیں ایک کا بھی ٹھیک عمل　　منہ سے کہتی ہے سبھی قوم ہمارا قرآن
اے فلک کون تھے وہ لوگ جو یہ کہتے تھے　　دل سے محبوب ہے ہمیں جان سے پیارا قرآن
ایک بات نہیں لگتی خدا کی حکمت　　کرکے بسم اللہ جو پڑھ جائیے سارا قرآن
جب سے قرآن نہیں دین بھی دنیا بھی نہیں　　اب تو لے ہاتھ میں اے یار! خدارا قرآن

کوئی مسلم جو ملے تجکو تو کہہ دینا رشید
تم کو روتا ہے شب و روز تمہارا قرآن

قوتِ فیصلہ کا کرشمہ

ایک جوان مالدار نے دو تین برس کے عرصہ میں اپنی کل جائداد عیاشی، اور فضول خرچی میں برباد کردی، اور بالکل محتاج ہوگیا۔ جب لٹے دوست بھلا ایسے وقت میں کب کام آتے میں غمخواری کے بدلے اس سے نفرت کرنے لگے، جب وہ نہایت ہی محتاج ہوگیا تو اپنی آئندہ کی ذلت اور مصیبت کو خیال کرکے اس نے جان دینے کا ارادہ کیا اور دل میں ٹھان لیا کہ پہاڑ پر سے اپنے کو گرادے، غرض خودکشی کا مصمم ارادہ کرکے وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گیا، وہاں سے وہ کل بستیاں جو ایک دن خاص اسی کی تھیں نظر آنے لگیں، ان کو دیکھ کر وہ دریائے تحیر میں ڈوب گیا اور گھنٹوں کے بعد قوت فیصلہ نے سہارا دیا، ہمت اور استقلال نے جو بازو پکڑے، تو ساحل مقصود نظر آنے لگا، خوشی کے مارے اچھل پڑا، اور کہنے لگا کہ میں پھر اپنی کل جائداد کا مالک ہونگا، یہ کہکر نیچے اتر آیا اور چند مزدوروں کو کوئلہ اٹھاتے دیکھکر فوراً خود بھی انکا شریک ہوگیا، جو کچھ مزدوری ملی، اس میں سے تھوڑا تو خرچ کیا! اور باقی رکھ چھوڑا۔ اسی طرح سے برابر محنت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں اتنی حیثیت ہوگئی، کہ اس نے ایک چھوٹی سی تجارت شروع کردی، اور بڑی کفایت شعاری اور محنت سے برابر سوداگری کرتا رہا۔ تھوڑے عرصہ میں بہت بڑا مالدار ہوگیا۔ اس نے اپنی کل جائداد پھر خریدا اور ۶ لاکھ روپے نقد چھوڑ کر مرگیا۔

بے شک اس شخص میں فیصلہ کرنے والی قوت تھی، اپنی باتوں کو وہ پہاڑ پر سوچ رہا تھا اور وہ بے فیصلہ کئے وہاں سے نہ ٹلا، اور اترا تو ہمت اور استقلال دو رفیقوں کو ساتھ لیکر نیچے اترا، اور جو کچھ وہاں سوچا وہی کر گیا

آج کے کام کو جو کل پہ اٹھا رکھتا ہے　　کارِ مقصد کی وہ پانی میں بنا رکھتا ہے
کسی تحمید کا یہ شوق ہے جو صحرا میں　　ایک پاؤں کو درختوں کو کھڑا رکھتا ہے

بادۂ اشک سے دیکھ چشم کے ساغر لبریز
نخلِ ہستی کو ہی آب ہرا رکھتا ہے

کوئی اُصول سیکھو

کیونکہ

آج کل دن بہت بُرے ہیں

یہ ماجرا کیا ہے ؟ عجیب لطیفہ ہے کہ دس قدم پورب کو دوڑتا ہے تو بیس قدم پچھم کو نکل جاتا ہے ، لو پھر مڑا ، اب مشرق کی طرف منہ ہے اور بے تحاشا بھاگا چلا جاتا ہے ، بہت دور نکل گیا ۔ بھاگتا بھاگتا جوہڑ کے کنارے تک جا پہنچا ، ذرا دیکھو کس لہر بہر میں پانی کا طواف کر رہا ہے یہ لو پانی میں چھلانگ پڑا ، کپڑے سڑا ور کر لیئے اسی سے لت پت ہو گیا اُف ، اُف ، اب تو غوطے کھا رہا ہے ، دوڑو ، دوڑو ، کہیں ڈوب ہی نہ مرے ، میاں تسلی رکھو ، یہ مسخرا ڈوبنے والی جنس نہیں ، لیجئے مبارک ہو جوہڑ بھینس تھی اس کی دم پکڑ بیٹھا ہے ، اب بچ رہیگا نہیں نہیں دم نہیں ، یہ تو بھینس کے ساتھ ہی چمٹا جا رہا ہے ، یہ لو واہ وا ، بھینس ڈری اور بھاگی ، جوہڑ سے نکل آئی ، عجیب ہی تماشا ہے فرش پر گھسٹتا چلا جا رہا ہے لیکن دم نہیں چھوڑتا ۔ کوئی دیوانہ ہے خیال کرو ضرور مرجائیگا ،

رشید ! ایک دیوانے کی حالت پر کیا روتے ہو یہ تو دنیا ہی دیوانوں کی ہے ، ایک ایک کے سر پر کھڑے ہو کر بیٹھو ، ایک ایک کی جان کا ماتم کرو ، سینہ کوٹو ، بال نوچو ، چیخو اور چلاؤ ، وہی ایک شخص تو دس قدم پورب کو اور دس قدم پچھم کو نہیں دوڑتا بلکہ سبھوں کا یہی حال ہے ، ہم اوروں پر تمسخر اڑانے کے لئے تو جھٹ مل بیٹھتے ہیں ۔ لیکن یہ خبر ہی نہیں کہ ہماری زندگی خود تالیاں بجوانے کے قابل ہے ، کتنے ہیں جو صراط مستقیم سے جدا نہیں ہوتے اور منہاج قدیم پر ثابت دم اور مستقل قدم ہیں ، کتنے ہیں جن کے ایمان میں استقلال ، ارادے میں استقامت اور عزم میں استحکام ہے ، کتنے ہیں جو قول کے سچے وعدے کے پورے اور زبان کے پابند ہیں ، کتنے ہیں جو دل کے سچے ، نیت کے کھرے اور باطن کے خالص ہیں ، اگر کوئی ایک بھی خود غرضی کی آلودگی ، فریب کاری کی کثافت ، شیطنت کی لاگ اور بے اصولی کی لگاوٹ سے معرا نہیں تو پھر کسی ایک کی حالت پر کیا رونا ، صفِ ماتم بچھاؤ اور دنیا بھر کے اخلاص و وفا کا ماتم کرو ، ؎

گردشِ افلاک کی ناسازگاریاں ہائے ہائے　　تنگنائے دہر کی ناپائیداری ہائے ہائے
غم گساری ہائے ہائے دوستداری ہائے ہائے　　درد سے کم نہیں رنگِ بہارِ زندگی
اللہ کی دنیا سے راہ و رسمِ یاری اُٹھ گئی　　خاک میں ناموس پیمانِ محبت مل گئے

جہاں زندگی کا سائیکل راہ راست کی صورت تک سے ناآشنا ہو وہاں منزل مقصود کی دال کب گلتی ہے ، دنیا کیا ہے ؟ بے اصولی کی ٹھوکریں زندگی کسے کہتے ہیں ؟ خاک اور دھول اڑانے کو ، عمر کی تعریف کیا ہے ؟ پیدا ہونا ، اچھلنا ، کودنا ، اور پھر مر جانا ، اگر کوئی یہ کہے کہ یہ سب باتیں بے وقوفی اور جہالت کے شعبدے ہیں ، میں کبھی تسلیم نہ کرونگا ۔ دنیا میں ہرگز ہرگز عقل و دانش کی کمی نہیں ، غور و فکر کی گرانی نہیں ، انسان سمجھتا ہے اور پھر غفلت کرتا ہے آزمائش اس امر کی یہ ہے ۔ کہ کسی شخص کو "بدتہذیب اور بے اصول" کہہ دیکھو دھول دھپہ ہونے لگ جائے گا ۔ ہاتھا پائی شروع ہو پڑیگی ، اس سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہر انسان بے اصولی اور بدتہذیبی کی قباحت سمجھتا ہے ،

اے میرے مخاطب ! ع

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

تیرے اعمال و افعال اور تیری غیرت و حمیت سے یہ امر خوب واضح ہوتا ہے کہ تو بے اصولی اور بدتہذیبی کو بدترین گالی خیال کرتا ہے اور پھر یہ بات بھی بالکل صاف ہے اور تو تسلیم کرتا ہے کہ تہذیب و اصول اور ان کی پابندی انسان کو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی ، جب تک اس کی زندگی کے لئے کوئی خاص منزل مقصود مقرر نہ ہو ، اور اس کے قدموں کے نیچے ایک خاص سیدھی سڑک نظر نہ آئے ، کیونکہ منزل مقصود اور صراط مستقیم کے بغیر سفر ہمیشہ بے قاعدہ ہوتا ہے ، تو اب سوال یہ ہے کہ سالہا سال کی زندگی کے بعد تجھے سچی غور کے کتنے لمحے نصیب ہوئے ہیں ، جنہیں تو نے معاملاتِ حیات و ممات پر غور و خوض کرتے ہوئے نہایت احتیاط اور عقل مندی کیساتھ زندگی کی قسمت کا ایک طرفہ فیصلہ کر دیا ہو اور اگر تجھے کوئی ایسا لمحہ یاد نہیں جسمیں تیری دوربینی اور معاملہ فہمی مقدمات حیات کا فیصلہ کرنے بیٹھی ہو

متبرک انگوٹھی

چاندی کی نہایت ہی خوشنما ولغریب اور منقش انگوٹھی کے چھوٹے سے ہشت پہلو خوشنما سرخ یا سبز یا آسمانی نگینہ پر جو بیچ صنعت سے خوشنما سنہری بیل کے درمیان پختہ سنہری سفید خوشنما حرفوں میں تمام صورت قل ھو اللہ شریف الیسی خوشنما اور صاف کندہ ہے کہ دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے فی انگوٹھی ۲ روپے اگر سورہ قل ہو اللہ کے نیچے اپنا نام بھی خوشنما سنہری سفید ہی حروف میں کندہ کرانا ہو تو فی انگوٹھی ۲ اسی قسم کا کلمہ طیبہ، نصر من اللہ و فتح قریب، اللہ اکبر، سبحان اللہ، ماشاءاللہ، حسبی اللہ و نعم الوکیل، الیس اللہ بکاف عبدہ، سلام قولا من رب الرحیم، کندہ شدہ نگینہ والی انگوٹھیوں میں سے ہر ایک کی قیمت ۲ اور معہ نام خریدار ۲/۸ ٹکٹ بھیجکر ایک نگینہ نمونہ منگالیں بیاہ کا حوالہ ضرور دیں، وعدہ، اگر انگوٹھیاں اشتہار کے خلاف ہوں تو واپس کرکے معہ محصول اپنی قیمت منگالیں۔

مینجر کارخانہ متبرک انگوٹھی گوجراں سٹریٹ پانی پت کرنال

ہندوستان بھر کا واحد تعلیمی ہفتہ وار اخبار

اخبار تعلیم لاہور

یہ بات مسلمہ ہے کہ کسی ملک کی زندگی اور موت کا انحصار محض اس کی تعلیم پر ہوتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ملک کی تعلیمی حالت نہایت ہی گری ہوئی ہے چنانچہ تعلیم سے بے اعتنائی کا یہ ایک ثبوت ہے کہ ملک بھر میں اخبار ہذا کے اجراء سے پہلے کوئی بھی خالص تعلیمی اخبار نہ تھا لیکن یہ اخبار تعلیمی معاملات کے دو ماہرین کامل کی ایڈیٹری میں ۱۵۔اپریل سنہ ۲۲ سے محض تعلیمی معاملات پر بحث اور رائے زنی کرنے اشاعت تعلیم کی تجاویز پیش کرنے سررشتہ تعلیم کے جملہ اہلکاران اور بالخصوص کم مشاہرہ مدرسین کی زبردست وکالت و ترجمانی کرنے اور ہر قسم کے علمی عملی اور اخلاقی مضامین اور تازہ معلومات اور خبروں کے شائع کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے، جسے سرکاری اور غیر سرکاری طور پر کثرت سے سکولوں میں بہم پہنچایا گیا ہے۔ ہر مدرس، ہر طالب علم اور ہر ہی خواہ ملک و قوم کو اس کا خریدار بنکر مستفید ہونے کے علاوہ اپنے ملک و قوم کو بام عروج پر پہنچانا چاہیئے لکھائی چھپائی کاغذ دیدہ زیب، قیمت سالانہ صرف للعہ ششماہی ۱۲ مقرر ہے نمونہ مفت،

مینجر اخبار تعلیم انارکلی لاہور،

اخبار مسلم راجپوت امرتسر

مسلم راجپوتوں میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے اور ان کی اقتصادی و معاشرتی حالت کو بہتر بنانے ان کے حقوق و مفاد کی نگہداشت کرنے کے لئے انجمن اتحاد مسلم راجپوتاں کی سرپرستی میں ہفتہ وار نہایت عمدہ لکھائی و چھپائی کے ساتھ نفیس کاغذ پر امرتسر سے شائع ہوتا ہے، راجپوت بھائیوں کا فرض ہے کہ وہ خود اس کو خریدیں اور اپنے دیگر احباب کو بھی اس کا خریدار بناکر اپنے بھائیوں کی اصلاح و فلاح میں کوشاں ہوں اس مسلم راجپوت کے مضامین کا مطالعہ نہ صرف مسلم راجپوتاں کے لئے بلکہ عام مسلمانان کے لئے مفید اور ضروری ہے، قیمت سالانہ للعہ ششماہی ۱۲ غیر ممالک سے للعہ، نمونہ کا پرچہ مفت، جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری انجمن اتحاد مسلم راجپوتان پنجاب امرتسر ہو،

شرح اجرت اشتہارات رسالہ القریش

مقدار صفحہ	سالانہ	ششماہی	فی اشاعت فی صفحہ	شرائط یکمشت
پورا صفحہ (۲ کالم)	[illegible] روپیہ	[illegible] روپے	[illegible] روپیہ صفحہ	بذریعہ خط و
نصف	[illegible] "	[illegible] "	[illegible] "	کتابت طے ہو
¼	[illegible] "	[illegible] "	اجرت تقسیم ضمیمہ [illegible] سیکڑہ	سکتی ہیں،

نوٹ، اس میں رعایت کی گنجائش نہیں، اشتہارات مخرب اخلاق خلاف قانون نہ لئے جائیں گے،

مینجر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۷۴

روز بازار الیکٹرک پریس امرتسر میں شیخ عبد الکریم پرنٹر کے اہتمام

سے

قریشی محمد علی رونق پبلشر کے لئے چھپکر شائع ہوا۔

جون سنہ ۱۹۲۳ء　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　جلد ۹ نمبر ۶

القریش
امرتسر

مسلمان

لشکرِ دردِ و محبت کا سپہ دار بھی تو، خلعتِ فضل و عنائت کا سزاوار بھی تو
دل بھی تو آنکھ بھی تو ابروی خمدار بھی تو، سینۂ عشق بھی تو حسن کا رخسار بھی تو،
اک ترے نام سے عشاق میں دم باقی ہے
تو ہو معدوم تو راحت ہے نہ غم باقی ہے

جوش و ہنگامہ سے خالی ہے وہ طوفاں کیسا؟ شاخِ گل جس میں نہیں ہے وہ گلستاں کیسا؟
قیس دیکھا ہو نہ جس نے وہ بیاباں کیسا؟ جو گرفتار ہوس ہو وہ مسلماں کیسا؟
اصل اسلام تری نفس کا مرجانا ہے،
تیغ توحید کا پہلو سے گزر جانا ہے

ای مسلمان! تو غافل ہی مسلماں ہو کر، یہ چمن تو نے اجاڑا ہی بہت کچھ سو کر
مانگ اللہ سے رحمت کا اثاثہ رو کر!! پاک کر دی دل پہ داغ کی چادر دھو کر
پھر ترے نام سے گلشن میں بہار آئیگی
پھر تری کام سے پھل خلقِ خدا کھائیگی

محمد شریف گورہ قیمو

تاریخ اسلام کا ایک انقلاب آفرین واقعہ

اسلام کے بکھرے ہوئے اجزا کیونکر فراہم ہوئے

سلطان سلیم نے ۱۵۱۲ء میں جب عثمانی تخت پر قدم رکھا تو دنیائے اسلام انتشار اور پراگندگی کی حالت میں تھی اس نے دائیں بائیں آگے پیچھے جدھر نگاہ اٹھائی اسلام کی سیاسی قوت پارہ پارہ نظر آئی اس نے سمجھا کہ جب تک اسلام کے اصلی عناصر عراق و شام و مصر و عرب ایک مرکز پر جمع نہ ہو جائیں گے اور دائرہ اسلام خلافت کے ایک متحد نقطہ پر مضبوط نہ ہو جائیں گے، اسلام کے یہ بکھرے ہوئے اجزا فراہم نہیں ہو سکتے اور نہ ان میں دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کی طاقت آئیگی، یہ عقیدہ تھا جس نے سلطان سلیم کو دنیائے اسلام کو اپنے ہلالی علم کے نیچے جس سے زیادہ مضبوط طاقت ور اور وسیع کوئی دوسرا اسلامی علم روئے زمین پر موجود نہ تھا لانے پر مجبور کیا خلافت اور سلطنت کی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتوں میں تقسیم نے خلافت کے اقتدار ہیبت و سطوت کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ یہ دونو شخصیتیں ایک ہستی میں مدغم کر دیجائیں اور اس کے لئے خود سلطان کی ذات سے زیادہ موزون کوئی دوسری ہستی اس پردۂ امکان میں موجود نہ تھی،

تجویز کا یہ نقشہ تھا جس پر سلطان سلیم نے عمل کرنیکا عزم کیا اور اس کا یہ خواب ۹۲۳ھ میں پورا ہو گیا۔ جب عراق و شام و مصر سب اس کے جھنڈے کے نیچے بغیر کسی بڑی لڑائی کے جمع ہو گیا۔ تمام عرب خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر اس علم کے نیچے آکر کھڑا ہو گیا اور ہر جگہ جامعوں اور مسجدوں کے ممبروں پر سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اور اب پھر دنیا کو اسلام کے قالب بیجان میں زندگی کی ہمہ گیر طاقت کی روح نظر آنے لگی اور اب اسلام کے قوائے ذاتی میں وہ قوت پیدا ہوئی جس سے دور کے پٹھوں اور رگوں میں جنبش پیدا ہونے لگی،

انگریزی زبان میں اس وقت "سوفنن کی تاریخ عالم" سے بڑھ کر کوئی جامع اور معتبر تاریخی شہادت نہیں اس کتاب کے مصنفین اس موقع پر لکھتے ہیں،

"سلیم اب اس وقت فی الواقع مقامات مقدسہ کا محافظ" ہو گیا اس نے قاہرہ میں ایک بیچارہ بیوقوف شخص کا پتہ پایا جو مستنصر باللہ کے نام سے پکارا جاتا تھا جس کا وصف امتیازی صرف یہ تھا کہ عباسی خلفا کی دوسری شاخ کا اٹھارواں خلیفہ تھا۔ سلیم نے اس پر ہاتھ ڈالا اور اس کو اس وقت تک آزادی نہ دی جب تک اس نے خلافت کے تمام حقوق سے دست برداری نہ لکھدی اس کے معاوضہ میں سلیم نے اس کو کچھ زر نقد اور ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا۔ سلیم نے تب اپنے القاب میں اس لقب (خلافت) کا بھی اضافہ کر لیا۔ مگر اب خلیفہ ایک بڈھا مسکین شیخ نہیں رہا تھا بلکہ اب وہ ایک بہت بڑی طاقتور فوج کا مالک تھا۔ جو اسلام نے اپنے قبضہ میں کبھی رکھی تھی، اس دن سے اسلام اپنا ایک امیر رکھتا ہے جس کے اقتدار کے ماتحت تمام سیاسی اور مذہبی امور ہیں،

دنیا کا یہ عظیم الشان انقلاب کیونکر ظہور پذیر ہوا یعنی یہ کاروبار خلافت خاندان عثمانی میں کیونکر منتقل ہوا اور سلطان سلیم نے حرمین کی خدمت گذاری کا شرف کیونکر حاصل کیا۔ میں اپنی قلم سے اس کے متعلق کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ علمائے مکہ و شیوخ حرمین نے اپنی تصنیفات میں اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے صرف اس کے ترجمہ کا حق ادا کرتا ہوں شیخ دحلان مکی مفتی شافعیہ اپنی تاریخ فتوحات اسلامیہ میں لکھتے ہیں،

۹۲۲ء میں سلطان سلیم نے سلطان غوری فرمانروائے مصر و شام کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو شاہ ایران کے ساتھ ساز باز رکھتا تھا اور جس نے ایرانیوں سے جنگ کے موقع پر سلطانی لشکر میں رسد لے جانے کی ممانعت کر دی تھی۔ ایک معمولی جنگ کے بعد سلطان کامیاب ہوا۔ اور غوری میدان جنگ میں مارا گیا۔ سلطان شہر حلب میں داخل ہو گیا۔ حلب کے باشندوں نے مع علما اور صلحا کے سروں پر قرآن رکھکر سلطان کا استقبال کیا۔ فتح کی تہنیت پیش کی اور رفق و مدارکی درخواست کی، سلطان نے مہربانی کا سلوک کیا اور شہر

میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ خطیب پہلے سلاطین مصر کے القاب میں خادم الحرمین الشریفین کے الفاظ پڑھا کرتے تھے، جب حلب کی جامع مسجد میں خطیب خطبہ دینے کیلئے کھڑا ہوا تو سلطان سلیم کے نام کے ساتھ بھی اس نے خادم الحرمین الشریفین کا لقب پڑھا۔ سلطان اس سے بے حد مسرور ہوا اور اسے یقین ہو گیا۔ کہ آخری فتح اس کو نصیب ہوگی۔ اور حرمین الشریفین کی خدمت کا فخر اسکو حاصل ہوگا۔ اس خوشی میں خطیب کو وہ حلہ عطا کیا جو خود سلطان زیب بر کئے ہوئے تھا اس کی قیمت ۵۰ ہزار اشرفی تھی۔ اس کے بعد سلطان شام کیجانب روانہ ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے دھوم دھام کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اور وہ بھی ان سے مہربانی کے ساتھ پیش آیا۔ یہاں تین مہینے سلطان نے قیام کیا اس درمیان میں جامع مسجد میں گیا اور امام نے ان کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہاں سے بیت المقدس ہوکر مصر کا ارادہ کیا اور ۲۳ المحرم ۹۲۳ھ کو مصر پہنچا۔ یہاں غوری کے بعد سلطان اشرف کو مملوکوں نے نیا بادشاہ بنایا تھا۔

تاریخ کی دوسری کتابوں میں ہے کہ سلطان نے پہلے اشرف کو صلح کا پیغام بھیجا اور صرف یہ شرط کی کہ وہ سلطان کی اطاعت منظور کرلے۔ اس نے یہ شرط قبول کرلی تھی کہ مملوکوں نے اس کو مار ڈالا اور اب ایسی طوائف الملوکی پیدا ہوگئی کہ نہ جنگ کا سامان ہوسکا اور نہ صلح کے شرائط قبول ہوسکے۔ ناچار سلطان نے مصر پر براہ راست قبضہ کرلیا۔ بعد ازاں حرمین کی خدمت سلطان نے اپنے ذمہ لی،

یہ پہلا دن تھا کہ سلطان سلیم نے عباسی خلافت ورثہ میں لی اور دنیا کا اتنا بڑا انقلاب اس صلح و آشتی اور رضامندی و قبول عام پایا اور اسلام کے سب سے بڑے دینی مجمع یعنی موسم حج میں جہاں دنیا کی مسلمان قومیں جمع تھیں اس کا اعلان ہوا اس کے بعد یہ واقعات سننے کے لائق ہیں کہ اس اطاعت و بیعت کے بعد سلطان سلیم نے تین برس کی قلیل مدت میں حرمین کی خدمت گذاری کے کیا فرائض انجام دئے،

امیر مصلح جو محمل و فرمان شاہی اور خلعت لیکر آئے تھے سلطان کے حکم سے وہ حج کے بعد بھی مکہ معظمہ میں مقیم رہے اور بہت سے نیک کام انجام دئے جس کا ثواب سلطان کو پہنچا منجملہ ان کے ایک یہ کہ سلاطین مصر کیطرف سے شرفائے مکہ کو کچھ وظیفہ ملتا تھا۔ اس پر ۵۰۰ دینار (اشرفی) زیادہ کیا گیا اور ایک دفتر قائم کیا اور اس میں ان لوگوں کے نام لکھے جو حرم محترم کے مجاور تھے، ان میں سے ہر ایک کا سو دینار وظیفہ مقرر کیا۔ جو مصر کے خزانہ سے ادا کیا جاتا تھا۔ اور تیس آدمیوں کی جماعت مقرر کیگئی۔ جو روزانہ قرآن پاک کا ایک ختم پڑھتے تھے، ان میں سے ہر ایک کی بارہ دینار تنخواہ مقرر کی، سلاطین مصر ہر سال فاقہ زدہ بدوؤں اور مکہ کے غریبوں کے لئے غلہ بھیجا کرتے تھے، اس کو ذخیرہ کہتے ہیں، سلطان نے اس رسم کو بھی قائم رکھا اور یہ قرار دیا کہ سات ہزار اردب (ایک بڑا پیمانہ شاید کم وبیش من) غلہ حرمین بھیجا جائے پانچ ہزار مکہ معظمہ اور دو ہزار مدینہ منورہ اور تمام علماء مشائخ اور مفتیوں کے سامنے سلطان کے حکم سے شریف کے صوابدید کے مطابق تقسیم کیا گیا۔ سب کی رائے سے کچھ غلہ بچا لیا گیا جس سے جدہ سے مکہ تک لانے کا خرچ ادا کیا گیا اور ہر محلہ کے تمام گھرانے تاجروں بازاریوں اور لشکریوں کے سوا ہر گھر کے عورت مرد بچے خادم سب کے نام لکھے گئے، اس طرح کل بارہ ہزار آدمیوں کے نام لکھے گئے، اور ہر ایک کو ۱۴۴ پیالہ غلہ دیا گیا۔ جو غلہ فروخت ہوا تھا۔ اس کے نفع سے ایک ایک دینار بھی دیا گیا، اور چاروں مذاہب کے مفتیوں میں سے ہر ایک کو تین تین اردب غلہ دیا گیا۔ اور بعض خاندانوں کے مرتبہ کے مطابق انکو کچھ زیادہ دیا گیا شیخ قطبی (مکہ کے ایک مشہور عالم اور معاصر مورخ) کا بیان ہے کہ سلطانی عطیہ و بخشش کی یہ سب سے پہلی قسط تھی (معارف)

اک بے بسی کا عالم دنیا پہ چھا رہا ہے — وہ ظلم کا جو بادل اُمڈا کے آرہا ہے
اسلام ہے بھنور میں ہاں ناخدا کی کشتی — کیا اب بھی بے نیازی اپنی دکھا رہا ہے
ای رحمت دو عالم حق یہ مدد یہی ہے — اسلام مسلموں کے ہاتھوں سے جا رہا ہے

اب تو بلا لو در پہ تاباں کو کہیں سرور
فرقت کا درد اس کو بے حد ستا رہا ہے

تاباں میرٹھی (الہلال)

خود غرضی

صبح صادق سے غرض ہے نہ مجھے شام سے کام — کچھ نہ آغاز سے مقصود نہ انجام سے کام
جب سے میں پیدا ہوا حرف یہی رٹتا رہا — اپنے مطلب سے ہے مطلب مجھے آرام سے کام

رشید

ایک غلط فہمی

"آوان" و "کوکھر" قریشی نہیں

صحیفۂ القریش جلد ۹ نمبرہ کے صفحہ دوم پر ایک مضمون فرقہ "آوان" کے قریشی و عدم قریشی ہونیکی نسبت استفسار درج ہوا ہے اور روئے سخن براہ پاسخ نگاری راقم کیطرف بالاختصاص ہے بدیں وجہ بقدر اپنی معلومات اور تحقیقات کے بلا خیال توافق و تخالف شخصی جواب تحریر کیا جاتا ہے،

مضمون مذکور کے آغاز میں جو اخبار مسلم راجپوت کا ماحصل ہے، بیان کیا گیا ہے کہ قدیم الایام میں (جس کا خاص زمانہ نہیں بتایا گیا) ایک قطب شاہ نام حضرت علی کی نسل غیر فاطمی سے بغداد میں رہتا تھا۔ جس کے دو اخلاف عبداللہ عون اور ناصر ہیں سے اول الذکر کی نسل میں آوان ہیں، اور وہ ہرگز راجپوت نہیں ایک شریف قوم ہیں، وغیرہ وغیرہ

اس لفظ قطب شاہ پر غور کیا جائے کہ ازمنہ سابقہ کے بزرگ یا مدولیشوں کے نام پر لفظ شاہ ہی کا استعمال ہرگز نہ ہوتا تھا۔ شیخ عبدالقادر گیلانی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ احمد مجدد الف ثانی، شیخ فریدالدین وغیرہ حضرات ہاشمی و قریشی الاصل ہونے پر بھی لفظ شاہ سے مخاطب نہیں کئے۔ بلکہ لفظ شیخ کے ساتھ مشہور ہیں۔ لفظ شاہ کا استعمال درویشوں کے نام پر پچھلے زمانہ میں ملک ہند میں کیا گیا ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے نام پر مستعمل ہے، نامی گرامی اولیائی متاخرین میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کا شمار ہے۔ جو تین سو سال قبل جہانگیر بادشاہ کے عہد میں گذرے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ اس وقت تک لفظ شاہ کسی مذہبی درویش کے نام پر مروج نہ ہوا تھا، جیسی کہ اب معمول ہو گیا ہے،

دوسرا امر عبداللہ عون (بخلاف خیال مسلم راجپوت) کسی ایک شخص کا نام قدیم الایام یا متوسط العہد اعراب میں نہیں پایا جاتا۔ اس تنطنہ غلط کی بنیاد یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی کے برادر کلاں حضرت جعفر طیار کے تین اخلاف بنام عبداللہ اور محمد اور عون زینب الکبریٰ بنت فاطمہ کے بطن سے تھے، پچھلے ناواقفی اور تعلیات کے زمانہ میں دو نام عبداللہ اور عون کو ایک نام بنا لیا اور اس کو حضرت علی کی غیر فاطمی اولاد قرار دیکر آوان کو عون کی نسل بنا لیا، لطف یہ ہے کہ حضرت علی کے متعدد اخلاف میں سے کسی کا نام عون نہ تھا اور جعفر کے جس فرزند کا نام عون تھا اس کی نسبت کتاب المعارف ابن قتیبہ میں درج ہے قتل فی ششتر ولا عقب لہ مقام ششتر میں مارا گیا اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے، پس عبداللہ عون کی حقیقت ناظرین پر منکشف ہو گئی، اور اسکی بے اولادی کا حال بھی واضح ہو گیا۔ بطور دیگر غور فرمانا چاہئے کہ عون کی فرضی نسل کا نام عونی ہونا چاہیئے نہ کہ اعوان بصورت جمع، اور وہ بھی الف کے ساتھ، بہیئت آوان جس کے معنی عربی زبان میں وقت اور زمانہ کے ہیں اس طرح عون اور آوان میں کوئی لفظی اور معنوی تعلق بھی قائم نہیں رہتا۔

بالیقین فرقہ آوان کی اصلیت عرب سے نہیں پائی جاتی۔ البتہ ہندی یا خراسانی راجپوتوں میں سے مثل بلوچ، بھالی اور قائم خانی وغیرہ کے ممکن ہے، کیا راجپوت بمقابلہ افغان اکثر قدیم راجپوتوں کی نسل سے ہیں جو تسلط اعراب کے وقت مشرف بہ اسلام ہو گئی، اور مغل تو مسلم طور پر اہل چین کے ہم نسل اور برادر ہیں، جو صرف ۷ سو قبل مسلمان ہوئے ہیں چنگیز اور ہلاکو قطعی کافر اور گروہ اسلام کے دشمن تھے، اسلام قبول کرنے پر بھی مدت تک وہ دول اسلام کو ضرر پہنچاتے رہے۔ خوارزم شاہ نامی کی بربادی انہیں کے ہاتھ سے ہوئی۔ تیمور نے بھی تنہا سلطنت ہند کو ہی غارت نہیں کیا بلکہ ایلدرم بایزید سلطان روم پر اس وقت چڑھائی کر دی جبکہ وہ سلطنت آسٹریا کے دارالریاست کو محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ تیمور کے بے ہنگام حملے سے آسٹریا کو نفع عظیم اور مسلمانوں کو صدمہ عظیم پہنچا۔ اکبر بادشاہ نے باوجود مسلمان ہونے کے اپنی مادر مکرمہ کے انتقال پر بہ تتبع تورہ چنگیز خانی ریش و بروت کا صفایا باظہار رنج کیا۔ اس سے مانا گیا ہے کہ راجپوت و مغول کے رسوم تعزیت یکساں نہیں، دیکھو اکبرنامہ اور تاڈ راجستھان،

"کھوکھر" قطعی راجپوت مانے گئے ہیں اس سے یہ خیال بعض جگہ کہ لفظ گکھڑ بھی پیدا ہو گیا ہے،

چند ہزار سال قبل مہابھارت یعنی محاربۂ عظیم کے بعد جس میں سری کرشن اور اس کے برادر بلرام کے کارنامے مشہور ہیں اکثر راجپوت گزند پاکر ہندوستان سے خراسان جا بسے تھے، جن میں سے اکثر نے وقت تسلط اسلام ایمان لے آئے اور بعض مشرف ہوکر واپس ہندوستان میں آبسے، سری کرشن کی اولاد میں سے جو سرغنہ ہند میں وارد ہو کر جیسلمیر کے راجاؤں کا مورث اعلیٰ بنا، اس کا نام بھاٹی رکھدیا گیا کیونکہ راجپوتانہ کی زبان میں ہجرت کو بھاٹ کہتے ہیں۔ اسی بھاٹی نامی راجپوت کی اولاد راجپوتانہ میں بھاٹی اور پنجاب میں بھٹی کہلاتی ہے اور اکثر مسلمان بھی ہوگئی ہے اور جو افغانستان میں رہکر مسلمان ہو گئے، وہ قدیم افاغنہ میں مختلط ہوگئے ہیں۔ یہ ایک مطول قومی تحقیقات ہے جو اس وقت سے ۲۵ سال قبل بزمانۂ ملازمت ریاست ادھمکہ پور سینکڑوں تاریخی کتب مختلف الالسنہ و قدیم کتبات عربی فارسی و سنسکرت اور ہزاروں شاہی اور ریاستی دیرینہ کاغذات سے کیگئی ہے، ہماری مولفہ تاریخ تحفۂ راجستان میں یہ جمیع مطالب مع دیگر عجیب واقعات کے درج ہیں۔ اس تحقیقات سے تاریخ ہندوستان پر بڑا متغیرانہ اثر پڑا ہے۔ کیونکہ ایک صدی قبل کرنل ٹاڈ نے ایک مطول کتاب ٹاڈ راجستان تالیف کرکے براہِ تعصب اہل اسلام کے خلاف بہت سے غلط قیاس مضامین درج کئے ہیں اور اس کتاب سے دیگر مورخین فرنگ و ہند نے اکثر مضامین لیکر تاریخ ہند کو غلط مشتہر کیا ہے، ہم نے قدیم سنگی کتبات و کتب قدیم سے جمیع اغلاط ٹاڈ کی اصلاح کی ہے، جس کی تردید کوئی اہل فرنگ نہیں کر سکا اس آزادانہ محققانہ تحریر کے باعث سیزدہ سالہ ملازمت اس نامی ریاست کی ہم نے ترک کر دی تھی۔ بشرط حیات و وسعت زمانہ کسی وقت یہ مطالب بصورت کتاب مشتہر کئے جائیں گے،

فاتحان عجم و اہل ہند

فی زمانناخواہ مخواہ ہر ایک ہندی الاصل گردملنے حالانکہ ان کے قدیم اجداد کو مثل اہل عرب و عجم کے ملک وسط ایشیاء سے آیا ہوا مانا گیا ہے۔ اپنی نسل کا ماخذ بعض نامور ان عرب کو قرار دینے کی سعی لاحاصل کی ہے جس کے بجائے موقر ہونے کے اہل بصیرت کے نزدیک محقر شمار ہوتے ہیں، ہمارے خیال میں جس کی وجہ خاص یہ پائی جاتی ہے کہ وسیع اقبال فاتحان عرب نے جس ملک کو فتح کیا۔ بصورت اسلام لانے کے وہاں کے باشندگان کو بلا تامل حق مساوات عطا کیا، بمقولہ کل مومن اخوۃ عطائے مناصب و تعلق رشتہ و یگانگی میں کسی قسم کا امتیاز نہ رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت رسول اللہ و صحابہ کرام و نیز ماعقب حکمرانان عز اہل مروانیہ و عباسیہ کے عہد میں جسقدر ممالک مثل شام و مصر و افریقہ و ایران و توران، خراسان و بلوچستان و مکران تا بہ سندھ فتح ہوئے، وہاں کے کافہ انام بالعموم دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے، لیکن برخلاف اس کے باستثنائے سندھ و گجرات جہاں قربت کے باعث اہل ہنود کی کچھ اقوام پہنچ گئی ہیں دیگر شمالی و جنوبی اقطاع ہندوستان اہل عجم یعنی افاغنہ و مغول کے ہاتھوں فتح ہوئے اور ان حضرات نے اپنے خیالات نسل پرستی سے اہل ہند میں سے اعلیٰ درجہ کے کشتری برہمن و راجپوت اقوام کے ایمان لے آنے پر انکو اختلاطی حق مساوات یعنی شریف رشتہ داری سے ہمیشہ محروم رکھا۔ اکبر بادشاہ جیسا آزاد خیال شخص بھی راجاؤں کی بیٹیاں برضا مندی لے لینے کے سوا ان لوگوں کو دختر دہی کا روادار نہ ہوا۔ اگر راجاؤں اور مسلمان سرداروں میں رشتہ داریاں جاری ہو جاتیں۔ تو جمیع راجگان قدیم آج مسلمان نظر آتے اس نقص قوم پسندی نے دراصل ترقی اسلام مسدود کر دی،

شرقی افغانستان کے افاغنہ بیشتر راجپوت نسل سے ہیں، اور مغول قطعی اہل چین کے برادر وہم قوم ہیں۔ لیکن اُن سے عربی الاصل حضرات قریشی و ہاشمی رشتہ داری روا رکھتے ہیں اور اہل ہند کے نومسلم اقوام برہمن، راجپوت، کنبوہ، کلال، وغیرہ سے جن کے بزرگ وسط ایشیا کے باشندے تھے۔ بالکل رشتہ و ناطہ پسند نہیں کرتے، اس خیال تحقیر و تنفر سے خواہ مخواہ نومسلم اقوام ہند اپنی اصلیت بلحاظ نسب ثابت کرنے کے ساعی ہیں،

قومی ترقی و تنزل کے اسباب

بہ اعتقاد اسلام جمیع اقوام عالم حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک نے ذاتی افعال سے بلند و پست درجہ پایا ہی آدم کے دو اخلاف قابیل و ہابیل میں سے ایک نیک اور دوسرا شقی مانا گیا۔ حضرت نوح کا فرزند بوجہ کفر مردود بارگاہِ ایزدی ہوا حضرت ابراہیم کے پدر بوجہ بت تراشی مقبولیت خداوندی سے محروم رہے رسول اللہ کے عم خاص ابو طالب عدم قبولیت اسلام سے داخل جنت نہ ہونگے، قوم یہود یعنی بنی اسرائیل کی قلت تعداد و تنزل کا

خاص سبب یہ تہا۔ کہ وہ تمام دنیا سے خود کو افضل و برتر جانتے تھے اپنے مذہب اور اپنی قوم میں کسی غیر جنس کا داخلہ ممنوع جانتے تھے حتیٰ کہ ملک مصر سے ہجرت و خروج کے بعد ملک شام کو آتے ہوئے غیر قوم کی بہت سی عورتیں بنی اسرائیل نے خانہ انداز کرلی تہیں، اوران سے بہت سی اولاد بہی پیدا ہوگئی تہی۔ لیکن اس مخالطت کو بزرگان قوم نے قطعی ناجائز قرار دیا۔ اور تمام مدخولہ عورات اور انکی اولاد قبیلہ بنی اسرائیل سے خارج اور جدا کردی گئی۔

برخلاف اس کے حضرت اسمٰعیل ولد حضرت ابراہیم نے جو بنی اسرائیل کے جد امجد تھے۔ باجازت پدر بزرگوار ملک عرب میں سکونت اختیار کرکے وہیں کے موقر خاندان میں سے اپنی زوجہ کا انتخاب کیا۔ اسی باعث ان کی نسل کو عرب مستعربہ کہا گیا گویا اس طور پر خود حضرت اسمٰعیل وان کی اولاد یعنی قریش تا معنی لوگ اصلی باشندگان عرب نہیں ہیں ان کے جد قدیم مورث نے ملک شام سے عرب میں آکر اصل اقامت ڈالا تہا۔ پس دیگر اقوام ہند کا حاصل قدیم عرب بننے کے دلدادہ ہیں افعال حسنہ دنیا میں بہی وجہ افتخار و عاقبت میں بہی ذریعہ فلاح کار ہیں۔ عجیب تر یہ امر ہے کہ تحقیقات قومی پر کامل درک نہ ہونے سے ایسی بزرگان دین تک نسبنامے پہنچائے جاتے ہیں،

جو از روئے تحقیق لاعقب و مقطوع النسل ہیں، چنانچہ ہماری صوبہ میں ایک آسودہ گروہ بذریعہ علیٰ بن مصعب ابن الزبیر تک اپنا نسب جو نوجوان بلا اولاد جنگ میں قتل ہوا پہنچاتے ہیں۔ ملک پنجاب کی ایک حکمران ریاست والے حضرت حمزہ عم رسول مقبول ﷺ سے اپنی اصلیت کا پتہ بتلاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت حمزہ لاولد محاربہ احد میں شہید ہوئے،

علیٰ ہذالقیاس فرقہ آوان بہی اپنی نسل ایک شخص عبداللہ عون سے بتاتے ہیں جو جنگ میں بغیر اولاد قتل ہوئے۔ یہ خیالات لاطائل ہیں۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے ولا تزکوا انفسکم ان اللہ یزکی من یشاء، تم اپنی ذاتی پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرو، درحقیقت خدا جس کو چاہتا ہے پاکیزہ بناتا ہے۔ یعنے بمطابقت انسان کے اعمال حسنہ کے، ؏

گل از خار است و ابراہیم از آذر

محمد عبد السید (صاحب) فرحتی امروہوی، ۲-جون ۱۹۲۳ء

مجرّبات طاعون

طاعون کیلئے صرف یہ چٹکلہ کافی ہے، کہ مریض کو برگ مدار سبز کہلانا شروع وہ پتے مطعون بالکل شیریں معلوم ہونگے اور برابر کہاتا جائیگا۔ کہاتے کہاتے جس وقت اس کو کڑوا پن معلوم ہونے لگے فوراً بس کریں اور پہر نہ کہلائیں کہ وہ اچہا ہوگیا انشاءاللہ تعالےٰ اس وقت وہ طاعون سے ہرگز نہ مریگا۔

غدہ طاعون پر چونہ کو سات مرتبہ پانی میں بجہا کر پہر سات مرتبہ مغسول کریں۔ اس ترکیب کو پانی میں گہول دیں۔ جب وہ تہ نشین ہوجائے، تو اوپر سے پانی ہٹا کر دوسرا پانی ڈال دیں، کسی لکڑی سے گہنگول دیں پہر رہنے دیں کہ چونہ تہ نشین ہوجائے تو پہر اس پانی کو ہٹا دیں، دوسرا پانی ڈالیں ترکیب مطابقہ کیطرح سات مرتبہ کرکے چہٹانک ۳ تولہ ... وسفیدی بیضہ مرغ ایک عدد باہم مخلوط کرکے ضماد کریں، انشاءاللہ سوزش دفع ہوجائیگی،

حب طاعون، جدوار خطائی تولہ، فلفل سیاہ ۲ ماشہ صندل سفید ۶ ماشہ، کافور ۳ ماشہ سب کو پیس کر بقدر مونگ گولیاں بنادیں،

خیساندہ طاعون، گل نیلوفر ۷ ماشہ، آلو بخارا ۱۰ دانہ، گل سیوطی ۴ ماشہ، برادہ صندل سرخ ۷ ماشہ، عرق نیلوفر ۱۲ تولہ میں بہگودیں حب طاعون ۲ عدد ہمراہ خیساندہ ۵ تولہ کے صبح شام استعمال کریں،

محافظ طاعون، گل ارمنی تولہ کافور تولہ حب خطائی تولہ زہرمہرہ خطائی تولہ دانہ ناگلہ صغار تولہ، ست گلو تولہ شیر ۶ ماشہ روح کیوڑا پاؤ روح کیوڑہ میں کہرل کریں اور سایہ خشک کرکے بقدر دانہ نخود گولیاں بنائیں خوراک

سادات کرام اور رواج

معاصر "الراعی" "شریعت اور رواج" پر تبصرہ کرتا ہوا قانون رواج پنجاب کے حوالہ سے سادات کرام کے ان غیر شرعی رواجات کا ذکر کرتا ہے، جو فرمان قرآنی و احکام ربانی کے سراسر خلاف ہیں، معاصر موصوف لکھتا ہے کہ

سید رواج کے تابع ہیں اور کنجر شرع محمدی کے

یہ ایک جملہ ہے جو متشرع و متدین لوگوں کو ہی نہیں عام مدعیان اسلام کو بحر خجالت میں غرق کر دینے کے لئے طوفان نوح سے کم نہیں، اس سے قوم سید ہی کی نہیں بلکہ لفظ "سید" کی سخت توہین اور انکی پیشانی پر ایک سیاہ داغ ہے، مگر خود ساختہ نہیں، واقعات کو کون جھٹلا سکتا ہے۔ افسوس سادات کرام دنیاوی مال و منال کے سامنے متاع آخرت کو ہیچ سمجھ کر اسلاف کی پاک روحوں کو اپنے ناروا اور قابل نفرین افعال سے اس قدر صدمہ پہنچا رہے ہیں۔ کیا پیغمبر صلعم کے نواسے اقوام عالم کے سردار، حاملان عروۃ الوثقیٰ جو کبھی شارعان اسلام اور مبلغان توحید تھے، اس سے متاثر ہو کر اپنی اصلاح کیطرف متوجہ ہونگے؟

"الراعی" نے فیصلہ جات کا حوالہ دیا ہے، حسب ذیل ہیں،

سیدان ضلع ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ شرع محمدی کی، ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

سیدان ضلع ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ شرع محمدی کی اور بیوہ لیا صرف تا حیات لیتی ہے اور حقیقی چچا زاد برادر اور دختر کو خارج کرتا ہے، ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

بخاری شیعہ سیدان سادھوڑہ ضلع انبالہ بیوہ قانون شرع کے برخلاف اپنے خاوند کی سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے،

سیدان ضلع گورداسپور، امور منتقال جائداد اور وراثت میں جیلانی سیداں جو ۹ پشتوں میں بطور پیشہ زراعت کا کام کرتے ہیں شرع محمدی کی بلکہ رواج کی پیروی کرتے ہیں، ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

سیدان ضلع گورداسپور، رواج کی پیروی کرتے ہیں (۹۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

سیداں ضلع جالندھر، دختران اولاد کے پسر موجودگی میں کے نرینہ جدیوں کو خارج کرتے ہیں، ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

سیدان ضلع ہوشیارپور جو صاحبان زمین پشتوں تک زراعت کرتے رہے ہیں رواج کی پیروی کرتے ہیں، ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

سیدان ضلع انبالہ ایسے رواج کی پیروی کرتے ہیں جو زرعی رواج کے منطبق نہیں بیوہ سالم جائداد محدود اختیارات سے لیتی ہے ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

یہ ادعا فضول ہے کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ سیدوں میں تمام باتوں میں شرع محمدی حاوی ہوتی ہے لیکن یہ کہنا ویسا ہی ناممکن ہے کہ خاندان نے تمام باتوں میں رواج مقبول کر لیا ہے ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

آہ یہ حال ہے ان لوگوں کا جن کا یہ فرض تھا کہ وہ دین کے معاملہ میں زیادہ مضبوط ہوتے اور شرع محمدی کی سب سے زیادہ پیروی کرتے مگر افسوس خود سیدوں میں شرع محمدی کا اتباع موقوف ہو چلا ہے۔ اصحاب بصیرت کے لئے یہ واقعہ فی الواقعہ حیرت انگیز ہے، لطف یہ ہے کہ قانونی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کنجر بالعموم شرع محمدی کے پیرو ہیں، حالانکہ ان لوگوں سے ایسی توقع رکھنی بہت مشکل ہے لیکن واقعات کو کون جھٹلا سکتا ہے ہم ذیل میں چند قانونی حوالے شریف اور عالی خاندان لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے پیش کرتے ہیں، تاکہ عام شرفا اور عزت مند اصحاب میں شریعت حقہ کی پیروی و اتباع کا شوق دامنگیر ہو،

کنجر شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۸۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

(۱) کنجران لاہور شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۶۲ " ۱۹۱۳ء

(۲) کنجران دہلی شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۱۶۹ " ۱۸۸۹ء

(۳) کنجران دہلی شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۵۲ " ۱۹۱۳ء اجلاس کامل،

(۴) کنجر شرع محمدی کے تابع ہیں ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

(۵) کنجر شرع محمدی کے پابند ہیں، ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

دلِ بھر آیا قوم کیحالت پریشاں دیکھکر

دل بھر آیا قوم کیحالت پریشاں دیکھ کر روپڑے ہم اپنی بربادی کے ساماں دیکھکر
یاد آتی ہی خزاں میں عشرتِ ایّامِ گل، نالہ بلبل غیرہے رنگ گلستاں دیکھ کر
قوم کا گلزار ایسا تازہ و شاداب تہا پھیکا پڑجاتا تہا جسکو رنگِ بستاں دیکھکر
نارست ہمت کو تو ای راہ گیر حبّ قوم دستِ کوشش کو پُر از خارِ مغیلاں دیکھکر
ناخلف ہونے پہ اپنی اور بھی آتی ہی شرم ایک عالم کو بزرگوں کا ثنا خواں دیکھکر
بے تردّد پا کے کشتِ آرزوئے قوم کو روپڑے ہم جانب ابر بہاراں دیکھکر
کیا کوئی قسمت کو اپنی روے جب سنبھلے نہ قوم اپنی بربادی کے آثار نمایاں دیکھکر،
ہی ازل سی قاعدہ یہ زیست کے شطرنج کا اور قومیں کیوں نہ جیتیں ہمکو ناداں دیکھکر
کاش ہو ایسی یکایک قوم کیحالت درست جیسے جاگ اٹھے کوئی خواب پریشاں دیکھکر

قوم کا غم جاں گذا ہی جسقدر روئیں سو کم
ہاں مگر اپنی بساط ای چشمِ گریاں دیکھ کر

ڈاکٹر کریچ نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے حال میں جانور کا خون آدمی کے بدن میں پہنچاکر بہت کامیابی حاصل کی ہے، حالانکہ عام خیال یہ تہا کہ دونوں کے خونوں میں بہت فرق ہے اور جانور کا خون انسانی خون کے جراثیم کو برباد کردیتا ہے،

دنیا کا سب سے تیز رو دریا ستلج ہی جو ابتدائً سمندر سے ۱۵۲۰۰ فٹ بلند ہے، لیکن ۱۸۰ میل کی مسافت میں ۱۲۰۰۰ فٹ نیچا ہوگیا ہی

فرانس میں اسباب تعمیرات کی گرانی سے تنگ آکر لوگوں نے گہاس کے مکانات بنانے شروع کئے ہیں۔ پہلے ان کو چٹائی کیطرح بنایا جاتا ہے۔ پھران پر پلاسٹر کرکے سفیدی کی جاتی ہے اور وہ کوٹھی کیطرح نظر آتے ہیں،

موجودہ علم جراحت کے معجزہ کی خبر واشنگٹن سے آئی ہے۔ یہاں ایک ماہر حیوانات نے ایک کیڑے کا سر کاٹ کر اسی جنس کے دوسرے کیڑے کے سر پر لگادیا دونوں کیڑے زندہ ہیں،

اورنج فری اسٹیٹ کے جنگلوں میں اس قسم کا جنگلی سیب پیدا ہوتا ہے اس کے عرق سے پٹرول کے قسم کا تیل نکالا جانے والا ہے یہ تیل بہت سستا ہے،

زمانۂ جاہلیت کا ایک شجاعانہ عشق

ذکر اک ان کا حضرتِ فاروق   ماحی کفر و قاطعِ کفار
عدل کا جن کے چار سو شہرہ   جن کے انصاف کی جہاں میں پکار
جن کی ہیبت کا بیٹھا تھا سکہ   نام سے جن کے کانپتے اشرار
بوریا جن کا تختِ شاہی تھا   جن کے سر کو نہ تاج تھا درکار
بیٹھے تھے بے تکلفانہ بہم   جمع تھے کچھ صحابۂ ابرار
ابن معدی کرب زبیدی بھی   اتفاقاً تھے حاضرِ دربار
تربیت یافتۂ نبوّت کے   صاف دل پاک باطن و دیندار
شام و ایران و مصر میں جنگی   خوب چمکی تھی تیغِ جوہر دار
باتوں باتوں میں حضرتِ فاروق   ان سے کہنے لگے کہ اے سردار
گرم و سردِ زمانہ دیکھا ہے   تم بڑے ہو جہاں میں پختہ کار
سب سے زائد بہادر و بزدل   سب سے بڑھ کر جہان میں مکار
اپنی آنکھوں سے جن کو دیکھا ہو   حال ان لوگوں کا کرو اظہار
بولے وہ عہدِ جاہلیت میں   میں تھا قزاق رہزن و غدار
شرم آتی ہے گو کہ کہتے ہوئے   راست کہنے میں کیوں مگر ہو عار
اِکّا دکّا کی تھا منا تا خیر   تاکتا تھا ہر ایک کی دستار
تھی اسی پر مری بسر اوقات   رزق کا تھا اسی پہ دار و مدار
پاک اسلام کے عقائد نے   اب تو سارے بدل دئے اطوار
نیزہ بازی کی دھوم تھی ہر سو   سب میں مشہور تھی مری تلوار
کامیابی ڈکیتیوں میں مدام   ہاتھ باندھے ہوئے کھڑی تیار
رعب طاری تھا یہ کہ سب نام   سن کے لیتے تھے لوگ راہ فرار

سب سے زیادہ بزدل

ایک دن کا ہے ذکر معمولاً   گھر سے نکلا میں ڈھونڈنے کو شکار
کر رہا تھا میں دشت پیمائی   دور سے دیکھا اک کھڑا رہوار
پاس تھا اس کے اک گڑا نیزہ   اور بیٹھا زمین پر تھا سوار
میں جھپٹ کر قریب جا پہنچا   اور میں نے بتائی اک للکار
(میں) بس خبردار اب سنبھل او شخص   آ گئی سر پہ موت ہوشیار
(وہ) خیر ہے مجھکو اپنا نام بتا   کس لئے ہے تو دَرپئے آزار؟
(میں) ابن معدی کرب ہے میرا نام   اور لقب میرا قاتلِ خونخوار
سہم کر نام میرا سنتے ہی   گر پڑا وہ زمیں پہ اک بار
جا کے دیکھا تو کچھ نہ تھا باقی   اس کا عمر رواں میں ہو گیا تھا شمار
سچ تو یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کون   ہوگا دنیا میں بزدل و بے کار

سب سے زیادہ مکار

یونہی جنگل میں ایک دن پھر میں   جاتا تھا اپنی دھن میں مارا مار
پھر اسی طرح سے نظر آیا   دور سے پشت خالی اک رہوار
پاس ہی اس کے تھا گڑا نیزہ   کرتا تھا رفع حاجت اس کا سوار
اپنے گھوڑے کی باگ لی میں نے   پاس جا کر ڈپٹ کے کی گفتار
(میں) لے سنبھل تیرا قاتل آ پہنچا   پھر نہ کہنا کیا نہیں ہشیار
منہ بنا کر یہ سن کے اسنے کہا   "مجھ سے پیچ پیچ کرے گا تو پیکار"
سر الگ ہوگا دھڑ الگ دم میں   اب ہے تو اور یہ مری تلوار
خیر جو ہوگا ہو رہے گا آ دیکھ   پہلے تو نام اپنا کر اظہار (وہ)
ابن معدی کرب ہوں میں لے آ   جلد ہو جنگ کے لئے طیار (میں)
تم ہو ظاہر یہ اب ہوا مجھکو   مگر انسان تم نہیں نہ ہتھیار (وہ)
وجہ کیا کس لئے سبب باعث   کیوں نہیں میرا آدمی میں شمار (میں)
یہ نہیں ہے بہادری ہرگز   میں تو پیدل ہوں اور تم ہو سوار (وہ)
پہلے یہ عہد تم کرو مجھ سے   پہلے اس بات کا کرو اقرار
ہوں نہ جب تک سوار گھوڑے پر   تب تلک تم کرو نہ مجھ پہ وار
تجھ سے کہتا ہوں یہ قسم کھا کر   تجھ سے کرتا ہوں پختہ یہ اقرار (میں)
تو نہ جب تک سوار ہو لے گا   نہ اٹھاؤنگا تجھ پہ میں ہتھیار
آ کے گھوڑے کے پاس بیٹھ گیا   لے چکا جب وہ مجھ سے یہ اقرار
میں یہ کیا! تم تو آ کے بیٹھ گئے   اب اٹھو دیر کیا ہے ہوشیار (میں)
جنگ ہی سے یہ ہوا کیسے مقصود   میں تو اب عمر تک نہ ہونگا سوار (وہ)
تھا یہی عہد اور عہد شکن   دین و دنیا میں ہے ذلیل و خوار
سن کے یہ کچھ نہ بن پڑا مجھ سے   چھوڑ کر اس کو چل دیا ناچار
کیا بتاؤں مجھے دیا اس نے   ایسا دیکھا نہیں کوئی مکار

سب سے زیادہ بہادر

ایکدن رہزنی کی نیت سے   میں خدا جانے ہو گیا تھا کدھر سوار
اپنے رستہ میں جا کے کو ڈھونڈا   ہاتھ آیا مگر کوئی نہ شکار
تاک میں آنے جانے والوں کی   گھوڑا دوڑاتا تھا یمین و یسار

دور سے پھر نظر پڑا اک شخص
سبزہ آغاز نوجواں خوش رو
ایسا گبرو حسین و البیلا
آرہا تھا وہ میری ہی جانب
اس نے آکر کہا سلام علیک
(میں) ہو چکا اب سلام، نام بتا
(وہ) نام میرا ہے حارث ابن سعد
(میں) ہو خبردار تاق آ پہنچا
(وہ) کندۂ ناتراش! کون ہے تو
(میں) ابن معدی کرب زبیدی ہوں
(وہ) ابن معدی کرب زبیدی کون
(میں) ہم میں سے ایک جائے گا پھر کر
(وہ) اب بھی کہتا ہوں راہ لے اپنی
بس گھسیٹے کا ہو نہیں نام آور
(میں) مجھ کو بھی تم سمجھ لو ایسا ہی
(وہ) خیر اب یہ بتا کہ تو یا میں؟
(میں) میں ہی کرتا ہوں سمجھ لے اب حملہ
کہہ سکے پھر میں نے مارا اک نیزہ
مجھ کو حیرت سی ہو گئی لیکن
اپنے نیزے سے پھر کے سر میں
تو ہوتا اگر حقیر و ذلیل
سن کے یہ دل میں کٹ گیا اپنے
(میں) سرخ رو جائیگا یہاں سے وہی
(وہ) خیر یہ کہہ کہ اب ہے کیا مرضی
میں نے اگلا جواب اس کو دیا
تھی نہ رکھے امید ناکامی
اس نے جھک کر بچایا پھر کونچا
اب تو نشہ ہرن ہوا میرا
یوں خجالت سے میں زمیں میں گڑا
سنتا کچھ سوا لڑائی پر
آہستہ بھوٹا ہوا ملا پھر پھل
جست کی دے کے اسنے پھر خالی

خوش ہوا میں سمجھا یہ خوب شکار
سب شرافت کے تھی عیاں آثار
زندگی بھر نہ دیکھا تھا زنہار
اس کا گھوڑا بھی تھا سبک رفتار
میں نے بھی کہہ دیا وہی ناچار
وجہ کر کچھ بیاں جو ہو انکار
جانتے ہیں مجھے صغار و کبار
جائے ماندن نہ اب ہی پائے فرار
یہ بھلے مانسوں کی ہے گفتار
سن لیا اب تو اس لے ہوشیار
وہ حقیر و ذلیل و بدکردار
جسکو قسمت عطا کرے تلوار
زندگی سے ہوا ہے کیوں بیزار
جب غالب نہ آیا کوئی سوار
تم بہادر تو میں بھی ہوں جرار
کون پہلے کرے گا اپنا وار
لے خبردار ہو سنبھل ہشیار
تھی یہ امید ہوگا دل کے پار
اس نے خالی دیا جو میرا وار
کونچا بلا کے بولا ہو ہشیار
مارنا تیرا کچھ نہ تھا دشوار
مجھکو تھا اپنی زندگی سے عار
آبرو جس کی رکھے اب تلوار
کون حملہ کریگا اگلے بار
اپنے کرتب کا پھر کیا اظہار
وار کچھ بھی مرا گیا بیکار
اور کہا دوسری ہوئی ہشیار
ٹوٹا توبہ کی طرح سے پندار
ہو گیا جیسے وہ خجل اشجار
لکھی تقدیر میں تھی لیکن ہار
پھر کیا خالی اسکے میرا وار
آرا وہ زمین پر اک بار

میں نے چاہا کہ ماردوں اسکو
اس نے مجھ کو سنبھلنے بھی نہ دیا
ایک کونچا بتا کے چلا آیا
نہیں مارا تجھے سمجھ کے ذلیل
نہیں تو قتل ہی مجھے کر ڈال
ذلتیں میری ہونگی جب مشہور
یاد رکھ پھر میں مار ڈالونگا
مجھ پہ ہیبت یہ ہو گئی طاری
آپ سے اب ہے ایک میری عرض
وہ بھی کہہ ڈالو میں بھی ہوں مشتاق
میں رہوں گا تمہارے ہی ہمراہ
نہیں ہرگز نہیں تم اس قابل
اس کا کہنا مجھے گراں گذرا
کیوں نہیں ہم ہی کے ہیں قابل
جانتے ہو کہاں میں جاتا ہوں
تم کہیں جاؤ اس سے کام نہیں
میں تو جاتا ہوں موت کے منہ میں
خیر یہ بھی سہی تو ڈر کیا ہے،
جب یہی ہے تو پھر چلو دیکھیں
گفتگو ختم ہو گئی جس وقت
چلتے ہی چلتے سارا دن گذرا
ہم تھے گھوڑوں کی پشت پر لیکن
چلتے چلتے یہ پھر ہوئی نوبت
اک قبیلے کے پاس جب پہنچے
موت میری ہے اس قبیلے میں،
کون جائیگا اسکو اب لینے
آپ ہی جائیے خدا حافظ
واقفیت کی بھی ہے اسمیں شرط
سن کے یہ اس نے باگ گھوڑے کی
اس کا سائیس بن کے بھی دل سے
جاتے جاتے بس ایک خیمہ میں
ایک لمحے کے بعد جو نکلا

پھر جو دیکھا تو گھوڑے پر تھا سوار
یوں کہا مجھ پہ حملۂ خونخوار
دیکھ پھر چھوڑتا ہوں تیری جاں
خوار اسے کیا کروں جو خود ہو خوار
اب تو جینا ہی ہے مرا بیکار
کیا کہیں گے مجھے عرب کے سوار
عفو تقصیر ہو چکی سہ بار
پھر نہ میں جنگ کو ہوا طیار
ہر طرح آپکا ہوں شکرگذار
دیر کاہے کی ہے کرو اظہار
ساتھ چھوڑونگا اب نہ میں زنہار
ہے ہر اک مرد کے لئے اک کار
ہوا خاطر پہ یہ نہایت بار
آزمائش بغیر کیا انکار
ناحق اسطرح کرتے ہو اصرار
ساتھ ہے اب یہ خاکسار
سر بکف ہو کے زیست سے بیزار
یہی نا! بس اجل کے ہونگے شکار
کیا دکھاتا ہے بخت ناہنجار
ہم ہوئے دونوں مائل رفتار
اس طرح جا رہے تھے مارا مار
تھا شجر ہماری سر پہ سوار
روز روشن گیا ہوئی شب تار
اس نے ختم کر [illegible] سے کی گفتار
موت وہ جسپہ مری جاں ہو نثار
مرگ مبرم کا کون ہوگا شکار
اپنا دے جائیے مجھے رہوار
اجنبی سے یہ کام ہے دشوار
مجکو دے دی کہا کہ ہوشیار
میں سمجھا تھا اپنا فخر و وقار
بے دھڑک گھس گیا وہ شیر شکار
ساتھ تھی اس کے اک پری رخسار

حور وش ، خوش جمال ، دو شیزہ
سادگی پر متین شوخی سے ،
چھوٹے سے قد پہ لمبے لمبے بال
لا کے ہمراہ اس پری وش کو
مجھ سے کہنے لگا وہ پھر اس طرح
آپ ہی ہوں محافظِ ناقہ
خیر بہتر ہے لو مہار ، چلو ،
چل دیئے پھر وہاں سے راتوں رات
دیکھو کیا کوئی آتا ہے پیچھے ،
آپ ہی دیکھ لیں ذرا مڑ کر ،
ہونگے کتنے بھلا وہ تخمیناً
میرا اندازہ گر نہیں ہے غلط ،
چھوڑ کر راہ تم الگ ٹھیرو ،
اتنے میں آ گئے قریب وہ لوگ
دو جواں ان میں ایک تھا بوڑھا
ایک تھا باپ اس کا دو بھائی
پہلے باہم ہوئی علیک سلیک
بس مناسب یہ ہے کہ لڑکی کو ،
اس لئے اس کو میں نہیں لایا
سن کے یہ پھر مرد بیٹے سے
لیکے نیزہ وہ سامنے آیا
جنگ دونوں میں ہو گئی آغاز
حملہ آور ہوا جو نیزے سے
بولا پھر دوسرے سے مرد ضعیف
یہ بھی نکلا مقابلہ کو جب
توڑا چھاتی پہ رکھ کے صبر کی سل
نوجوانوں کو تو نے مار لیا
ابھی سمجھ کو نپٹنا ہی مجھ سے
پھر میں کہتا ہوں دیدے لڑکی کو
جان باقی ہے جان میں جبتک
خیر اب تو لڑائی ٹھن ہی گئی
گھوڑوں سے ہم اتر پڑیں دونوں
وار اوچھا ہو جس کا اس کا حریف

صد تو جائیں ہر ماہ ، پھر شمار
اور بھی حسن کو دیا تھا ابھار
کیا لٹک کر وہ کہتا ہے تجھے بہار
ساندنی پر کیا پھر اس نے سوار
تم نہ ہوگے کہ میں ہوں جو کہتا
میں شتر بان ہو نگا سیکھے مہار
ہے زیادہ بشیر ایاں بے کار
پو پھٹی صبح کے ہوئی آثار
اٹھ رہا ہے کہیں طرح غبار
نظر آتے ہیں مجھ کو چند سوار ،
کچھ بتاؤ تو مجھ کو کر کے شمار
تو یقیناً وہ آنے والے ہیں چار
آنے دو موت آتی ہے اکبار
اب جو دیکھا تو تین ہیں تھے سوار ،
تینوں معلوم ہوتے تھے خونخوار ،
تینوں لڑکی کے غم میں سینہ فگار
پھر یہ بوڑھے نے بڑھ کے کی گفتار
کر دو میرے حوالے بے تکرار ،
نہ ہوا ہے نہ ہوگا یہ زنہار
بولا لے اس کو کیا ہی سوچ سمجھا
جیسے غصہ میں دم بریدہ مار
پڑھ کے حارث رجز کے کچھ اشعار
ہاتھ پھر ہو گیا جگر کے پار ،
سامنے آ کہ اب ہے تیرا وار
بھائی کے پاس پہنچا آخر کار
خود ہوا جنگ کیلئے تیار
ایک باقی ہوں میں نحیف و زار
ابھی حائل ہے بیچ میں دیوار
خیریت ہے اسی میں اے جرار ،
نہیں ممکن یہ ضد ہے بے کار ،
پہلے پا جائے ایک شرط قرار
دونوں باہم لگائیں اک اک وار
جان و تن کا ہو مالک و مختار

قتل یعنی جو مجھکو کر نہ سکے
تو تجھے مار ڈالوں میں فوراً
راضی اس پر کہا ہوں بسم اللہ
سن کے یہ اس نے کیا حملہ
اک طرف سے ادھر بڑھا نیزہ
وار دونوں کے پڑ گئے پورے
اب جو دیکھا تو صاف مطلع تھا
دل میں کہتا تھا خوب ہاتھ آیا
لاد کر مال سارا اونٹوں پر ،
لے چلا تو مجھے کہاں کچھ بول
میرے لائق نہیں ہے تو ہرگز
ابر جیسی چلی چلو پیاری
کچھ نہیں ہے یہ خواب گزرے کا
میرا شوہر جو تمکو بننا ہے ،
پھر اگر غالب آؤ تم مجھ پر
ورنہ میں تمکو مار ڈالوں گی
اس کے گھر والوں کی شجاعت سے
اس کی جرأت کسی طرح نہ ہوئی
الغرض ٹالنے کی نیت سے
تم چلی تو چلو ابھی خاموش
نہیں ممکن یہ کہہ کے کود پڑی ،
مجھ سے نیزہ جھپٹ کے چھین لیا
اس کا قابو میں لانا تھا مشکل
کر رہی تھی وہ حملے پر حملے ،
اس میں دو ایک چر کے بھی کھائے
لازم آئی حفاظت اپنی مجھے ،
ہوشیاری سے میں بھی لڑنے لگا
ہو نہ اس جنگ کا برا انجام
گر پڑی زخم کھا کے دگل رو ،
ہائے افسوس صد ہزار افسوس
آج تک پھرتی ہے وہ نظروں میں
الغرض میں نے ای امیر عرب
پر نہ حارث کے مثل مجھ کو ملا

ایک ہی وار میں تری تلوار
ورنہ تو مجھکو مار بے تکرار
مجھ کو منظور کر سے ہیں بیکار (حارث)
اپنا اپنا کیا ہر ایک نے وار
اک طرف سے ادھر چلی تلوار
مر کے دونوں ہی گر گئے اکبار
نہ رہی تھی خلش نہ باقی خطا
مفت کا مال مفت کا دلدار
لے چلا اکطرف پکڑ کے مہار
کیا ارادہ ہے تجھ پہ سو پھٹکار (نازنین)
میں بھی تیرے لئے نہیں تیار
پھر تجا دیں کے وقت استفسار (میں)
کہ نہ تم اس کا کر سکو اظہار (نازنین)
مجھ کو دو ایک نیزہ اک تلوار
تو تمہاری ہوئی میں بے تکرار
اس میں مجھ کو ذرا نہ ہوگا عار
میرے اوسان کر گئے تھے فرار
مست کے ہاتھ میں ہیں دو دو تلوار
میں نے پھر اس سے کی وہی گفتار
اس کا موقع نہیں یہ اے دلدار (میں)
ہنسی اب تو قاتل خونخوار (نازنین)
ہٹ کے پیچھے کہا سنبھل ہشیار
سہل سی بات ہو گئی دشوار
میں بچاتا تھا روکتا تھا وار ،
اب ڈرا میں کہ کر نہ لے یہ شکار
پھر تو میں نے بھی کھینچ لی تلوار
رہی باقی نہ صلح کے آثار ،
پڑ گیا میرا ایک کاری وار
جان دیدی تڑپ کے آخر کار
میری تلوار اور گردنِ یار
چاند سی شکل پھول سے رخسار
یوں تو دیکھے بہت دلیر سوار
کوئی بے خوف بے جگر ، جرار

سید قمر الدین قمر سندیلوی

تنقید و تقریظ

سمرنا کا چاند

مصنفہ جناب علامہ ارشد الخیری دہلوی، صحافی امور میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، ادبی دنیا میں آپ کا نام نامی کسی تعریف و تعارف کا محتاج نہیں، سمرنا کا چاند آپ کی تصنیف ہے جس میں ایک دلچسپ قصہ کی صورت میں بتایا گیا ہے کہ بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی کس قدر اور کیوں ضرورت ہے، اس قسم کی کتابوں کے مطالعہ سے بچوں اور بچیوں میں عادات نیک اور اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں، سمرنا کا چاند عبدالرشید برادرز جن کا التزام طباعت دنیا مان چکی ہے کے حسن اہتمام سے شائع ہوا ہے، ٹائٹل نہایت خوشنما، خوبصورت جس پر کئی رنگوں سے گلکاری کی گئی ہے، حجم علاوہ سر ورق ۱۲۸ صفحات، کاغذ اور طباعت قابل تعریف، قیمت ۱۲ جو زیادہ نہیں۔ عبدالرشید برادرز تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور سے ملیگا۔

الفوز العظیم فی رد سجدۃ التعظیم

یعنے وہ فتویٰ جو مقتدر واجلہ عاملان شریعت و علمائے ہند کی تعریف سے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے خلاف دیا گیا ہے۔ یہ فتوےٰ سجدہ تعظیمی کے جواز و عدم جواز کی بنا پر ہے، خواجہ صاحب موصوف نے رسالہ مرشد میں سجدہ تعظیم جائز قرار دیا ہے، اور علمائے کرام اسکو قطعی حرام ثابت کرتے ہیں۔ یہ فتویٰ کتابی سائز کے ۴۰ صفحوں پر نہایت اعلیٰ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع ہوا ہے، ۸ر میں دفتر الہلال دہلی سے ملسکتا ہے۔

الراعی

حکیم سراج الدین احمد امرتسری نے "الراعی گزین" نامی ایک ماہوار رسالہ کے اجراء سے اپنی قوم کو خواب شیریں سے بیدار کرکے ترقی کی شاہراہ پر لاکھڑا کیا۔ انجمن راعیان ہند کی طرح ڈالی، افراد قوم کو محبت و مودت کی سیج پر آنیکی دعوت دی، دو ہی سال میں آپکی مساعی مشکور ہوئیں، اور قوم کے قابل تعریف احساس اور حکیم صاحب کی انتھک کوششوں سے یہ انجمن بہا قدر تھی کہ تمام عالم حیران ہو گئیں، ہمارا زمانہ میں جبکہ آپکی مساعی کی قدر ہونی چاہیئے تھی الراعی کے اجرا اور بعض نزاعی اختلافات نے آپکی دل شکنی کی چونکہ آپ کے دل میں درد تھا اور خون سے سینچے ہوئے اس پودہ کی آبیاری آپکے لئے ایک قدرتی بات تھی۔ اس لئے آپ باوصف اس کے کہ آپ کی محنت بے داد رائیگاں ہوئی، انجمن کے کاموں میں اسی طرح دلچسپی لیتے رہے جیسے کہ ان کا حق تھا۔ "الراعی" تین چار سال تک قاضی فتح محمد انبالوی کی ادارت اور انجمن کی سرپرستی میں ہفتہ وار شائع ہوتا رہا۔ جو بحالتِ مجموعی ایک اچھا پرچہ تھا۔ لیکن معلوم نہیں کہ کن واقعات کی بنا پر اسے ماہوار کرکے محرک اول بانئے انجمن حکیم سراج الدین احمد کی تحویل و ادارت میں دیدیا گیا، جو ہفتہ وار سے بدرجہا بہتر ہے اور نہایت خوبی لئے ہوئے عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ ماہوار شائع ہونے لگا ہے، اور ترقی کر رہا ہے مضامین اچھے اور عمدہ ہوتے ہیں "الراعی" احباب کا فرض ہے کہ وہ اس کی مدد کریں۔ چندہ سالانہ عار منیجر "الراعی" امرتسر سے منگائیے،

"ھزار داستان"، "نونہال"

حکیم احمد شجاع صاحب بی اے کی ادارت میں فاقصص القصص لعلھم یتفکرون (لوگوں کو قصے سنایا کرو، تاکہ وہ غور و فکر کرنے لگیں) کی تعمیل میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اعلیٰ کتابت و طباعت کے ساتھ لاہور سے ماہوار شائع ہوتا ہے،

ہزار داستان اسم بامسمیٰ رسالہ ہے، اخلاقی و اصلاحی قصے اور ناول شائع کرنا اس کا مقصد اولیٰ ہے، انہی مقاصد کا ایک پرچہ "نونہال" نامی بھی آپ کی ادارت میں بپابندی وقت ہفتہ وار شائع ہوتا ہے، حکیم صاحب موصوف فرائض ادارت کی انجام دہی کا خاص ملکہ، اور ترتیب و تنظیم مضامین میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، البتہ رائے قائم کرنے میں کچھ عجلت سے کام لینے کے عادی معلوم ہوتے ہیں،

"ہزار داستان" اور "نونہال" دونو پرچے اس قابل ہیں اکہ سررشتہ تعلیم کیطرف سے دل کھول کر انکی خریداری کی جائے، اگر محکمہ تعلیم نے ابھی تک توجہ نہیں کی تو اب کرنی چاہیئے،

"ہزار داستان" ۸۰ صفحات اور ہفتہ وار "نونہال" علاوہ

سرورق ۱۶ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ علی الترتیب ۶ روپے ہے۔

مہتمم صاحب دارالاشاعۃ ادب لطیف لاہور سے منگائیے۔

رفیق صادق

حکیم محمد عین صاحب قریشی نے بٹالہ (گورداسپور) سے اس نام کا ایک ماہوار رسالہ حال ہی میں جاری کیا ہے۔ دوسرا نمبر ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں اسلامی و طبی مضامین کی اشاعت کا اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ طباعت و کتابت قابل توجہ، قیمت سالانہ عہ۔ مینیجر صاحب رفیق صادق بٹالہ سے نمونہ منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو مفت ملے گا۔

حسن ادب

لکھنؤ سے حال ہی میں اس نام کا کتابی سائز پر ایک ماہوار رسالہ ابوالکمال محمد واحد علی صاحب لکھنوی کی ایڈیٹری میں جاری ہوا ہے۔ دوسرا اور تیسرا نمبر ہمارے ملاحظہ سے گذرا، اس میں مشہور ادیب اہل قلم احباب کے ادبی و تاریخی منثور و منظوم مضمون اور طرحی و غیر طرحی نظموں، غزلوں کے شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، دوسرے نمبر میں "اسپین میں بنی امیہ کی حکومت" کے موضوع پر ایک شاندار مضمون شائع ہوا ہے۔ طباعت و کتابت اچھی اور کاغذ معمولی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ادبیات کا یہ گلدستہ حضرت لطف کی ادارت میں نمایاں ترقی کریگا۔

قیمت عہ سالانہ [illegible]

مُناجات

یارب تو اپنے فضل سے واپس برار دے

از جناب آقائے نامی کوہ سوار نظامی شاہپوری (دکن)

یارب کرم سے اپنے رہِ استوار دے
ہم کو ہمارا پھر وہی طرز و شعار دے

بگڑے ہوئے نصیب ہماری سنوار دے
پستی سے ہم کو پھر کرم پھر ابھار دے

عیش و طرب کا دور ہو بزمِ حیات میں
عمر عزیز بندہ ترا یوں گذار دے

غیروں سے کوئی عرض نہیں تجھ سے ہے دعا
یارب تو اپنے فضل سے واپس برار دے

ہے موسم خزاں سے چمن کا خراب حال
یارب تو اس کو مژدۂ فصلِ بہار دے

دل کو طلب ہے اپنے عروج و کمال کی
پھر ہم کو اپنے لطف سے ملک برار دے

شاہِ دکن کو اپنے کرم سے خدائے پاک
اقبال عمر دے اسی ملک برار دے

جام مئے نشاط سے ہر دل ہو باغ باغ
ہر طفل شیر خوار خوشی سے پکار دے

نامی دعا ہے خالق ارض و سما سے آج
ہم سے لیا ہوا وہ ہمارا برار دے

مسئلہ برار کے متعلق پھر معلوم نہ ہوا کہ کیا کارروائی ہوئی۔ سر علی امام کی ذات سے توقع ہے کہ وہ عجلت واپسی برار کی کوششیں شروع کریں گے۔

برادری کی باتیں

القریش کی خدمات کا اعتراف، اجرائے سکول کا خیر مقدم

مراسلات کا اقتباس

اقوام عالم خواب غفلت سے اٹھیں اور شاہراہِ ترقی پر اس سرعت و تیز گامی سے گامزن ہوئیں کہ ترقی و کامیابی کے تمام مراحل طے کر کے وہ ایک قلیل مدت میں منصۂ شہود پر جلوہ آرا ہوئیں، قومی مرکز اس کی ماتحت شاخوں کا قیام، اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مڈل اور ہائی سکولوں کا اجرا غرض کوئی زینۂ ترقی ایسا نہ رہا جو ان کے پائے ثبات نے عبور نہ کیا۔ یہ سب کچھ متحدہ و متفقہ سعی و جہد کی برکت اور تنظیم عمل کی بدولت ہوا اور ہو سکتا ہے، آج ایک دور بیں نگاہ اگر بنظر تعمق زمانہ کی حالت پر نظر ڈالے تو کوئی قوم ایسی نظر نہ آئیگی۔ جو میدان عمل میں ترقی کے قدم نہ بڑھا رہی ہو، مگر ایک یعنی وہ جو سرتاج اقوام عالم اور ممتاز ترین سمجھی جاتی تھی اور میدان جد و جہد میں عملی قدم بڑھانے کے لئے استاد مانی جاتی تھی۔ سب سے غافل اور سب سے پیچھے نظر آئیگی، میرا اشارہ اپنی قوم "قریش" کیطرف ہے، جسے شومیٔ بخت سے زمانہ کے تلخ سے تلخ تازیانے اور حادثے بھی بیدار کرنے سے عاجز آ گئے میاں محمد علی صاحب مرحوم نے اپنا قیمتی وقت اور دولت صرف کی، ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دیا۔ مگر واہ رے قوم تو ایک مرکز پر نہ آئی بعض لوگوں نے رشک اور زمانہ سے سبق نہ لے سکی، وہ پڑے جا رہے ہیں۔ اور قوم تنزل کے نقطہ پر کھڑی ہے، مگر کام کرنیوالے نہ کبھی اکتائے اور نہ مایوس ہوئے، القریش کا اجرا اور اس کے مدیر کی انتھک کوششیں باوصف مشکلات و تکالیف اور قوم کی بے حسی کے جاری و ساری ہیں قومی مرکز (انجمن قریشیان ہند) کا وجود عالم شہود میں آنا انہی کوششوں کا ایک نتیجہ ہے، اگرچہ وہ افراد قوم کی بے پرواہی سے دیگر قوموں کی انجمنوں کی ہمسری تو نہ کر سکا۔ لیکن جو کچھ بھی کیا وہ قوم کے لئے مزید مفید نتائج پیدا کرنیوالا ہے، جس کا مسلم ثبوت اس نوٹ سے مل سکتا ہے، جو مئی کے القریش میں "دینی و ملی" سکول کے اجرا کی نوید جانفزا سناتا ہے میں سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ اس نوٹ کے مطالعہ سے میری شادمانی و خوشی کی کوئی حد نہ رہی، میں اپنی گذشتہ فرو گذاشتوں سے سخت نادم اور انجمن کی دعوتوں سے استغنا کرنے پر شرمندہ ہوا۔ لہٰذا میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوا محترم مدیر القریش اور کارکنان انجمن سے مستدعی ہوں۔ کہ میری ذات کو اپنی ہر ایسی امداد کے لئے جس کے میں لائق ہوں وقف سمجھیں، اسی سلسلہ میں بزرگان و برادران قوم سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے غفلت و سہل کو اس اڑے وقت میں خیرباد کہکر قومی خدمات میں اراکین انجمن کا ہاتھ بٹائیں، القریش کی آواز دل کے کانوں سے سنیں، اور اس پر عمل اور مفید خیالات کے اظہار سے افراد قوم کو مستفید کرنیکا تہیہ کر لیں، سکول کے اجرا میں اس قدر جانی و مالی امداد دیں۔ کہ امرتسر میں مجوزہ سکول ایک اعلیٰ پیمانہ پر قائم ہو سکے، میں اپنی خدمات ذوق و شوق سے پیش کر چکا ہوں، القریش کے لئے ۲۰ خریدار اور سکول فنڈ کے لئے ۵۰ روپیہ عنقریب بطور ہدیۂ محقر پیش کرونگا۔

خادم مطیع اللہ صدیقی پیکار مدالیت

انجمن قریش مایوسانہ زندگی بسر کرتی رہی گذشتہ دس سال میں کئی بار انتظامی مجلسوں کے سامنے اس کی موت و حیات کا سوال پیش ہوا۔ تاہم اس نے ایک ہزار روپیہ کے قریب تعلیمی وظائف میں خرچ کر دئیے، جس میں سے تقریباً سات سو روپیہ تعلیم مروجہ پر اور تین سو دینیات پر صرف ہوا۔ کئی ایسے اصلاحی کام کئے جن کی ضرورت تھی رسومات قبیحہ کا مسودہ پاس کیا۔ الحمد للہ کہ اب قوم اس پر عمل کر رہی ہے، قوم تعلیمی ترقی میں بہت ہی پیچھے ہے انجمن کا اس پریشان حالی میں ایکہزار روپیہ تعلیمی وظائف پر خرچ کر دینا کوئی ایسا کام نہیں جو نظر انداز کر دیا جائے مگر افسوس کہ احباب ادھر بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ آپ کا احساس و ایثار قابل تعریف و لائق تحسین ہے خدائے عزوجل برادرانِ قریش کو آپ کی تقلید کی توفیق دے اور آپ کو عزم و استقلال،

القریش کی بھی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے یہی وجہ ہے کہ سال میں کبھی اس کے پورے نمبر شائع نہیں ہوئے، قوم نے اس کی امیدوں پر بہت کم غور کیا۔ وہ محض حضور شہریا

دکن ادام اللہ برکاتہ کی شاہانہ فیاضی پر زندہ ہے۔ اور اپنی حیثیت کے موافق قومی خدمات انجام دے رہا ہے، ہمیں خریداروں کا عطیہ آپ کی بیش قدر امداد ہے، جس کا بصدق دل شکریہ ہے،

ایڈیٹر،

اجرائے سکول کی تجویز مبارک ہو، میں اس کا دل سے خیر مقدم کرتا ہوں، اور ایک روپیہ ماہوار تا زیست تعلیمی فنڈ میں پیش کرنے کا خوشی سے وعدہ کرتا ہوں،

فقیر عالم شاہ از مانک

انجمن کا اجرائے سکول کا خیال ایک نیک خیال ہے، میں بدل متفق ہوں، اس کارِ خیر کے لئے ۶ روپیہ سالانہ کے علاوہ فراہمی چندہ کی خدمات کے لئے بھی بلا معاوضہ آمادہ ہوں۔

قریشی محمد شفیع از وڈالہ ویرم

انجمن کے ماتحت سکول کا جاری ہونا قوم کی بہت بڑی خدمت ہے، ترسیل چندہ اور ہر واجبی خدمت کے لئے حاضر ہوں،

ڈاکٹر قریشی بی اے، از جھنگ

اجرائے سکول کی تجویز مناسب ہے، نصاب تعلیم تجویز کر کے اکابرانِ قوم سے منظور کروائے، یہ ایک بڑی اسلامی خدمت ہوگی،

عطاء اللہ وکیل از سرگودھا

سکول کا اجرا خصوصاً قریشیوں اور عموماً جملہ اسلامی طبقوں کیلئے کثیر نفع بخش ثابت ہوگا بالتخصیص "دینی ولمی" سکول کے اجرا کی تو ضرورت بھی ہے، میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرے قریشی بھائی اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے دستِ امداد بڑھانے سے دریغ نہ کریں گے،

میں ہی سبقت کرتا لیکن بوجوہ چند ہفتوں کی مہلت کا متمنی ہوں، عنقریب عرض کرونگا۔ کہ کس پیشکش کے لئے تیار رہا ہوں

عارف صدیقی از مہوہ

بقیہ مراسلات کا تتمہ آئندہ دیا جائے گا۔

ایک خط

محترم شیخ غلام حسین صاحب شاکر صدیقی اپنے نفیس خیالات سے اوراقِ القریش کو ایک عرصہ تک مزین کرتے ہوئے ناظرینِ القریش کو مستفید کرتے رہے اور اب کچھ عرصہ سے عدیم الفرصتی کے عذر پر خاموش تھے، یارانِ قریش میں سے چند ایک نے آپ کو کئی بار چھیڑا بھی، لیکن وہاں

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

کا معاملہ تھا۔ ان کا طلسمِ سکوت توڑنے کیلئے یارانِ قریش کی چھیڑ اور القریش کی آواز تو کارگر نہ ہوئی، ۲۹ جون کے عریضہ میں خدا جانے کیا اثر تھا۔ کہ خاموشی کا عرصہ توڑنے میں نقشِ سلیمانی کا سا اثر کر گیا،

آپ لکھتے ہیں،

اخی المکرم حضرت رونق عفا اللہ عنکم

السلام علیکم، آپ کے نوازش نامے نے مجھے آبِ ندامت میں غرق کر دیا۔ کہوں تو کیا اور نہ کہوں تو کیوں، آپ کی یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں،

مخاطب ہو سکوں کیا تجھی رونق　　میں اس غفلت پہ جی منفعل ہوں
سدا ہیں ہم نوا میرے لب و دل　　ہوں کہتا صاف سب کچھ حالِ دل ہوں

عدیم الفرصتی حیلہ نہیں ہے　　حقیقت میں ہوں صیدِ کثرتِ کار
ملی اس سے نہ اب تک رستگاری　　اگرچہ میں نے یہ چاہا کئی بار،

علاوہ اس کے جو طرزِ سفر ہے　　صحیح معنوں میں ہے صحرا نوردی
ہمیشہ زیر پا دشت و جبل ہیں،　　ہے یکساں رات دن اور گرمی سردی

ہوں کرتا تا نہ پھر عہدِ تکلم　　گذشتہ خامشی پر ہو کے نادم
رہونگا اب دل و جاں سے سراعی　　ہر اک خدمت کی خاطر مثل خادم

(شیخ) غلام حسین شاکر

ایک قابلِ تقلید شادی

"انجمن قریشیانِ ہند" نے مروجہ رسوم شادی و غمی کو شرعیہ

حنفیہ کے خلاف پاکر اپنی قوم کے لئے اصول شرع شریف کیموافق ایک دستور العمل تجویز کر رکھا ہے جسکی مطبوعہ کاپیاں کافی تعداد میں گذشتہ سالانہ اجلاس کی تقریب پر برادری میں تقسیم کرتے ہوئے خواہش کیگئی تھی کہ برادران قریش شریعت حنفیہ کی پیروی میں ان اصولوں کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ الحمدللہ کہ اکثر احباب قبیحات سے اجتناب کرتے ہوئے عملاً اس دستورالعمل کے پابند ہو رہے ہیں۔ سب سے اول قاضی فضل الدین صاحب امرتسری نے اپنی لڑکی کی شادی میں اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ اور نہایت سادگی اور عمدگی سے شادی کو انجام دیا۔ اب حکیم علم الدین صاحب قریشی ایڈیٹر المعالج امرتسر نے ۲۸ مئی ۱۹۳۲ء کو اپنی دختر نیک اختر کی شادی کی تقریب پر ایک اور نظیر قائم کر دی، بابو فتح محمد صاحب اوورسیر گوجرہ نے صاحب حیثیت اور ایک امیرانہ ٹھاٹھ کے آدمی ہوتے باوجود اس قدر سادگی سے کام لیا کہ اپنے لڑکے (دولہا) کے سر پر پھولوں تک کا سہرا نہیں لگایا۔ اور کوئی غیر شرع اور قابل اعتراض رسم نہیں ہونے دی، حکیم صاحب موصوف نے بھی انجمن کے دستورالعمل کی پابندی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آپ کے والد ماجد نے اراکین انجمن کو اختیار دے رکھا تھا کہ انکی نظر میں دستورالعمل کے خلاف اگر کوئی بات ہو تو وہ فوراً اسے رد کر دیں۔ چنانچہ ایک موقعہ پر بعض نفوس کے خیالات نے اراکین انجمن کو اس کا موقع بھی دیا۔ بحمداللہ کہ اس کے تسلیم کرنے میں کسیکو عذر نہوا غرض شادی باوصف شاندار اور اعلیٰ پیمانہ کی ہونیکے شریعت محمدی کی عین منشا کیموافق سرانجام ہوئی، مہمانوں کی خاطر و مدارات میں کوئی فروگذاشت نہوئی۔ اور کوئی اصولی و شرعی نقص واقع نہوا اس تقریب پر بابو فتح محمد کیطرف سے سات اور حکیم علم الدین کیطرف سے دو کل نو روپے انجمن فنڈ میں موصول ہوئے،

مولانا آزاد قریشی سرینگر کشمیر نے تحفظ نماز دستر مستورات کے نام سے ایک انجمن قائم کر کے اسلامی خدمات بطریق احسن انجام دے رہے ہیں، خدائے تبارک و تعالےٰ آپ کے عزم و استقلال میں برکت دے (آمین)

انجمن قریشیان ہند کی ایک سپیشل کمیٹی اجرائے سکول اور نصاب تعلیم کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے، دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء سکول لاہور کا دینی، تکمیل الطب لکھنؤ اور طبی سکول دہلی کا طبی نصاب زیر غور ہے، بعد غور کامل بطلب مشورہ اکابران قوم نتیجہ القریش میں شائع کیا جائیگا۔

موعودہ چندوں کی فراہمی کے لئے بقایا داران انجمن کی خدمت میں مراسلات جاری ہو رہے ہیں، مالی امداد کی سخت ضرورت ہے احباب توجہ فرمائیں، پیر علی اصغر صاحب بھٹنڈہ کا چندہ ۸ر بصد شکریہ وصول ہوا۔

انجمن قریش گوجرانوالہ کی کوئی کارروائی بدستور بغرض اندراج اخبار موصول نہیں ہوئی، سکرٹری صاحب متوجہ ہوں،

انجمن اسلامیہ کوہ مری کے عیدالفطر کے اجلاس میں "مظلوم و جلا وطنان یونیجہ" سے متعلق کچھ رزولیوشن منظور ہوئے۔ رزولیوشن اول کے محرک حکیم مولوی عبدالحق صاحب صدر انجمن مصلح القریش تھے، جن کا ہمیں ابا مکمل پتہ درکار ہے جس پر خط و کتابت کیجا سکے اگر کوئی صاحب واقف ہوں تو مہربانی کر کے حکیم صاحب ممدوح اور انجمن مصلح القریش کا مفصل پتہ دیکر مشکور کریں، آنریری سکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ کوہ مری خاص توجہ فرمائیں،

جن احباب کی خدمت میں "القریش" نمونۃً حاضر ہوتا ہے وہ ادائے قیمت کے اثبات سے اتنی عنایت ضرور کر دیں کہ دفتر کو ان کے ایجابی خریداری و عدم خریداری کا پتہ چل جائے، امید ہے کہ برادران ہمیں مزید انتظاری کی تکلیف سے بچا کر شکر گذاری کا موقع دینگے

بعض کوتاہ اندیش نفوس ذاتی مخاصمت اور حسد کی بنا پر القریش کے خلاف ناروا اور بیجا کارروائیاں کر رہے ہیں، قومی مفاد کو ٹھیس لگانا ان کا جبلی پیشہ ہے لہذا قارئین کرام ان کے کسی جھکمہ و دھوکہ میں نہ آئیں،

جولائی کا القریش ایسے احباب کی خدمت میں جن کا سال خریداری اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے بصیغہ قیمت طلب پیکٹ روانہ ہوگا

کلمات الرسولؐ

کاموں کا دارومدار نیتوں پر ہے جس کی جیسی نیت ہوگی اس کو ویسا ہی پھل ملیگا۔

حیا ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے۔ یعنی ایماندار آدمی میں حیا شرم ضرور ہوتی ہے،

مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ اور قول وفعل سے دوسروں کو رنج نہ پہنچے، اور مومن وہ ہے جس سے سب کی جان و مال کو امن ہو

کامل ایمان والا وہی ہے جو خدا واسطے اور خدا واسطے دشمنی رکھے، اور جو کچھ دے خدا واسطے دے، اور جہاں نہ دے وہ نہ دینا بھی خدا واسطے ہو۔ یعنے نیک کاموں والے سے ملے اور بدکاروں سے بچے اور اچھے کام میں دے اور برے کام میں نہ دے،

جو امانتدار نہیں وہ ایماندار نہیں، اور جو اپنی بات پر قائم نہیں وہ دیندار نہیں

جو نیک کام کرنے سے خوش اور برے کام سے رنجیدہ ہو تو جان لینا چاہیئے کہ وہ ایمان والا ہے

اسلام میں وہی لوگ داخل ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں۔

بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں، مصیبت میں بیدل ہوکر گھبراتے نہیں، آئیوالی مصیبت سے مضطرب و پریشان نہیں ہوتے اور سخاوت کرتے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں میں افضل وہ ہیں جنکی گفتار و کردار سے کسیکو نقصان نہ پہنچے اور تمام ایمان والوں میں افضل وہ ہیں جن کی عادتیں نیک ہوں،

افضل ایمان کا مرتبہ آدمی کو اس وقت ملتا ہے جب خدا واسطے محبت اور خدا واسطے عداوت ہے، اور ہر دم اللہ کا نام زبان پر ہو، اور یہ مرتبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب اپنا فائدہ دوسروں کے فائدہ میں اور اپنا نقصان دوسروں کے نقصان میں سمجھ کر عمل کرے،

زناکار حرام کرتے ہیں اور چور چوری کرتے اور شرابی شراب پیتے ہیں اور قاتل قتل کرتے ہیں ایمان والا نہیں ہوتا۔

نہیں شرم کچھ جسکو خلق اور خدا سے — بچیگا وہ کیونکر گناہ اور خطا سے
حیا کی صفت جس بشر میں نہیں ہے — نہ ایماں ہے اس کا قائم نہ دین ہے

مصر کا آفتاب تہذیب جب نصف النہار پر چمک رہا تھا تو اس وقت فارس ایک نیم مہذب ملک تھا تاہم موخر الذکر مقدم الذکر پر حملہ کرکے اسے مسخر کرلیا۔ اور ایرانی تہذیب کی بنیاد ڈالی فارس کو یونان نے فتح کیا اور اسکی تہذیب کو ملیامیٹ کرکے یونانی تہذیب کا ڈنکا بجایا۔ یونان کو رومۃ الکبرے کے کم مہذب لوگوں نے زیر کیا۔ اور رومن تہذیب پھیلائی روما کو جرمنی کے وحشیوں نے پامال کیا اور موجودہ ملک کے اصل باشندوں کو حرف غلط کیطرح مٹا دیا۔ اور اپنی تہذیب چاروں طرف پھیلائی۔ دنیا کی تاریخ میں صرف اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ جہاں گیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو صحیح و سلامت رکھا وہاں کی تہذیب کو بدستور چھوڑ دیا اور کسی قوم کو سختی سے اپنی تہذیب نہیں منوائی۔ اس کی یہ وجہ تھی کہ اس کا حملہ توحش و بربریت کا نتیجہ نہیں ہوتا تھا۔ اگر مفتوح اقوام نے اس کی تہذیب کو قبول کیا تو اس کی یہ وجہ نہ تھی، کہ اسلام نے زبردستی کی اگر ایسا ہوتا تو فاتح اقوام کیوں اسلامی تہذیب کا اثر قبول کرتیں علاوہ ازیں تاریخ عالم میں کسی اور مذہب و قوم کے متعلق یہ دعوے نہیں کیا جا سکتا۔ اہل دنیا اگر دیدۂ عبرت کھول کر دیکھیں تو اسلام انہیں ہر قسم کی سچائیوں اور خوبیوں سے لبریز نظر آئے گا۔ اور انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جو حملہ آور ہوکر بھی شفیق باپ کا فرض انجام دیتا ہے،

انوار القریش پریس اعلیٰ درجہ کی چھپائی پابندی وعدہ سے کیجاتی، دائرۃ العلوم سے ہر قسم کی کتابیں برعایت مل سکتی ہیں

تہذیب الاطفال

طالبعلموں سے خطاب

(پیوستہ بگذشتہ)

اگر اچھی تعلیم اور عمدہ تربیت حاصل ہوگئی تو سمجھو کہ طالب علمی کے بعد تمہاری زندگی پر اس کا نہائت اچھا اثر پڑیگا۔ تم خود فائدہ اٹھاؤگے اور دوسروں کو بھی اس کا فائدہ پہنچاؤگے،

عزیزو! اگر تم ایک کامیاب طالب علم بننا چاہتے ہو، تو آج کا کام کبھی کل پر مت چھوڑو، اپنی درسگاہ سے بلا معذوری و مجبوری ہرگز غیر حاضر نہ رہو، استاد جو کچھ بتائیں غور و توجہ سے سنو، سمجھ میں نہ آئے، تو دوبارہ پوچھنے سے نہ شرماؤ اور نہ خوف کھاؤ، جس مضمون کے لئے وقت معین ہو، انہیں ہی کو دیکھو، سکول و کالج ہی پڑھائی کو کافی نہ سمجھو، بلکہ مکان پر جا کر دیر تک تعلیم کا کام کرو، پڑھنے کے وقت پڑھو، کھیلنے کے وقت کھیلو، اپنی کتب امتحان کے علاوہ ایسی کتابوں کے مطالعہ کا بھی وقت نکالو، جس سے ان مضامین میں مزید امداد ملے یا ایسی تصانیف کو دیکھو، جس سے تمہارے اخلاق اور عادات درست ہوں، ناولوں لطیفوں، مخرب اخلاق نظموں کو نہ کبھی خریدو اور نہ کبھی پڑھو، مشاعروں کی شمولیت سے اجتناب کرو، اگر تم بورڈر ہو تو اپنے بورڈنگ ہوس کے قواعد کے پابند رہو، بلا اجازت کسی وقت باہر نہ نکلو اور خصوصاً شب کے وقت حتی الامکان ضرورتاً بھی اس کو چھوڑ کر نہ جاؤ، اپنے سامان کو آراستہ اور اپنے قابو میں رکھو، سلیقہ اور قرینہ کو ہر امر میں مدنظر رکھو، یاد رکھو نیک شعاری اور نیک اطواری، اصلاح عمل اور قوت عمل کی عادتیں پختہ کرنے والا طالب علمی ہی کا زمانہ ہے، اپنا کوئی لمحہ بیکار نہ جانے دو، مسلمان بچوں پر بارہ برس کی عمر سے نماز فرض ہو جاتی ہے، نماز دین کا ستون ہے اور مومنین کی معراج ہے، نماز سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے، نماز انسان کو تمام مکروہات اور فضولیات سے باز رکھتی ہے، پس ہمیں چاہیئے کہ پابندی وقت اس کو ادا کریں اور نماز باجماعت کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں، یاد رکھو قرآن کریم جو ہماری روحانی اور جسمانی امراض کے لئے دوا اور شفا ہے اس میں تازگی اور تندرستی روح کے ساتھ صحت و عافیت جسمانی کو برقرار رکھنے کی بھی ہمیں ہدائت ہوئی ہے، اور علاج بتائے گئے ہیں، سواری، نیزہ بازی، تیر افگنی اور گھوڑ دوڑ اگر تمہیں میسر نہوں۔ تو کرکٹ، فٹ بال اور ہاکی وغیرہ کی جسمانی ورزشوں سے تمکو کوئی نہیں روکتا۔ بشرطیکہ تم ان میں اعتدال کو ہمیشہ ملحوظ رکھو، تم تاش، شطرنج، چوسر اور گنجفہ اور ہر قسم کی قمار بازی سے قطعی باز رہو یاد رکھو کھیلوں میں خواہ تم کیسے ہی شغیق دوستوں یا مخالف ٹیموں کے ساتھ مقابل ہو یا تمہارے گرد و پیش نعرۂ تحسین دینے والے معززین و اکابرین کا خواہ کتنا ہی بڑا ہجوم ہو لیکن جب اذان کی آواز تمہارے کان میں آجائے تو معاً اس کھیل سے اس وقت کے لئے قطعاً دست بردار ہو جاؤ، اگر تم خدا کی منادی کی اس طرح پر صدق دل سے تعظیم اور تکریم کر کے تعمیل کر دکھاؤ گے، تو اغیار کے قلوب تم سے خود بخود مرعوب ہو جائیں گے، اور خوشنودی خدا کی بدولت فتح و نصرت بھی انشاء اللہ تمہاری ہی شامل حال ہوگی،

عزیزو خدا کا شکر کرو کہ فی زمانہ حصول علم و ہنر کے لئے تمکو لے شمار سہولتیں میسر ہیں، جنمیں سے اکثر تمہارے بزرگوں کو میسر نہیں تھیں لیکن ان کے وفور شوق و علم و حکمت نے بعد مسافت اور صعوبت سفر کو ان کے لئے بے حقیقت کر دیا تھا، اللہ اکبر، بعض نہائت کم استطاعت طلبہ اسلام کی یہ کیفیت ہوئی ہے کہ اگر ان کو دیا جلانے کی بھی توفیق نہیں ہوئی ہے، تو چاندنی، آسمانی روشنی یا اندھیری راتوں میں عام گذرگاہوں کی لالٹینوں کے نیچے کھڑے ہو کر انہوں نے تکمیل علم کی فضیلت حاصل کر دکھائی آج تمہارے پاس تخت، کھر ریڈنگ لمپ اور میز کرسیاں موجود ہیں، لیکن اپنی محنتوں اور ان عاشقانِ علم کی کوششوں کا مقابلہ کرو ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ہاں تو اگر تم ان نعمتوں سے جو آج تمہیں حاصل ہیں پورا فائدہ نہیں اٹھاتے تو کیا یہ کفرانِ نعمت نہیں ہے، (باقی باقی)

خط وکتابت میں خریداری نمبر کے حوالہ کی بڑی ضرورت ہوتی ہے!

عاشق کی فریاد

(از جناب مولوی ابوالخیر محمد اسحٰق صاحب ڈپٹی کلکٹر)

اندھیری رات ہے، سنسان مقام ہے ایک شخص خیمہ کے آگے پورب سے پچھم اور پچھم سے پورب ٹہل رہا ہے، آنکھیں اشکبار ہیں دل کی حالت خدا کو معلوم ہے، کبھی آہستہ کبھی تندی سے یوں کہہ رہا ہے،

اے خدا میری مدد کر، کیا تو صرف عالموں اور زاہدوں کا خدا ہے؟ ہم ایسے بدبخت، بدکار، بد دین رہ گم کردہ کیا کریں اور کہاں جائیں۔ کیا تو صرف صومعہ نشینوں اور گوشہ گیروں کا خدا ہے؟ ہم ایسے شکم پرور سگِ دنیا کا آخر کون خبر لینے والا ہے"

اے خدا تو میری مدد کر، تو دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔ یہ اسرار ناگفتہ لطفت خبیر! اے معبود اسحٰق کے دل کا کوئی راز تجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے پھر تو اس کو کیوں نہیں سنتا۔ تو خوب جانتا ہے کہ وہ تیرے ایک اشارہ کا منتظر ہے تیری ایک جھلک کا متمنی ہے تو پھر اس کی آرزو کیوں نہیں برلاتا"

اپنی عظمت و جلال کو دیکھ، اپنی شان کبریائی پر ایک نظر کر، اپنی قدرت کاملہ کا خیال کر"

اسحٰق کی بے بضاعتی کو دیکھ، تیرا بندہ اور اس قدر دل شکستہ تیرا غلام اور اس قدر محزون، تیرا نام لیوا اور یوں دربدر ٹھوکریں کھاتا پھرے

کیا گنا ہگاروں کا کوئی خدا نہیں؟ یا مالک کے نافرمان بندے نہیں ہوتے قلب کا پھیرنا جب تیرے اختیار میں ہے تو پھر کیا دیر ہے ایک نگاہ کرم کردے اور بیڑا پار ہے،

؎ تو جس خاک کو چاہے وہ بندۂ پاک، میں خاک کو بنا دو جو خفا ہو جائے

کوئل کوک رہی ہے پپیہا پی کہاں پی کہاں کی رٹ لگا رہا ہے چیت کا مہینہ ہے، سنسان رات ہے نہ کوئی مونس ہے نہ ہمدم، میں ہوں اور تیرا خیال ہے، میری فریاد سن لے، مجھے اپنا کرلے، اپنی راہ پر چلا۔ ؎

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو تو سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

کوئل اسی طرح کوکتی ہے، پپیہا اپنی ہانک لگائے جا رہا ہے، رات گذرتی جاتی ہے، قبولیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے، اس شعر پر فریاد کا خاتمہ ہوتا ہے،

درد پنہاں بہ کہ گویم کہ خداوند منی
یا نہ گویم کہ تو خود مطلعی بر اسرار

(ماخوذ)

سوالات

اکثر احباب کا خیال ہے کہ "القریش" میں سوالات و جوابات کا بھی کالم کھول دیا جائے، تاکہ برادران قریش قوم سے متعلق اور اپنے ضروری استفسارات کا جواب اس سے بآسانی حاصل کر لیا کریں۔ اس تحریک پر ہم آج یہ سلسلہ شروع کرتے ہیں، اور چند سوالات موصولہ درج ذیل کرتے ہیں، سوالات اور ان کے جوابات بلا اجرت شائع کئے جایا کریں گے، امید ہے کہ احباب جواب دینے میں تساہل نہ کیا کریں گے!!

(۱) کیا اقوام راجپوت، لودھا، بلوچ، جویہ، کوکارہ، حبشی، قوم قریش سے تعلق رکھتی ہیں، اگر رکھتی ہیں۔ تو ان کی علیحدہ ہونے اور دوسرے ناموں سے موسوم ہونیکی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

عبدالعزیز صدیقی

(۲) انجمن قریشیان ہند کب تک 'دینی وطبی' تعلیم کا سکول کب تک جاری کرنیوالی ہے، نصاب تجویز ہوا ہے تو کیا ہے؟ داخلہ کی کیا شرائط ہیں؟ کس مقام پر کھلیگا اور کتنی جماعتیں ہونگی؟

محمد لطیف قریشی میانوالی

(۳) سفید کاغذ بنانے کے ہندوستان میں کہاں کہاں کارخانے ہیں؟ خط وکتابت کے مفصل پتے درکار ہیں، محمد دین اعجاز کا کا

مظلوم کی دعا

(از جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب تاجر چرم۔ گوجرانوالہ)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلہ کے پاس ایک کالی لونڈی تھی۔ انہوں نے اس کو آزاد کر دیا تھا مگر وہ انہی کے پاس رہتی تھی۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ اس قبیلہ کی ایک لڑکی جو دلہن تھی نہانے کو نکلی اس کا کمربند لال لعلوں کا تھا اس نے وہ کمربند اتار کر رکھ دیا۔ یا اس کے بدن سے گر گیا۔ ایک چیل نے اس کو پڑے ہوئے دیکھا وہ لال لال گوشت سمجھ کر اس کو جھپٹ لیگئی، قبیلہ کے لوگوں نے وہ کمربند ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ انہوں نے اس لونڈی پر شبہ کیا اور اس کی تلاشی لینے لگے حتی کہ اس کی .... دیکھی، وہ لونڈی چپ چاپ صبر کئے کھڑی رہی۔ بالآخر اس نے دعا کی۔ یا اللہ اب تو ہی اس تہمت سے نجات دینے والا ہے۔ اتنے میں وہی چیل آئی اور کمربند اس نے پھینک دیا اور وہ ان لوگوں میں گرا۔ اس وقت وہ لونڈی بولی، تم مجھے اس کی چوری کا الزام دیتے تھے، مگر اس سے بری تھا۔ لو اپنا کمربند لے لو، اور میرا پیچھا چھوڑ دو، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے گو کہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ پھر وہ لونڈی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئی وہ کبھی کبھی میرے پاس آیا کرتی تھی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی مگر جب کبھی میرے پاس آکر بیٹھتی تھی تو یہ شعر پڑھا کرتی تھی ؎

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا
الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی

کمربند کا دن خدا کے عجائبات میں سے ہے اسی نے مجھے کفرستان سے نجات دلائی۔ میں نے اس سے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ جب تو میرے پاس بیٹھتی ہے یہی شعر پڑھتی ہے۔ تب اس نے یہ سارا ماجرا مجکو سنایا۔

موتیوں کی سات لڑیاں

زیست کا لبریز جب تک جام ہو ۔ کام کر جس سے رفاہِ عام ہو،
ہر گھڑی ہر لحظہ جو کچھ تو کرے ۔ خلق کو وہ باعثِ آرام ہو،
فائدہ پہنچا تو خلق اللہ کو ۔ وقف عالم صبح سے تا شام ہو
وقت پر کر لے ادا صوم و صلوٰۃ ۔ عاقبت میں تا کہ خیر انجام ہو
چاہ کر تعمیر اور مسجد بنا ۔ تا جہاں میں بعد مردن نام ہو
منہ لگا ہرگز نہ ایسی چیز کو ۔ مفت کی گر بادۂ گلفام ہو
تو نہ کر ایسا طریقہ اختیار
جس سے تا حق موردِ الزام ہو

برقی (نونہال)

متفرقات

جس طرح دہلی کا راستہ بتانا آسان ہوا اور خرچ دینا مشکل اسی طرح مسلمانوں کو افلاس سے بچنے کی تدابیر اور تجارت کا مشورہ دینا آسان ہے، کوئی بندۂ خدا ایسا تو پیدا نہ ہوا جو معمولی لوگوں کو تجارت کے اصولوں اور اس کے مختلف شعبوں سے واقف کرائے اور قرض حسنہ کی صورت میں مالی مدد کر کے شاہراہِ عمل پر لا کھڑا کرے یہ زبانی شاہی باتیں کیا اثر رکھتی ہیں۔ اس سے تو قوم کا افلاس کبھی جاتے نہ دیکھا۔ ضرورت ہے، کہ مالدار لوگ ماہرین تجارت کی رہبری میں بڑے بڑے کارخانے کھولیں۔ ادنیٰ طبقہ کے لوگوں کو انہیں معاوضہ پر ان میں کام کرنے کا موقع دیں، واقفان تجارت مگر سقیم الحال لوگوں کی نقدی سے مدد کریں۔ اور بازار تجارت چمکا دیں۔ کہ کسی غیر کی محتاجی نہ رہے، اخبارات کو اس موضوع پر قلم اٹھانا چاہیئے

بدوں اور کور باطنوں سے نیکی کرنا اپنی ذات سے دشمنی کرنا اور اپنی جان خطرے میں ڈالنے کے مرادف ہے، یہی وجہ ہے کہ سمجھدار اور فہمیدہ لوگ بدوں اور کمینوں کی صحبت کو روا نہیں رکھتے، ذیل کا واقعہ اس کی نشان بعد صداقت پیش کرتا ہے،

کارلانبرگ میں ایک درزی نے دو گڈریوں کو جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھے، ہمدردیٔ انسانی کی راہ سے نئے کپڑے دئے، اس لالچ پر سالگرہ کی شام کو وہی گڈری پھر اسی درزی کے مکان پر آئے، اتفاق سے درزی سویا ہوا تھا۔ گڈریوں نے یہ سمجھ کر کہ وہ کپڑوں سے محروم کر دئے گئے ہیں، درزی کا گلا گھونٹ دیا۔

درزی کو ان بدوں نے اس نیکی کا یہ صلہ ملا کر بیچارہ ناحق مارا گیا آج اکثر بدباطن ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو نیکی کا معاوضہ دینا جوہر انسانیت سمجھتے ہیں، اور طرح طرح کے فریبوں سے خلق خدا کو تباہ و برباد کرتے اور غیروں کا مال غصب کر کے تنورِ شکم کا ایندھن بناتے ہیں۔ نیکی کرنا متاع آخرت بنانا ہے لیکن ایسے لوگوں سے بہت ہی برا ہے کسی نے اسی موقع کے لئے کہا ہے ع

مکن با بداں نیکی اے نیک بخت

تمباکو نوشی کے خلاف آج کل شد و مد سے اخبارات میں مضامین نکل رہے ہیں، تمباکو نوشی کا اگر سراسر قطعی انسداد ہو جائے تو ملک کو ایک معتد بہ مالی مفاد ہو سکتا ہے، لاکھوں روپے کا تمباکو اور سگرٹ ممالک غیر سے آتے ہیں جو ہندوستان میں بکھر اڑ جاتے ہیں،

معاصر "لیڈر" کا ایک نامہ نگار موجودہ ایڈیٹران اخبار کی قسم ناک روش کے مطالعہ سے ہندوستان میں اخبار نویسی کا کالج کھولنے کا مشورہ دیتا ہے خیال مناسب اور تجویز معقول ہے جس سے ملک آئے دن کے مصائب سے ضرور بچ جائیگا۔

مصری خواتین مساوات کا حق حاصل کرنے کے لئے کامل جد و جہد کر رہی ہیں "مصری جمعیت نسوان" کا ایک خاص اجلاس گذشتہ دنوں میں منعقد ہوا چند قرار دادیں پاس ہوئیں اور کارکنان کا انتخاب کیا گیا۔

حکومت مدراس نے حدود بلدیہ علی پور میں یکم جولائی سے مفت اور جبریہ تعلیم (ابتدائی) کے اجرا کی منظوری دی ہے،

میونسپلٹی امرتسر کی طرف سے ممبران کمیٹی کے گھروں میں ٹیلی فون لگوا دئے ہیں، بعض ممبران کا خیال ہے کہ جن ممبران کی زندگی شہر کی چار دیواری میں بلطف نہیں گزرتی۔ ان کو کمیٹی کی طرف سے ٹھنڈی سڑک پر بنگلے بنوا دئے جائیں،

ہندو مسلم اتحاد کے نظارے، سوراج کی تقسیم، محبت باہمی کے منظر عجیبہ دیکھنے ہوں تو آج کل امرتسر تشریف لے آئیے، مسٹر دوبن سنٹ کلاس مجسٹریٹ کے کمرہ میں چند منٹ بیٹھ جائیے، شہر کے شمالی حصہ کی گشت کیجئے، اور دیکھئے کہ شہیدان جلیانوالہ کی یاد کس طرح تازہ ہو رہی ہے، حا

موضع دیال تحصیل پٹھانکوٹ کے باشندوں نے فضول خرچی کے انسداد کے لئے شادیوں پر گانے، باجہ، آتشبازی، نیز دیگر خلاف شرع اخراجات بھرائی، راول، جوگی وغیرہ کو ناگر فعلی نہا ہتے ہیں، اور حسب حیثیت چندہ جمع کر کے یتیم، مسکین، اور اپاہج لوگوں کی خدمت کرنے کا فیصلہ کیا ہے، باشندگانِ موضع مذکورہ کا یہ فعل مبارک ہو، دیگر مقامات کے باشندوں کو بھی اسکی تقلید کرلی چاہیئے۔

انجمن اتحاد مسلم راجپوتان ضلع امرتسر نے تعلیمی وظائف فنڈ کے لئے ۴ سیر غلہ فی ہل جمع کرنیکا فیصلہ کیا ہے، جو فراہمی سرمایہ کا نہایت معقول ذریعہ ہے۔

آرہ کی خبر ہے کہ وہاں کے ہندوؤں نے ایک معزز مسلمان کو محض اس شبہ میں قتل کر دیا کہ وہ گائے کو ذبح کرنیکے لئے لے جا رہا تھا، حالانکہ وہ اپنی گم شدہ گائے کو واپس لا رہا تھا۔

مخبر دکن مدراس کو بجا شکایت ہے کہ حیدرآباد دکن جیسی نصفت شعار اور حق پژوہ ریاست دجو ہر قوم و ملت کی رعایا کے ساتھ بے تعصبانہ برتاؤ رکھتی ہے۔ کئی اقوام کے معابد کو سرکار عالی سے معاشیں مقرر ہیں) میں بھی بعض ناعاقبت اندیش ہنود دیگر اقطاع ہند کے اثر سے قومی و مذہبی نزاعوں کی بنیادیں قائم کر رہے ہیں اس سرکار عالی کی بے تعصبانہ حکمرانی کی یہ تاثیر ہونی چاہیئے۔ کہ بعض اشرار ہنود کی جسارتیں اس قدر بڑھ جائیں۔ کہ مسلمانوں کے مساجد و مقابر اور مقامات متبرکہ کی توہین و تحقیر روا رکھیں، اور باہمی شر و فساد بڑھے، اور امن عامہ میں خلل واقع ہو،

مناسب ہے کہ فریقین کے مہذب و سربرآوردہ اصحاب بمصداق ؎ سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل، چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل، حکمت عملی، اثر اور محبت و خلوص سے عناد و فساد کی اس رو کو روک دینے کا فوری انتظام کریں

احمدی جماعت کے مبلغین کی خدمات میدان ارتداد میں قابل قدر ہیں لیکن انہیں شکایت ہے کہ علمائے احناف وغیرہ ان کے تبلیغی کاموں میں طرح طرح کی مشکلات پیش کرتے ہیں، میاں غلام نبی صاحب ایڈیٹر "الفضل" آگرہ سے لکھتے ہیں۔ کہ "اس وقت جبکہ ہر چہار طرف سے متفقہ طاقت کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہو رہا ہے اس وقت جبکہ مسلمان کہلانے والوں کو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں وہ لوگ مرتد کر کے اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔ اس وقت جبکہ ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا اختلاف رکھنے والے اسلام کے مقابلہ میں صف بستہ ہو چکے ہیں، ایسے خطرناک اور نازک وقت میں علمائے اسلام جنہیں رسول کریم کے سچے جانشین، اسلام کے حقیقی محافظ اور مسلمانوں کے رہنما ہونیکا دعوٰے ہے کیا کر رہے ہیں یہ ایک ایسا سوال ہے جسکا جواب نہایت ہی افسوسناک اور رنج افزا ہے کیونکہ علما کہلانیوالوں میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اپنے گھر میں بیٹھے آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور انہیں اسلام کا اتنا بھی فکر نہیں جتنا اپنے صبح کے ناشتے کا۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ہندوؤں کی رضاجوئی کے لئے وقف ہو چکے ہیں اور نہیں چاہتے کہ ہندوؤں کو اسلام کے مٹانیکی کوششوں سے باز رکھنے کے لئے ایک لفظ بھی زبان سے نکالیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنیکی بجائے خادمان اسلام کو دکھ و تکلیف پہنچانے اور انکی کوششوں میں روڑا اٹکانے میں لگے ہوئے ہیں"۔

انجمن تبلیغ الاسلام لاہور فتنہ ارتداد کے لئے تنخواہ دار مبلغ مواقع معلومہ پر بھیج چکی ہے، تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا فرض اہم بوجہ احسن انجام دے رہی ہے۔ مالی امداد کی محتاج ہے، ایسی اسلامی انجمنوں کی امداد و اعانت کرنا اسلام کی بہترین اور نمایاں خدمت ہے، صاحبانِ دولت و ثروت توجہ کریں۔

کشفی شاہ نظامی کے ہاں خدائے تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے فرزند پیدا ہوا ہے آپ نے غازی انور پاشا کی یاد میں مولود کا نام "انور" رکھا ہے خدا مولود کی عمر میں برکت دے اور خادم اسلام ہونیکی توفیق دے۔ کشفی صاحب کو ہم مبارکباد دیتے ہیں،

ہز اگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام فرمانفرمائے حیدرآباد دکن نے رائٹ آنریبل سر سید امیر علی صاحب کی کتاب سپرٹ آف اسلام کی ۴۰۰ جلدیں خریدنے کا حکم دیا ہے،

نظام عالیمقام نے دہلی میں ایک شاندار قصر کی تعمیر کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ کی منظوری دی ہے،

موسیٰ ندی کے قرب کے باغات حضور شہریار دکن نے عوام کے لئے وقف فرمائے ہیں،

آریہ اور ہندو اخبارات اسلام اور مسلمانوں پر ناپاک حملے کر رہے ہیں۔ حال میں اخبار "کیسری" لاہور نے پیغمبر اسلام کی شان میں نہایت مکروہ مضمون شائع کیا۔ اس مضمون میں اس نے مذہبی تعصب سے شائع اسلام اور عام مسلمانوں پر اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر نہایت ناپاک حملہ کیا۔ انجمن اسلامیہ امرتسر نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے کیسری کے ایڈیٹر سے اس بنا پر کہ اس کے مضامین سے مسلمانوں کے احساسات کو صدمہ پہنچتا ہے، دس دس ہزار روپے کی دو ضمانتیں اور دس ہزار روپے کا مچلکہ لینے کا نوٹس جاری کیا ہے،

حضور نظام عالی مقام خسرو دکن نے اپنے ایک فرمان میں حدود ریاست کے اندر ایکساز بچوں کو ٹیکا لگانے اور پیدائش و اموات کا نظام ایک منظم صورت میں رکھنے کی ہدایت کی ہے،

عشرہ محرم کے ایام میں حیدرآباد (دکن) میں سوانگ نکالنے کا دستور رائج تھا۔ حضور نظام خلد اللہ المقام نے بذریعہ فرمان آئندہ تمام ممالک محروسہ میں ہر جگہ عشرہ شریف میں سوانگ کو بدعت سمجھ کر قطعاً بند کر دیا ہے۔ سابق قوانین متعلقہ سوانگ وغیرہ منسوخ فرما دیئے ہیں،

فتنۂ ارتداد کے شاخسانے نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے چونکا دیا۔ الحمد للہ کہ میدان ارتداد میں فتح و نصرت ان کے قدم لیتی ہے اور تائید ایزدی ان کے ساتھ ہے، مسلمان مبلغوں کی تھوڑی سی کوشش سے سینکڑوں ہندو نفوس دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، راجپوتان آگرہ وغیرہ پر بھی شردھانند کا جادو نہ چلا۔ حقیقتاً وہ اس چھیڑ چھاڑ سے بجائے خود نادم ہے اکثر سمجھدار ہندو اس کی شدومد سے مخالفت کر رہے ہیں، کئی ایک نے آئندہ شر بانی گائے کا بوجھ شردھانند کے سر رکھا ہے اور مسلمانوں کی بیداری جو ان کے خیال میں اب ممکن نہ تھی انہیں مایوس کر رہی ہے، موجودہ طریق تبلیغ تسلی بخش نہیں، علمائے کرام کو چاہیئے کہ وہ تھوڑے عرصہ کے لئے اپنا آرام و عیش اسلام پر نثار کر کے میدان عمل میں نکلیں،

کیا مچھلی بازار کان پور کا ۸۰ ہزار روپیہ میاں فضل حق صاحب کو ان کی ان چند روزہ خدمات کے صلہ میں بخش دیا گیا؟ اگر نہیں تو کوئی مجلس کوئی انجمن، کوئی شخصیت، کوئی طاقت ہے جو ان سے قوم کا روپیہ وصول کرے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے اس وقت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے،

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی پر ایک مسئلہ کے اختلاف کی بنا پر علماء نے فتوئے کفر صادر کر دیا ہے، کوئی ہے جو حکیم اجمل، ڈاکٹر انصاری، اور حضرت آزاد پر بھی کوئی فتوئے دے، آج کل ان کی خاموشی بہ لحاظ اس کے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر سمجھتے ہیں۔ اور فتنہ ارتداد، پیغمبر اسلام کی توہین اور مسلمانوں کی پریشان حالی دیکھتے ہیں اور آنکھ نہیں اٹھاتے، کیا علمائے کرام کے نزدیک ان برسہ حضرات کا یہ گناہ اس قابل نہیں کہ ان پر کوئی فتوئی صادر کیا جائے؟

حضرت خلیفۃ المسلمین سلطان عبد المجید خان جب بہ تقریب سعید قندیل ادائے نماز کے لئے مسجد ابا صوفیہ میں شاہانہ شان و شوکت سے تشریف لائے۔ تو اس خاص محراب سے جسمیں گذشتہ سلاطین نماز ادا کیا کرتے تھے، قصداً دوسری طرف چلے گئے اور تمام مسلمانوں کی صف میں دیگر نمازیوں کے ساتھ مسجد کے معمولی فرش پر ادا فرمائی۔ اور حسن اخلاق و مساوات سے تمام مسلمانوں کو گرویدہ کر لیا۔

ایڈیٹر صاحب رسالہ مجدد لاہور غیرت اسلام نامی ایک انجمن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ مسلمان مستورات جو کھلے بندوں دشمنان اسلام ہنود کی دوکانوں پر خرید و فروخت کے لئے جاتی ہیں۔ انہیں روکا جائے، اور مسلمانوں مردوں میں چھوت چھات کا خیال پیدا کیا جائے۔

جالندھر ہوشیارپور کے اضلاع میں ببر اکالی جتھہ کے ہاتھوں قتل کی وارداتیں ہو رہی ہیں گورنمنٹ کو اس بدکردار گروہ کے تدارک کی جلد فکر کرنی چاہیئے ورنہ ملک میں سخت ابتری پھیل جانیکا اندیشہ اغلب ہے،

تربت حیدری ایران میں زلزلہ کئی گھنٹوں تک رہا۔ ہزارہا جانیں ضائع ہوئیں کہا جاتا ہے کہ شہر سے لوگ بھاگ گئے ہیں، شہر بالکل خالی پڑا ہے

تاریخ اشاعت ہر انگریزی مہینہ کی (۱۶)

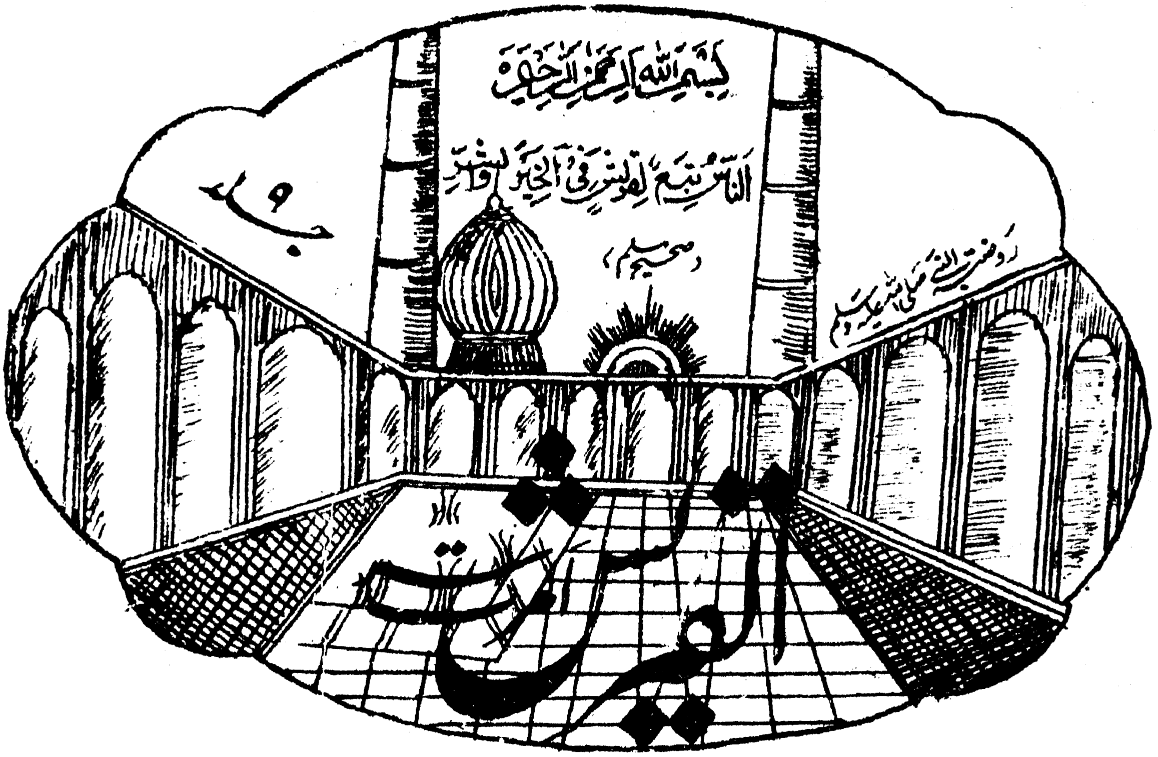

ایک اسلامی تعلیمی قومی اور اصلاحی رسالہ

جو

افراد قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قایم کرنے اور نوجوانان قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و ثابت قدمی، صلہ رحمی و ایثار نفسی، محنت و جفاکشی، احسان و مروت خاندان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینے اور رسومات بد و قبیحات سے بچنے کی تلقین کرنیکیلئے

بپابندئ وقت رونق منزل امرتسر سے ماہوار شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

شرح قیمت سالانہ متمول حضرات سے للعہ متوسط احباب سے تین روپے، طلباء سے ۲ ، فی پرچہ چار آنہ (۴)

ہندو مسلم فساد

سے جو اچھا نتیجہ مترتب ہوا ہے وہ مسلمانوں کا
میدان تجارت میں آنا ہے۔ امرتسر میں بڑے پیمانہ پر
اسلامی دکانیں کھل گئی ہیں ہمنے بھی اسی سلسلہ
میں درآمد برآمد مال کا ایک مفید سسٹم شروع
کیا ہے لہذا برادران اسلام کو ہماری حوصلہ
افزائی اور اسلامی تجارت کو فروغ دینے کیلئے اب ادہر
متوجہ ہونا چاہیے ہماری معرفت ہر قسم کا مال
معمولی کمیشن پر مل سکتا ہے کپڑا ریشمی، اونی، کامدار چادریں
گھڑیاں، کلاک وغیرہ جس قسم کا سامان مطلوب ہو ہم سے طلب فرمائیں

انشاء اللہ تعالے اکثر فائدہ میں رہینگے تجربہ شرط ہے،

قریشی برادر کمپنی حلقہ نمبر ۲ امرتسر

ہر قسم کا مال طلب کیجیئے مگر آرڈر کے ساتھ ۲۵ فیصدی نقد بھجوائیے

علمی جواہرات

کتب خانہ دارالعلوم ... میں علمی
ادبی، اخلاقی، مذہبی، تاریخی اور
ہر قسم کی کتابیں موجود ہیں

القریش کی خدمات کا اعتراف

اکابرین قوم کی رائے

بارگاہِ آصفیہ میں اپیل

القریش کے محسن قوم کے سچے بہی خواہ مولانا مولوی حاجی سید قطب الدین شاہ صاحب ہاشمی، میاں شیخ اعجاز نبی صاحب صدیقی بی۔ اے، مولوی شیخ کریم الدین صاحب صادق بی۔ اے، مولانا پروفیسر قاضی محمود علی صاحب علوی، عالیجناب سید مولوی شہسوار صاحب ترمذی، قریشی افتخار الحق صاحب افتخار بی۔ اے، مفتی قاضی غلام غوث صاحب مولوی فاضل، مختلف اوقات میں القریش کی قومی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس امر کی ترغیب و تحریص دلا چکے ہیں۔ کہ اعلیحضرت محی الملۃ والدین ہز اگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام الملک آصف جاہ فرمانروائے دکن ادام اللہ اقبالہٗ واجلالہٗ جو عواطفِ شاہانہ سے اپنے قومی ارگن کی پہلے ہی سے شاہانہ امداد و اعانت فرما رہے ہیں کی بارگاہِ قدسی اساس میں القریش کی کارگذاری کا ذکر کرتے ہوئے اپیل گذرانی جائے کہ حضور اپنے فیوض و اکرام کے صدقے اس قومی میگزین کا مزید شاہانہ عنایات سے دامن مراد گوہر مقصود سے بھر دیں،

اپریل گذشتہ کی اشاعت میں ہم نے ان مراسلات کا آئندہ اشاعت میں وعدہ کیا تھا، جو بوجوہ آج تک نہ ہوسکا۔ اب مکرر یاددہانیوں اور متعدد نئے مراسلات نے اس پر مزید زور دیا ہے، اس لئے آج کی اشاعت میں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے، احباب کے ہم بدل مشکور ہیں۔ کوشش کی جائیگی کہ اس قسم کا ایک محضر نامہ بارگاہِ ہمایوں میں آئندہ اشاعت کے قبل پیش کرسکیں، انشاء اللہ تعالےٰ محضر نامہ کا مضمون احباب کی واقفیت کے لئے اگست کے رسالہ میں شائع کردیا جائے گا۔

حضور کی سکندر منشی سے اس اپیل کا درجہ قبولیت حاصل کرنا یقینی ہے، القریش موجودہ حالت میں بالواقعی کشادہ دلی سے قومی خدمات انجام نہیں دیسکتا، اگرچہ آپ جیسے احباب دامے، درمے، قلمے، سخنے اس کی مدد کر رہے ہیں،

قومی پریس اور ہفتہ واری اخبار کے اجرا کے لئے یکمشت کسی معقول رقم کا مل جانا اور موجودہ امداد کا سو روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ تک ترقی کرنا ہی ممکن ہے۔ ع

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

نہایت ضروری اعلان

بعض علم دوست اور اصلاحی امور سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کی خدمت میں القریش اس امید پر نمونۃً ارسال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس کی خریداری اور سرپرستی قبول فرما کر ہماری اعانت کرینگے، پس ایسے تمام حضرات سے گذارش ہے کہ براہِ نوازش جلد سے جلد اپنے ارادۂ خریداری و عدم خریداری سے دفتر کو مطلع فرمائیں، ورنہ وی پی کا اجرا عمل میں آئیگا۔ منیجر

جولائی سنہ ۱۹۲۳ء — ۲ — جلد ۹ نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القریش

خاک میں

(از جناب الف کا ناقی گوہ سوار شاہپوری. دکن)

کیا چھپائے ہیں فلک نے لعل و گوہر خاک میں
ہیں ہزاروں گنج اور لاکھوں سے جوہر خاک میں

تاجِ شاہی جن کے سر تھا تخت شاہی زیر پا
ہائے صد افسوس اُن کا آج ہی سر خاک میں

جن کے محلوں کی بلندی کا نشاں ملتا نہ تھا
آج ہیں پنہاں وہ سب دیوار اور در خاک میں

جو حکومت اور طاقت میں تھی آپ اپنی نظیر
اب وہی ہیں رستم و دارا سکندر خاک میں

کیجیے گورِ غریباں کی کبھی بھولے سے سیر
دیکھیے ہیں کیسے کیسے ماہ و اختر خاک میں

جسکو تھا غرقابیٔ قرآں کا عزمِ ناصواب
ہو کے خود غرقاب اب ہی لاٹ کچنر خاک میں

رشکِ صد فردوس تھا باغِ ارم شداد کا
بے نشاں ہی اور پنہاں باغ یکسر خاک میں

دعویٰ صد حکمرانی جنکے سر میں تھا بھرا
منہ چھپائے ہیں وہ سب فغفور و قیصر خاک میں

جو تلف دفتر ہوا اب اس کا غم ناقی ہے کیا
ہیں ہزاروں شاعروں کے آج دفتر خاک میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کا قومی مرکز

ایک ضروری تحریک

والیانِ ریاست، نوابان، جاگیرداران اور عامۃ المسلمین سے خطاب

مسلمانوں کی انجمنیں حشرات الارض کیطرح پیدا ہوتی اور مرجاتی ہیں اخبارات میں روزانہ بیسیوں ایسی انجمنوں کے قیام کا اعلان ہوتا ہے اجن میں سے ایک ایک کے مقاصد کی فہرست اس قدر طویل ہوتی ہے کہ گویا دنیا بھر کی اصلاح کی اجارہ دار یہی انجمن ہے لیکن پھر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ان کے وجود کو گھن کہا جاتا ہے یا ہوا چاٹ جاتی ہے کہ صفحۂ ہستی پران کا نام لیوا تک کوئی نہیں رہتا۔ درحقیقت ہم نے انجمن گری شغلِ بیکاری بنا رکھا ہے، اور سوائے اس کے ہمارا کوئی کام نہیں کہ قوم کو سبز باغ دکھا کر نقیں بٹوریں اور چند روز محض نشاط گرم کرکے قوم کو اس کے حال پر چھوڑ کر دیوالہ نکالدیں۔ وائے برحالِ ما۔

گذشتہ دسمبر سے سات ماہ میں انجمن گروں کی کارگذاری کا اگر جائزہ لیا جائے تو اعداد و شمار سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ کم و بیش تین سو نئی انجمنیں جن میں اصلاحی، تبلیغی، اور اسلامی بہی ہیں وجود میں لائی گئیں لیکن انکی خدماتِ جلیلہ جو انہیں اپنی مجوزہ قواعد کے ماتحت کرنی چاہیئے تہیں پر ایک گہری نظر ڈالی جائیگی تو اس کا خانہ خالی نظر آئیگا۔ البتہ آمدن کے رجسٹر میں چند سینکڑوں کی میزان ملیگی جو سامانِ آرائشِ دفتر، اطلاع مقاصد و قواعد، چپراسی اور خادم کی تنخواہ کے اخراجات کی میزان کے برابر یا کچھ کم ہوگی، باقی اللہ اللہ، خیر سلا،

حقیقت یہ ہے کہ نہ تو سوز دل اور درد اسلامی سے انجمنیں قائم کی جاتی ہیں اور نہ ہی قوم کی طرف سے کسی ایک پر بھی جیسا کہ حق ہے اعتماد کیا جاتا ہے، جس کا نتیجہ ذلت، خواری، تفریق ذاتی، بے اعتمادی اور انتہائی پریشانی ہے جس کا ہم شکار ہو رہے ہیں۔ آہ، یا وہ زمانہ تہا کہ مخالفین آنکھ نہ اٹھا سکتے تھے یا اب یہ ہے کہ فرزندانِ اسلام، اسلام اور بانیٔ اسلام پر آوازے کسے جاتے ہیں، ہائے کوئی نہیں جو ان واقعات پر سچے دل سے غور کرتا۔ کاش ہمیں دیدہ عبرت نصیب ہوتے اور ان لوگوں کے متحدہ نظام اور اتفاق و یگانگت کی بےنظیر و بےمثل مثال سے متاثر ہوتے اجن کے اجتماع قومی کی بنیاد والے کبہی امید نہ کرتے تھے،

سرزمین ہند کے دورِ حاضرہ میں جمعیتِ قومی کا شاندار یہ پہلا نظارہ تہا جو گورو گوبند سنگھ کے پیروؤں کا، ۱۴ جون گذشتہ کو امرتسر کے بازاروں میں دیکھا گیا۔ پانچ میل لمبا فدایانِ قوم زن و مرد کا جلوس نہایت خلوص و عقیدت سے اپنے مذہبی معبدگاہ کی خدمت کے لئے جارہا تہا۔ اکابرینِ قوم اور منتظمین جلوس کے ایک ادنی سے اشارہ پر ایک ایک کی جان قربان تہی۔ رامی (والیانِ ریاست) رعایا۔ اعلیٰ و ادنیٰ، شریف و رذیل میں کوئی تمیز نہ تہی، غرض صفوت و صفا اور قربت و اصطفا کا وہ عالم تہا۔ کہ سنینِ ماضیہ کی یاد تازہ ہوتی تہی۔

اگر ایک طرف یہ حال ہے تو دوسری طرف ریاضتی و مشاقی سنگھنز کے لئے ہزار تگاپو معروف عمل اگر

ایک مسلمان ہیں کہ وہ از راہِ عمل خفتہ و خوابیدہ پڑے خراٹے لے رہے ہیں ان کا نہ کوئی قومی مرکز بنا اور نہ انہیں کوئی فکر! کیا فرزندانِ اسلام کی یہ غفلت و بےپروائی تباہی و ہلاکت کا رنگ نہ لائیگی۔ لائیگی اور ضرور لائیگی،

کیا اس ابتلا اور پریشانی کے زمانہ میں جبکہ ہمیں مخالفینِ اسلام ذلت کے پاؤں میں کچل ڈالنے کا اعلان کر رہے ہیں، کسی قومی مرکز اور اخوتِ اسلامی کے بکھرے ہوئے موتی ایک سلک میں منسلک کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی؟ اگر ہوتی ہے تو پھر کس وقت کا انتظار ہے

شذرات

جس مذہب کی اساس دنیاو ریا دہوکا بے شرمی اور ان گندی اصولوں پر جو کفر توڑ میں بحوالہ ہندو دھرم شاستر مذکور ہیں ہو اس قوم کی ترقی اور اس کا انجام معلوم، زر وسیم سے مالا مال ہونا۔ اونچی اونچی محلوں اور شاندار عمارتوں میں مخملی فرشوں پر مزے لینا، عزت وآبرو، غیرت وحمیت نہ ہونیکی حالت میں سب ہیچ ہے، میدان مقابلہ میں اور محفل مذاہب میں وہ کبھی سر اٹھانیکی تاب نہیں لاسکتی۔ پھر یہ سنگٹھن خدا جانے کس برتے پر تتا پانی،

مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے طاقت ایمانی کی ضرورت ہے اجو اس ین کو نصیب نہیں،

نکتہ سنج و دقیقہ رس ہندو اگر شردھانند کے فتنہ ارتداد کی سلگائی ہوئی آگکو پہلے ہی سے اپنے لئے سوختنی سمجھکر نفرت وحقارت سے دیکھتے ہوئے اخبارات میں صدائے احتجاج بلند کر چکے ہیں، اب ایک نیکدل دوربین ہندو نے شردھانند کی اشدہی کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے شمار واعداد سے ثابت کیا ہے کہ اس فتنہ دشر میں ہندو دہرم ناقابل برداشت نقصان برداشت کررہا ہے، ایک اور دقیقہ رس ہندو فتنہ ارتداد کو اپنے مذہب کی تحقیر وتذلیل سمجھتا ہوا ملامت کرتا ہے اور شردھانند کی ذات سے بایں خیال اشدہی میں کامیابی کی توقع نہیں رکھتا۔ کہ وہ بیدران سلام اکسٹرا نمبر مسٹر کے سوالات سے عاجز آگیا تھا۔ کیا اچھا ہوتا کہ دانایان ہنود شردھانند کا تتبع کرنے سے قبل ان عواقب ونتائج پر ٹھنڈے دل سے غور کرلیتے،

دانایان فرنگ ایجاد و اختراعات میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، حال ہی میں دانایان یورپ نے بادل سے اپنی مرضی سے مینہ برسانا۔ فونوگراف سے تاربرقی کا کام لینا اور ایسے پیغامات وخطوط جو گراموفون کے ریکارڈ کی جگہ پر رکھکر تمام دنیا میں کانوں سے سنی جاسکتی ہیں، اور اس قسم کی کئی ایجادات سے اپنے فنی کمال کا ثبوت دیا ہے،

قربان البقر کی غلط فہمی ہندوؤں کے دلوں سے رفع کرنے کے لئے غازی محمود سرسیال بی۔ اے نے زمیندار مورخہ ۵ جولائی میں گائے کی قربانی اور ہندو شاستر" کے عنوان سے ایک مضمون میں ہندو مذہب کی معتبر کتب کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ عربی زبان میں جسے قربان البقر کہا جاتا ہے سنسکرت میں اسے "گومیدہ یگیہ" کہتے ہیں۔ اس مضمون میں بدلائل قاطع یہ بتایا گیا ہے کہ ہندو دہرم کی کتب معتبرہ سے قربان البقر کا جواز ثابت ہوتا ہے سوامی دیانند کی تعلیم کے مطابق گائے محض ایک حیوان ہے، پھر وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہنود قربان البقر سے اس قدر کیوں پریشان ہوتے ہیں۔ ادہر مسٹر ہنڈوادہ ڈاکٹر انصاری وغیرہ نام نہاد لیڈران تیرہ سو برس قبل کے اسلامی فیصلہ پر نظر ثانی کرنیکے لئے کسی کانفرنس کو وجود میں لانیکی بے سود کوششیں کررہے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان ذبیحہ گاؤ کو ایک فریضۂ مذہبی سمجھتے ہیں اور وہ کسی دباؤ سے اس سے باز نہیں رہ سکتے

فتنۂ ارتداد میں پچھاڑ کھاتے ہوئے، کفر توڑ وغیرہ سے گھبرائے ہوئے ہنود اب چھوٹے ہتھیاروں پر اتر آئے ہیں۔ چنانچہ کسی بزدل اور ہیجڑے نے دوں ہمتی سے اپنے نام کے اظہار کی جرأت نہیں کرسکا۔ اور سپر ہند جتھا کا سکرٹری ہونیکا مدعی ہے، مدیر زمیندار کے نام ایک خط لکھا ہے جس میں تہذیب وانسانیت کا اس قدر خون کیا گیا ہے کہ دوسرے مذہب کے پیرو سے نہ ہوسکے، یہ خط ۶ جولائی کے زمیندار میں شائع ہوا ہے۔ جس میں مسلمانوں کو سخت سے سخت اور فحش ترین گالیاں دینے کے علاوہ پیغمبر صلعم کی ذات ستودہ صفات پر نہایت کمینہ حملہ کیا گیا ہے۔

سپر ہونیکے بزدل مدعی نے اس مضمون میں مسلمانوں کو بجبر اشدہ کرنیکی دہمکی دی ہے جو اسکی انتہائی خباثت اور بے حیائی کی دلیل ہے، اسلام واسلامیان ان بزلیات وخرافات سے نہ کبھی گھبرائے اور نہ گھبرا سکتے ہیں۔ لہذا یہ بکواس کچھ معنی نہیں رکھتی،

تجارت اور تجارتی تعلیم سے متعلق مسلم اخبارات میں درجنوں مضمون نکل چکے ہیں۔ مگر افسوس کہ کوئی عمل کرنیوالا پیدا نہوا۔ کہا جائیگا کہ سرمایہ کی کمی سد راہ ہے اس کا بہترین علاج ہے کہ مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں کھولدی جائیں، کیا یہ بھی مشکل ہے، ضرورت ہے کہ اکابرین قوم قول کو فعل میں لانے کی جلد از جلد کوشش کریں، کیا عجب کہ افلاس ونکبت فارغ البالی سے بدل جائے،

مفلس و بیکار آدمی بقول مرد بیکار دزد یا بیمار، ابتلکم پڑی اور مشغلہ معاش کی تلاش میں ہزار تدبیریں بناتا ہے لیکن جب بدقسمتی سے کہیں پتہ نہیں پڑتا تو قانون سرکاری اور شرافت ذاتی کو بالائے طاق رکھ کر ناگفتنی افعال کا مرتکب ہوتا ہے جس کا نتیجہ اکثر تباہی و بربادی کا موجب ہوتا ہے،

لاہور کی تلاشیوں کے سلسلہ میں ایسے لوگوں سے ایک پریس اور نوٹ چھاپنے کا سامان اور خط کے ملے ہیں، جن پر مقدمہ چل رہا ہے، نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر برے کام کا انجام برا ہوتا ہے،

ہندوستان میں ابتدائے صدی میں فی میل ۱۲۹ تعلیم یافتہ تھے ۱۹۱۱ء میں ۱۴۰ ہوئے اور اب انکی تعداد ۱۶۱ ہے، عورتوں کی تعلیم میں بھی ترقی ہے چنانچہ ۹ سے ۱۳ اور ۱۳ سے ۲۳ ہوگئی ہے، برطانی ہند میں ۱۹۱۷ء میں تمام طلبہ کی تعداد ۶۲۳۵۸۰۰ تھی لیکن اب ۸۳۷۶۰۰۰ ہے۔ ۱۹۱۸-۱۹ کے انفلوانزا سے ۱۲۵۰۰۰۰۰ آدمی ضائع ہوئے، جنمیں نوجوانوں کی بڑی تعداد ضائع ہونے سے ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ پیدا ہوگئی۔ برما اس حیثیت سے اول ہے۔ جہاں تقریباً ۵۰ فیصدی مرد تعلیم یافتہ ہیں۔ بنگال و مدراس میں ½ ہے اور بمبئی میں اس سے بھی کم۔ بڑودہ کی لازمی تعلیم نے جو ۳۰ برس سے وہاں جاری ہے کچھ زیادہ نمایاں کامیابی حاصل نہیں کی۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں بڑودہ میں فی میل میں ۱۶۲ مرد اور ۸ عورتیں تعلیمیافتہ تھیں اور گجرات کے برطانی اضلاع میں ۲۰۶ مرد اور ۱۶ عورتیں۔ اب بڑودہ میں ۲۱ مرد اور ۴۰ عورتیں اور برطانی گجرات میں ۲۲۳ مرد اور ۲۴ عورتیں، تعلیم نسواں میں گو ۲۳ سے ۱۳ کا اضافہ ہوا ہے۔ لیکن پسماندہ صوبے ابھی تک پیچھے ہیں۔ صوبہ متوسط بہار و اڑیسہ، راجپوتانہ ایجنسی، کشمیر، حیدرآباد اور شمالی ہندوستان میں جہاں مسلمان زیادہ تر آباد ہیں۔ یہ تعداد بہت کم ہے اس حیثیت سے بڑودہ نے خاصی کامیابی حاصل کی ہے، پچھلے ہر ۱۰۰۰ عورتوں میں ۵.۴ تعلیمیافتہ تھیں۔ لیکن اب ۴.۲ ہے، اس سلسلہ میں میسور اور کوچین کی ریاستوں نے بھی ترقی کی ہے، قومی حیثیت سے نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ سالوں میں عیسائی عورتوں نے ۷۴ سے ۲۱۰ تک ہندو عورتوں نے ۵ سے ۹ تک اور مسلمانوں نے ۴ سے ۹ تک ترقی کی ہے،

یہ طریقہ نہایت معیوب ہے مگر جاری ہے کہ بعض خریدار پہلے سے تو کوئی اطلاع نہیں دیتے اور وی پی واپس کر دیتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین القریش اس مکروہ طریق عمل سے اجتناب کرینگے، کیونکہ اس سے ایک قومی رسالہ کا بلاوجہ نقصان ہوتا ہے جو قوم ایسی سست ہو کہ ایک کارڈ لکھنے میں تامل کرے اور دو کا دس گنا نقصان کرائے یا وعدہ خلافی کرے تو اس سے کیا امید ہوسکتی ہے،

مسلمانان لاہور کے تحفظ حقوق کا ایک عظیم الشان جلسہ ، جولائی کو لاہور میں منعقد ہوا۔ میونسپل نشستوں کے متعلق چند رزولیوشن پاس ہوئے اور اس بات پر زور دیا گیا کہ مسلمان حصول حقوق میں پس و پیش نہیں کرینگے۔ بقول معاصر وکیل اس بات کو الم نشرح کیا گیا کہ گورنمنٹ ہندؤں کے ہیجان سے مرعوب ہوکر مسلمانوں کے حقوق غصب کرنا چاہتی ہے جو ناواجب ہے،

گورنمنٹ ہند نے پٹیالہ و نابھہ دو سکھ ریاستوں کی کشمکش سے متعلق مہاراجہ نابھہ کی زیادتیوں کا ثبوت پاکر مہاراجہ نابھہ کو تخت حکومت سے معزول کرنیکا چند شرائط کے تحت اعلان کیا ہے،

یہ کشمکش ایک عرصہ سے جاری تھی اور روزافزوں دونوں ریاستوں میں منافرت و مغائرت کی خلیج وسیع ہو رہی تھی۔ ہر چند کہ کمیٹی اور بعض دیگر بہی خواہ قوم قضیہ نامرضیہ کی اس گرہ کو ناخن تدبیر سے کھولنے کی کوشش کر رہے تھے مگر افسوس کہ فریقین کی ناراضی کا یہ برا نتیجہ پیدا ہوا۔ انتظام ریاست تاوقتیکہ مہاراجہ صاحب کا ۴ سالہ لڑکا سن بلوغ کو نہ پہنچے گورنمنٹ کے ہاتھ میں رہیگا۔ مہاراجہ صاحب کو گذارہ ملیگا۔

نمونہ ملاحظہ کرنیوالے احباب اگر دو پیسہ کے ایثار سے رسالہ کی ملاحظہ کے بعد منشائے خریداری و عدم خریداری سے دفتر کو مطلع کر دیا کریں تو انکی عنایت سے دفتر مزید اخراجات سے جو اجرائے وی پی اور مکرر نمونہ کی ترسیل سے ہونے ممکن ہیں سے بچ سکتا ہے، انتظار کی زحمت سے نجات ہو جاتی ہے،

اس دفعہ جن احباب کی خدمتیں سے کر نمونہ حاضر ہوتا ہے، وہ مہربانی کرکے ترسیل زرچندہ سے اپنے قومی رسالہ کی اعانت کریں۔ اگر یہ نہیں تو بذریعہ پوسٹ کارڈ دفتر کو مطلع فرما کر مشکور کریں۔

قلمی معاونین مہربانی کرکے صاف لکھا کریں۔ تاکہ کاتب کو نقل میں آسانی ہونیکے علاوہ غلطیوں کا احتمال نہ رہے،

مذہبی تعلیم اور مسلمان

ہماری حالت آجکل نہایت خراب ہو رہی ہے ، مذہب کے لحاظ سے ہم خدا اور رسول کے چور ہیں اور دنیوی لحاظ سے بھی اقوام عالم کے پیچھے ہیں ہماری قومی ہستی مرض منظر میں ہے لیکن افسوس کہ ہم ابھی تک خواب غفلت میں ہیں اور مرض کی تشخیص یا علاج کیطرف بہت کم متوجہ ہیں مسلمان ایک سرے سے دوسرے سرے تک تباہی کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ متوسط درجہ کے عام مسلمان جن پر ابھی اسلام کے پیرو ہونیکا اطلاق ہو سکتا ہے اپنے حال میں مست ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی فلاح کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ آسودہ حال افراد اور تعلیم یافتہ اصحاب جو عرف عام میں لیڈران قوم کہلاتے ہیں ، لیڈری کے نام کو بٹہ لگا رہے ہیں اکثر حالات میں بجائے فائدہ کے نقصان کا باعث ہیں اور اپنی غلط مثال سے قوم کو گمراہ کر رہے ہیں ، پیران طریقت جن سے کچھ امید ہو سکتی تھی افسوس وہ بھی اغراض دنیوی کے غلام دکھائی دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا زندہ نمونہ بننے کی بجائے فرقہ بازی تعصب اور مذہب کی آڑ میں دنیا پرستی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ، قوم اور مذہب فی زمانہ دو الفاظ بن گئے ہیں جن سے خلق خدا کی گمراہی اور تباہی میں تمام نہاد لیڈر اور علم کے جھوٹے دعویدار مدد حاصل کرتے ہیں۔

جمہور مسلمان اسلام کی اصل تعلیم سے جاہل ہیں اور اپنے لئے یہی کافی سمجھتے ہیں کہ کسی دوسرے مسلمان سے چند ایک اسلامی مسائل پوچھ لئے اور ان پر عمل کیا نہیں تو اپنے جی کو اس طرح تسلی دی۔ کہ ہمارے لئے اتنا کافی ہے کہ ہم کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک مسلمان کا علم دین سے جاہل ہونا معصیت میں داخل ہے نہایت ہی شاذ ایسی حالتیں ہو سکتی ہیں جنمیں علم دین کی حیات مجبوریوں کی وجہ سے قابل معافی ہو ، قرآن شریف جگہ جگہ علم والوں کی تعریف کرتا ہے ، طرح طرح کے انعام اور خوشخبریاں سوچنے والوں ، غور کرنے والوں سمجھنے والوں وغیرہ علی ہذا القیاس کے لئے اللہ کے کلام میں ہیں طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ کی حدیث ہر ایک مسلمان پر تحصیل علم کو فرض قرار دیتی ہے ، مسلمانوں کو نبی کریم کا ارشاد ہے کہ جہاں سے ملے علم حاصل کرو ، اطلبوا العلم ولو کان بالصین اور علم کو اپنا گمشدہ مال سمجھو اگر کافر سے ملے تو بھی بخوشی لے لو جتنی ترغیب مسلمانوں کو اسلام نے علم حاصل کرنیکے لئے دی ہے۔ اور کسی مذہب میں نہیں ہے تحصیل علم کو ثواب قرار دیا ہے۔ علموں سے بالخصوص کو جہاد کا رتبہ دیا ہے ملاحظہ ہو حدیث شریف تعلموا العلم فان تعلمہ للہ حسنۃ ودراستہ تسبیح والبحث عنہ جہاد وطلبہ عبادۃ وتعلیمہ صدقۃ وبذلہ لاھلہ قربۃ نہایت افسوس ہے کہ مسلمان راہ راست سے دور ہو کر تحصیل علم کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ علم دین حاصل کرنے میں دونوں جہان کا فائدہ ہے ، پڑھنا ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے بشرطیکہ اسے خدا کے لئے اور خلق خدا کی بہتری کی غرض سے حاصل کیا جائے ،

مسلمانوں کو اپنے کام خود کرنے چاہئیں ، یا ان کو صرف ایسے لیڈروں کے سپرد کرنا چاہیئے جو پکے مسلمان اور مسلمانوں کے سچے خیرخواہ ہوں ہمارے مشہور لیڈروں کے متعلق جو کچھ بھی کہا جائے حقیقت سے کم رہیگا۔ قوم فروشی سے بڑھکر اور کونسا الزام ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہی لیڈر سچے لیڈر ہوتے تو خاموشی کے ساتھ ان الزامات کو نہ سنتے ، شعائر اسلامی سے بیزار ہو جانا اور مذہب کے ساتھ خصائص کو بھی ترک کر دینا ہمارے لیڈروں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ خدا نے ہر ایک طبقہ میں اچھے برے ہر قسم کے آدمی پیدا کئے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ بروں کے ساتھ اچھوں کی بھی مذمت کی جاتی ہے اخلاقی کمزوریوں کے بہت سے مدعی ہوتے ہیں۔ بہت سے لیڈر ایسے ہیں کہ اگر آج ان کو اچھے آدمیوں کے ساتھ ملکر کام کرنیکا موقع ملے تو وہ فوراً راہ راست پر آ جائیں لیکن صحبت بد کی وجہ سے فی الحال انکی طبائع کی اعلیٰ خوبیاں دبی پڑی ہوئی ہیں۔

کیا مسلمان اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ امام یا لیڈر کو مقتدیوں سے فائق ہونا چاہیئے افسوس کہ جس طرح ہم نے مسجدوں میں امامت کو بدنام کر رکھا ہے اسی طرح دنیا کے سامنے بڑے لیڈر پیش کر کے اسلام کے رخ روشن پر بھی دھبہ لگانے میں کوتاہی نہیں کی ، مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان کے حلقہ اثر میں اسلامی باتوں کا چرچا ہو ، اور سنت نبوی کیمطابق

ہماری دوستی اور دشمنی صرف اللہ کے واسطے ہو۔ اگر مسلمانوں میں اسلامی تنقید شروع ہو جائے، دوست دوست کو اور بھائی بھائی کو شرع اسلامی کے پاسدار بنانیکا ذمہ دار ٹھہرائے تو ہماری حالت بہت جلد سنبھل جائے ،

پیران طریقت کے متعلق ہمیں صرف یہ کہنا ہے کہ انہیں اپنے مریدوں کو تعویذ بازی کی تعلیم نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ ان کے دلوں میں اخوت اسلامی کی روح پھونکنی چاہیئے، اگر مسلمانوں کے پیر اور سجادہ نشین مولوی اور تمام کے عالم اپنے تئیں رسول اللہ صلعم کے رنگ میں رنگ لیں۔ اپنے تئیں اغراض نفسانی سے پاک صاف کرلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ عوام مسلمان جو ان کے زیر اثر ہوتے ہیں راہ راست سے بھٹکنے پائیں۔ پیران طریقت کی مجالس میں وعظ و نصیحت کے تذکرے ہونے چاہئیں، نہ کہ دنیا اور دنیا کے کتوں کے افسانے ،

ایک عظیم الشان وجہ ہمارے مولویوں اور پیروں کے بے اثر ہونیکی یہ بھی ہے کہ وہ خود علم کی بیقدری کرتے ہیں۔ اگر وہ کسب حلال سے اپنے قوت لایموت کا بندوبست کریں اور علم دین کی خدمت کا اجر سوائے خدا کے اور کسی سے نہ چاہیں تو انکی تعلیم اور مثال بھی اسی طرح موثر ہوسکتے ہیں جیسا کہ علمائے سلف اور قرون اولیٰ کے بزرگوں کا زندہ نمونہ مسلمانوں کی فلاح کا باعث ہوتا تھا۔

ہمارے مشائخ کرام اور پیران عظام اگر ہمارے اس کلام حق سے طیش میں نہ آجائیں بلکہ معقولیت اور ٹھنڈے دل سے ہماری معروضات پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں کو مسلمانوں کی بہتری کا وسیلہ بنا سکتا ہے ،

بالآخر ہم دوبارہ اپنے برادران قوم کی خدمت میں ملتجی ہیں کہ وہ خدا کیواسطے مآل اندیشی سے کام لیں اپنے پس و پیش کو دیکھیں۔ اپنی اصلاح حالت میں ساعی ہوں اور فضول باتوں میں اپنا عزیز وقت ضائع نہ کریں موت ہمارے سر پر کھڑی ہے تیاری کیلئے بہت تھوڑا وقت ہے پیغمبر خدا صلعم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا زمانہ قریب آگیا ہے آج کل میں قیامت کا سماں آنکھوں کے سامنے بندھ جائیگا دنیا کی عمر سو دو سو سال سے زیادہ باقی نہیں رہی اگر ہمیں اپنے نبی کریم صلعم کی سچی غلامی کا فخر ہے تو بہت جلد ہمیں اپنی حالت سنوارنی چاہیئے ،

اس مضمون میں میں نے جن باتوں کے متعلق بحث کی ہے وہ یہ ہیں کہ عام طور پر مسلمانوں کو قرآن شریف اور حدیث شریف کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے ، بلکہ قرآن شریف کے سمجھ کر پڑھنے کو اپنا حرز جاں اور فرض سمجھنا چاہیئے ، جو وقت فرقہ بازیوں میں ضائع ہوتا ہے ، وہ اتحاد اور ترقی کے کاموں میں صرف ہونا چاہیئے ، تعلیم یافتہ اور متمول بزرگان ملت کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ لیڈری سے پہلے اسلام کے غلام بن کر دکھائیں دین و دنیا کے دو مختلف شعبے مقرر نہ کریں۔ دنیا کے ساتھ دین ہے بلکہ ہر ایک لحاظ سے دین دنیا پر مقدم ہے ۔ اپنے لباس وضع قطع ، بود و باش ، اٹھنا گفتار کھانے پینے وغیرہ کی عادتیں سب کی سب اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور یورپ کا کورانہ تتبع اسکی برائیوں کے اختیار کرنے میں نہ کریں داڑھی دکھلیں سوٹ بوٹ چھوڑ دیں ۔ ارکان مذہب کو پابندی کے ساتھ ادا کریں اور اپنے ظاہر و باطن و یکساں اسلامی رنگ میں رنگیں ۔ اگر وہ اب کرلیں تو اسلام کے اصلی محب اور خیر خواہ ہونگے ۔ اور مسلمانوں کے مسلم لیڈر ، علمائے دین اور پیران طریقت سے یہ طلب ہے کہ وہ اپنے مریدین کے لئے اپنی نیک مثال کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا زندہ نمونہ بنائیں ، جن باتوں سے اپنے مریدوں کو منع کرتے ہیں ۔ پہلے خود ان سے کنارہ کش ہوں ، مجھے ایک پیر صاحب کا واقعہ یاد ہے کہ وہ طیش میں آکر اپنے مریدوں کے سامنے ایک مسلمان کو وہ غیر حاضر تھا حرامزادہ کہہ رہے تھے ، یہ الفاظ ایک عامی مسلمان کے منہ سے نکلنے شرم کا باعث ہیں چہ جائیکہ ایک رہبر کے منہ سے نکلیں جسکی تقلید اندھا دھند کیجاتی ہو ، توحید ہمارے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے اس کی قدر کرنی چاہیئے ، اور براہ راست اللہ سے لو لگانی چاہیئے ، ہمارے بزرگوں اور مذہبی پیشواؤں کا وجود متنمات میں سے ہے اور ہمیں ان سے نقصان کے بجائے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے ، والسلام علیٰ من تبع الہدیٰ

(شیخ) فیروز الدین (صاحب) مراد
ایم ایس سی ۔ پروفیسر مدرسۃ العلوم
علیگڑھ }

القریش کی اشاعت بڑھانا آپ کا قومی فرض ہے ، جسقدر یہ بڑھیگا اسی قدر اس کی آواز بلند ہوگی

مسلمان اور تجارت

ایک وقت تھا کہ ہندوستانی اپنی صناعی اور کاریگری کی وجہ سے دنیا میں زندہ دل مشہور تھے، یا اب ایک وقت یہ ہے کہ انکی کاہلی اور صنعت و حرفت سے غفلت اس درجہ بڑھگئی ہے کہ انکی افسردہ دلی ضرب المثل ہوتی جاتی ہے، ایک انگریز مدبر جس نے زیادہ تر مشرقی ممالک کی سیاحت کی ہے، اپنے سفرنامہ میں ایک مقام پر لکھتا ہے، کہ

"میں نے دنیا کے ہر ملک کو دیکھا لیکن ہندوستان کو دیکھکر خوش نہیں ہوا۔ اس ملک کی حالت دیکھنے سے افلاس و پژمردگی کی مجسم تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے جاپان میں کسی شخص کی پیشانی اپر بل نہیں پایا۔ ہر کہ و مہ اور مفلس و منعم کو متبسم کناں پایا۔ ہندوستان میں ہر شخص گویا روتا ہے، جسکو دیکھو مغموم، مایوس و افسردہ دل ہے اس بدبخت ملک میں بجز بچوں کے ہم نے کسی کے لبوں پر تبسم نہیں دیکھا۔"

سیاح مذکور کے خیال میں اس مردہ دلی کا سبب کثرت آبادی اور صنعت و حرفت اور تجارت سے غفلت کا باعث ہی پس افسردہ دل ہندوستانیوں کو سوچنا چاہیئے کہ خلق خدا کا ان کی نسبت کیا خیال ہے، صنعت و حرفت تجارت کی ترقی دیکر اپنی پژمردگی و مایوسی کے استیصال کیلئے دل و دماغ سے قلم سے اعانت کریں اور صنعت و حرفت کو اپنا مقصود بنائیں

چونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں میں تجارت صنعت و حرفت کی کساد بازاری ہے اور پیشہ وروں کی ہمت افزائی نہیں ہوتی بلکہ انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری تنگدستی اور مفلسی بڑھتی چلی جاتی ہے، باپ دادوں کی رہی سہی ریاست اور جائداد کو فضول خرچی میں تباہ و برباد کئے دیتے ہیں۔ اس زمانہ میں وہی قوم برسر عروج و ترقی ہے جس کے ہاتھ میں تجارت، صنعت و حرفت ہے جو پیشہ وروں کی ہمت اور حوصلہ افزائی کرتی ہے اور حقیر و ذلیل نہیں سمجھتی،

برخلاف اسکے ہمنے پیشہ وروں کو بالکل ہی حقیر و ذلیل سمجھ لیا ہے انکو اپنی ذات اور برادری سے خارج کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پھوٹ ڈالدی ہے جسکی وجہ سے قوم شکستہ دل اور پست ہمت ہوگئی ہے اور شریفوں پر کسب معاش کے کل دروازے مسدود ہوگئے ہیں۔

پس جب آیات و احادیث صحیحہ سے یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ اکثر پیشے جنہیں آجکل حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ انبیا علیہم السلام اور بزرگان اسلام کیلئے ذریعہ معاش تھے تو اب کون ایسا مسلمان ہوگا جو کلام مجید کو خدا تعالیٰ کا مقدس کلام مانتا ہو۔ انبیا علیہم السلام کو اپنا حقیقی رہبر و رہنما جانتا ہو اور بزرگان دین و مشائخ کرام کی نسبت خوش عقیدگی رکھتا ہو پھر ان پیشے یا پیشہ وروں کو ذلیل سمجھے یا کسی حلال پیشے کو ذریعہ معاش بنانے سے نفرت کرے ناک بھوں چڑھائے تنفر کی نگاہ سے دیکھے،

یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہے کہ مسلمانوں کو اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف سے ان پر مصائب و آلام کی کالی گھٹائیں موسلا دھار مینہ برسا رہی ہیں اور زمانہ ہر طرح سے ان سے برسر جنگ ہے، اور ان کے لئے آمدنی کے ذرائع مسدود ہورہے ہیں تو بغیر اسکے اب کچھ چارہ نہیں ہے کہ مسلمان ہر قسم کے جائز پیشوں اور جائز تجارتوں کو اختیار کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کریں۔ اور قرون اولٰے اور اسلاف و اکابرین اسلام کیطرح پیشہ وروں، تاجروں، غریبوں اور مزدوروں کو اپنا حقیقی بھائی تصور کرکے (انما المومنون اخوۃ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں) اس اخوت و مودت کا عملی ثبوت دیکر محبت و پیار سے ان کی ہمت اور حوصلہ افزائی کرتے رہیں،

عید الضحیٰ کے بعد ناچیز ایڈیٹر کا عزم ایک طویل سفر کے لئے ہے۔ اگر حالات نے موافقت اور تائید ایزدی نے مساعدت کی۔ تو انشاءاللہ تعالیٰ جلد واپس آکر اگست کا رسالہ وقت پر نکالدیا جائیگا۔ اور اگر کوئی واقعات سد راہ ہوگئے تو معذوری ہے،

سفر کے لئے گو ابھی مصمم ارادہ نہیں۔ تاہم احباب پر ظاہر کردینا ضروری تھا۔ اگر ارادہ ملتوی ہوگیا۔ تو رسالہ اپنے وقت پر انشاءاللہ تعالےٰ شائع کردیا جائیگا۔

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

نالۂ مسلم

(از جناب الفانی نامی گوہ سوار نظامی شاہپوری دکن)

دلِ مسلم رہیگا محوِ فریاد و فغاں کب تک
ستائیگا یہ بنکر دشمنِ جاں آسماں کب تک،

مجھے کب تک مصیبت کا نشانہ بنکے رہنا ہے
نشیمن کی رہیگی تاک میں برقِ تپاں کب تک،

دلِ حرماں طلب آسودگی سے ہو چکا مایوس
کرینگے گردشِ ایام میرا امتحاں کب تک،

گھٹا قہرِ غضب کی چھاگئی ہر چہار سو اپنے
نہیں معلوم غفلت کا رہے خوابِ گراں کب تک،

نہ جانیں کیوں حوادث اس قدر ہیں ہم پہ گردیدہ
رہیگی تیرہ بختی ہم پہ اتنی مہرباں کب تک،

محبتِ دین کی باقی نہ دنیا سے تعلق ہے
رہیگی اس طرح افتادِ اپنی پاسباں کب تک،

دلِ حسرت زدہ کو غیر کی آہوں کا کیا احساس
میرے نالوں سے خود پھٹ پھٹ کے نکلیگا دھواں کبتک

کہاں وہ جذبۂ قومی کہاں وہ حبِ اسلامی
رہیگی روز و شب جاری یہ یادِ رفتگاں کبتک

پتہ قاصد کا چلتا ہے نہ رہبر کا نشاں معلوم
رہیں خود آپ گم گشتہ مثالِ کارواں کب تک

ہمارے درد کا درماں نہیں ملتا زمانے میں
چھپائیں اپنے سینے میں بھلا نورِ نہاں کبتک

مچی ہے کفر و الحاد کی چار سو شورش
رہے قابو میں آخر اس طرح تیغِ زباں کبتک

لحاظ اب چاہئے توحید کا توحید والوں کو
مسلمانو رہینگی تم میں خانہ جنگیاں کب تک

نشہ کب تک رہیگا سر میں تیرے فاقہ مستی کا
کہ یوں ہوتی رہینگی ذلت و رسوائیاں کب تک

تری خودداریوں کا ملک میں چرچا ہے پا بر سول
رہینگی برخلاف اس کے تری خود رائیاں کبتک

چمن میں خاک اڑتی ہے کدھر بادِ بہاری ہے
بتا اے عندلیبِ بے نوا شور و فغاں کب تک

ترے ہاتھوں نے خود اپنی بگاڑی آپ ہی صورت
عبث یہ شکوہ بیجا ہے طرزِ بیاں کب تک

اتارو چادرِ غفلت کو سر سے اور اٹھ بیٹھو
بہت کچھ ہو چکا یہ اور پھر بد مستیاں کبتک

دلِ درد آشنا اپنا تو صیدِ ناتوانی ہے
رہیگا ہم سے وہ بیدرد ناحق بد گماں تک

ہوائے ناموافق کا رہیگا کب تلک دورہ
رہیگا یہ چمنِ اسلام کا وقفِ خزاں کبتک

رسولِ ہاشمی کی اب مدد درکار ہے نامی
خفا ہم سے رہیگا دشمنِ عہدِ جہاں کبتک

افاداتِ اسوۂ صحابہ

فوج میں کا ایک بد دیانت سپاہی بھی پوری فوج کی مادی اور اخلاقی طاقت کو بے اثر کرسکتا ہے۔ اس کو حرص و طمع ہر قسم کی منافقت پر آمادہ کرسکتی ہے وہ ہر قسم کی نمکحرامی کرسکتا ہے، وہ درپردہ دشمن کا جاسوس بن سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ چند پیسوں پر اپنے فوجی مقصد کو قربان کرسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضہ کا قول ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جسمیں خیانت پیدا ہو اور وہ مرعوب نہ ہو جائے، طبری صفحہ ۲۶۹۶

جب اصطخر فتح ہوا اور صحابہ کرام نے بلا کم و کاست مال غنیمت کو امیر عسکر کے سامنے لاکر رکھدیا تو اس نے کھڑے ہوکر ایک خطبہ دیا۔ جس میں کہا۔ "اسلام اور اہل اسلام کی تمام تر ترقیاں اسی وقت تک ہیں۔ جب تک لوگ خیانت نہ کریں لیکن جب بد دیانتی شروع ہوگی تو نا دیدنی چیز بہ یاد دیکھنے میں آئیگی اور بہت اس قدر کافی نہوگا جتنا تھوڑا ہوتا ہے

جب حضرت مغیرہ رضہ قید کرکے رستم کے دربار میں پیش کئے گئے، تو وہ بے تکلف رستم کے برابر تخت پر جاکر بیٹھ گئے، ایرانیوں کو یہ کیونکر گوارا ہوسکتا تھا؟ خدام بارگاہ جھپٹے اور ان کو فوراً تخت سے اتار دیا اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہم پہلے صرف تمہارے قصے سنتے تھے لیکن آج مجھے تم سے زیادہ احمق کوئی قوم نظر نہیں آئی، ہم عرب لوگ باہم مساویانہ برتاؤ کرتے ہیں کوئی کسی کو غلام نہیں بناتا۔ میرا خیال تھا کہ تم لوگ ہماری طرح ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کرتے ہوگے، اس لئے یہ بہت اچھا ہوا کہ تم نے خود مجھے بتادیا کہ تم میں بعض لوگ بعض لوگوں کے خدا ہیں۔ اب تمہاری سلطنت قائم نہیں رہ سکتی میں نے اس راز کے انکشاف کے لئے خود کوئی کوشش نہیں کی۔ تم نے بلایا تو مجھے معلوم ہوا کہ اب تم لوگ مغلوب ہو گئے کیونکہ اس طرز عمل سے کوئی ملک قائم نہیں رہ سکتا۔

جنگ ایران میں ابو عبیدہ رضہ سپہ سالار تھے ان کے سامنے ایرانی رئیسوں نے [illegible] لذیذ کھانے پیش کئے تو انہوں نے پوچھا کیا تم نے اسی طرح کے کھانوں سے تمام فوج کی ضیافت کی ہے؟ بولے نہیں، فرمایا۔ ابو عبیدہ بدترین شخص ہوگا۔ اگر ایک قوم کو ساتھ لیکر آئے جو اس کے آگے اپنا خون بہائے اور پھر وہ اپنے آپ کو ان پر ترجیح دے، وہ وہی کھائیگا جس کو سب کھاتے ہیں،

جب رومیوں سے جنگ ہوئی تو قنیقلار نے ایک عربی جاسوس کو بھیجا۔ کہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت کا پتہ لگائے اس نے پلٹ کر خبر دی کہ یہ لوگ راتوں کو تو راہب رہتے ہیں اور دن کو شہسوار بن جاتے ہیں اگر ان کے بادشاہ کا لڑکا بھی کوئی چیز چرائے تو اس کے ہاتھ کاٹ لیتے ہیں اور اگر زنا کرے تو اس کو سنگسار کرتے ہیں۔ یہ سنکر قنیقلار خود بول اٹھا کہ اگر یہ سچ ہے تو میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں پیوند خاک ہو جاؤں،

جو قوم معاہدہ کی پابند ہو اس کی اخلاقی طاقت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ جب مسلمانوں کی فوج سے ایک رومی قیدی بھاگ نکلا اور ہرقل نے اس سے مسلمانوں کے حالات پوچھے اس نے کہا کہ وہ لوگ دن کو شہسوار اور رات کو راہب ہوتے ہیں جس قوم سے معاہدہ کرلیتے ہیں۔ اس سے ہر چیز بہ قیمت لیکر کھاتے ہیں اور جس شہر میں داخل ہوتے ہیں امن و اماں کے ساتھ داخل ہوتے ہیں، ہرقل نے یہ سنکر کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو میرے ان قدموں کے نیچے کی زمین تک کے مالک ہو جائیں گے،

ایک بار بمقام قادسیہ صبح کی اذان ہوئی تو تمام صحابہ اس تیزی سے نماز ادا کرنے کیلئے دوڑے کہ ایرانیوں کو دھوکا ہوا کہ حملہ کرنا چاہتے ہیں لیکن جب رستم نے دیکھا کہ وہ ایک روحانی آواز پر اس قدر جمع ہو جاتے ہیں۔ تو خود بخود بول اٹھا کہ عمر میرا کلیجہ کھا گیا۔ طبری

ایک جنگ میں جب ایرانی گرفتار ہوا اور اس نے مسلمانوں کے اخلاقی منظر کو دیکھا تو مسلمان ہوگیا اور کہا کہ جب تک تم میں :

یہ صداقت، یہ اصلاح، یہ مواسات ہے تم لوگ شکست نہیں کھا سکتے؛

ایک بار حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی کہ قریش نے مختلف مجلسیں قائم کرلی ہیں اور باہم مل جل کر نہیں بیٹھتے تو ان کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں نے مختلف مجلسیں قائم کرلی ہیں اور اب یہ امتیاز قائم ہوگیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کا دوست ہے اور وہ فلاں کا ہمنشین ہے۔ خدا کی قسم یہ تمہاری مذہب کو تمہارے شرف کو اور تمہارے تعلقات کو بہت جلد برباد کردیگا اور گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے بعد نہیں گے کہ یہ فلاں کی رائے ہے۔ اور اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے۔ ایک ساتھ نشست و برخاست کرو کیونکہ وہ ہمیشہ تمہاری محبت کو قائم رکھیگا۔ اور دشمن تمہاری اجتماع کو دیکھکر مرعوب ہونگے،

پند بر دیوار

مرد باید کہ گیرد اندر گوش   ور نبشت است پند بر دیوار

قوم کی سچی محبت، وہ تمدنی خرابیاں جن پر ہم لوگ واویلا مچاتے ہیں اگر بغور دیکھا جائے تو ہم ہی لوگوں میں سے ایک ایک کی بداخلاقیوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر ہم انہیں قانون کے زور سے زائل بھی کردیں تو کیا ہوگا؟ وہی برائیاں دوسری صورتوں میں نمایاں ہونگی۔ اور دوسرے قالب میں جنم لینگی۔ مگر ہاں جب ہماری قوم کا ایک فرد اپنی حالت اور اپنا چال چلن خود درست کرلے تو اس وقت قوم کی قوم ضرور ترقی یافتہ کہی جائیگی۔ پس ہر شخص کے دلمیں یہ خواہش پیدا کرلی چاہیئے کہ وہ خود بلا کسی خارجی مدد یا دباؤ کے اپنی حالت درست کرے کسی گورنمنٹ کسی لیڈر یا کسی انجمن کے سہارے پر اپنی اصلاح نہ چھوڑ بیٹھے، قوم کی سچی محبت یہی ہے باقی سب زبانی جمع خرچ، سیموئل سمائلس،

لائق اور محنتی آدمی بیکار نہیں رہتے، لائق شخص اور کامیاب نہ ہو یہ غلط ہے۔ اور کاہل آدمیوں کا ایسا کہنا ان کی مکاری ہے، اچھی لیاقت والا آدمی دنیا کے بازار میں کبھی بے خریدار نہیں رہ سکتا۔ مگر ہاں کوشش شرط ہے اور یوں بے ہاتھ پاؤں ہلائے پڑا رہنے اور چھت کی کڑیاں گننے سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

خیالی پلاؤ پکانیکی مرض، نری خواہش اور آرزو سے محض نوجوانوں کے دلمیں ایک قسم کی بیماری پیدا کرتی ہے جسکی وجہ سے وہ اپنی اوقات عزیز کو خیالی پلاؤ پکانے اور لایعنی منصوبے باندھنے میں ضائع کردیتے ہیں جس وقت کسی مقصد کو حاصل کرنا چاہو فوراً اس کے حاصل کرنے کیلئے مستعد ہو جاؤ اور اسی وقت اسکی تیاری شروع کردو، لُک ملر۔

خوش سلیقگی، کامیابی اور ترقی کے لئے خوش سلیقگی بہت ضروری چیز ہے اس کی بدولت بڑے سے بڑا اور مشکل سے مشکل کام آسانی سے تمام ہوجاتا ہے خوش سلیقگی کی مثال ایسی ہے جیسے بکس میں چیزوں کا نہایت ترتیب سے تہ بہ تہ چننا۔ جو شخص اچھی طرح چیزوں کو بکس میں چننا جانتا ہے وہ نہ جاننے والے سے دگنی چیزیں بکس میں رکھ سکتا ہے کسی کام کو سلیقہ کے ساتھ کرنیکی آسان ترکیب یہ ہے کہ ہر ایک کام کو اسی کے وقت میں کرڈالیں۔ دوسرے وقت کے لئے نہ اٹھا رکھیں سیموئل سمائلس۔

کام سب سے بڑی چیز ہے، عمل سے محبت کرو، کام میں لگے رہو، جو ایسا کرتے ہیں، ان کو غم کی فرصت نہیں ملتی۔ غم ان کے پاس نہیں آتا غم کو وہ نابود و معدوم تصور کرتے ہیں۔ دنیا میں کام کرنے آئے ہو انکو زندگی ملی ہے جسمیں تکلیف بیماری بڑھاپا موت شامل ہیں ان کی پرواہ نہ کرو، اور کام کئے جاؤ۔ پروفیسر ارنلڈ اور علامہ شبلی ایک جہاز میں سوار تھے، طوفان آیا اور جہاز کے ڈوبنے کا خطرہ ہوا۔ بیوقوف غمگین تھے۔ اور عقلمند ارنلڈ کتاب دیکھ رہا تھا۔ شبلی نے کہا یہ وقت کتاب دیکھنے کا نہیں۔ ہم سب مرتے ہیں۔ ارنلڈ بولا مرنے تک جتنا وقت ہے اس سے کام لیلوں۔ فکر اور غم کرونگا۔ تو جہاز بچ نہیں سکتا۔ پھر کام کیوں چھوڑدوں۔ اے آدمیو، تم بھی اپنے جہاز زندگانی کو دنیا کے طوفانی سمندر میں ہر وقت ڈوبتا تصور کرو اور بے پرواہی سے کام کرتے رہو کہ وقت جاکر آیا نہیں کرتا۔ ڈوبنے سے پہلے جو کچھ ہو سکے عمل کرلو، غم کچھ نہیں ہے تو ایک خیال ہے اور خیال ہماری اختیار کا محکوم ہے۔ اپنے اختیار سے خیال پر حکومت کرو، اور سب کو وہمی تکلیفوں سے محفوظ رکھو کہ ہر حاکم اپنی رعایا کی ذمہ داری رکھتا ہے اور خدا کے سامنے اس کا جواب دینا ہوگا۔ غم نے دماغوں کو معطل کردیا ہے عقلیں اس کے ہاتھوں سے سراسیمہ ہیں۔ غم کو نکالدو اور اپنے دماغ و عقل کو بچالو، مجھے اس کا غم نہیں کہ تم میری بات دیر میں سمجھو گے یا نہیں مانوگے۔ کیونکہ عادت ہو لا چار ہوں میں یہ غم کیوں کروں غم کے وجود ہی سے مجھے انکار ہے

برادری کی باتیں

خانگی اصلاح

طبری صفحہ ۲۷۵۶ پر مذکور ہے کہ ایکبار حضرت عمر رضؓ کو خبر ہوئی کہ قریش نے مختلف مجلسیں قائم کرلی ہیں۔ تو انکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں نے مجلسیں قائم کرلی ہیں۔ اور اب یہ امتیاز قائم ہوگیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلاں کا دوست ہے اور فلاں کا ہم نشیں ہے۔ خدا کی قسم یہ تمہارے مذہب کو تمہارے شرف کو اور تمہارے تعلقات کو بہت جلد برباد کردیگا۔ اور گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے بعد کہیں گے کہ یہ فلاں کی رائے ہے اور اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے، ایک ساتھ نشست و برخاست کرو۔ کیونکہ وہ ہمیشہ تمہاری محبت کو قائم رکھیگا اور دشمن تمہارے اجتماع کو دیکھ کر مرعوب ہونگے"

انقلاب زمانہ اور اختلاف طبائع نے آج پھر وہی وطیرہ اختیار کرلیا ہے، موجودہ قریشی بھی اسی گروہ سازی اور فرقہ بازی کی مرض میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ فرقہ بندی سے شیرازہ اتفاق پراگندہ ہوجاتا ہے اور اس کا ثبوت وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آج ہماری کیفیت یہ ہے کہ ٹھوکر لو ایک دوسرے کے خلاف، ایک کو دوسرے کا دشمن پاؤگے، چڑچڑی طبائع ہوگئی ہیں۔ ذرا ذرا سی باتوں پر بگڑنا اور انتقام کے ولولوں کا نکالنا ایک معمولی بات ہوگئی ہے۔ ایک شریرالطبع، متفنی ہستی اپنی جبلت و عادت سے مجلس امن میں شور محشر بپا کردیتی ہے، آن واحد میں اخوت و محبت کی مضبوط کڑیاں توڑ پھوڑ کر شیرازہ یگانگت منتشر کردیتی ہے، شرارت کے شرارے پھوٹنے لگتے ہیں جو برق رو کی طرح تمام قوم میں پھیلکر دلوں کو غبار آلود کردیتے ہیں، مگر آہ کوئی نہیں جو حضرت عمر رضؓ کے اس زریں فرمان کی مطابعت میں فرقہ بندی کے ازالہ کا کوئی چارہ کار تلاش کرے، شورش پسند دل اور گروہ ساز دل کے افعال و بدکرداری سے باز رکھ سکے۔ ضرورت ہے کہ بہی خواہانِ قوم اصلاحی امور سے دلچسپی رکھنے والے بزرگ بہت جلد ادہر متوجہ ہوں، بجز اس کے قوم میں اتفاق، یگانگت کی سپرٹ پیدا نہیں ہوسکتی اور نہ صورت اصلاح جلوہ گر ہوسکتی ہے۔ اس امر اہم کی طرف قریشی برادران ضلع امرتسر و گورداسپور کو متوجہ ہونیکی جس قدر ضرورت ہے شاید کسی دوسری برادری کو ہو، آہ

ہم آپ اپنے ہاتھوں سے برباد ہوگئے

ہماری اندرونی حالت کا مختصر خاکہ

مولانا فضل علی نے زمانہ کے حالات سے متاثر ہوکر "فریاد قرابت" نظم کی ہے جو ہمارے عین حسب حال ہے ہم ناظرین القریش کی ضیافت طبع کے لئے ایک بند مشتے از خروارے کے طور پر یہاں درج کرتے ہیں اور کچھ آئندہ بھی شائع کرینگے کیا عجب کہ عجب و نخوت پسند طبائع کے متاثر ہونے سے صورت اصلاح جلوہ گر ہو،

آفاق میں شور عمل و ور ہمرت ہے　　پھیلا ہر جا ہر طرف فتنہ و شر ہے
پیش نظر اہل زماں فتنہ و شر ہے　　طوفاں ہے بپا فلک فلک زیر و زبر [illegible]
ناداں کا پیالہ ہے مئے ناب سے لبریز　　دانا کی صراحی میں بھرا خون جگر [illegible]
وہ شالہ ندیاں ہیں کہ ہوں کالبِ زریں تیغ　　پالان سے محروم مراقی کی کمر [illegible]
دن آئیں بھلے ہیں یہی ہر ایک کی خواہش　　مشکل سے مشکل ہے کہ بہر رو نہ تبہ [illegible]
ہے جنگ و جدل وخترِ گستاخ کو ماں سے　　ہر لوپر و پسر دشمن و بدخواہ پدر [illegible]
بیٹے سے نہیں باپ کو ہرگز سر شفقت　　بے سایۂ الطافِ پدر فرقِ پسر [illegible]
خاوند کا بی بی کو نہیں حفظ مراتب　　کہتی ہے یہ بے نذر ہے زبوں کوڑہ ہے [illegible]
دم ناک میں جورو کا ہے خاوند کی خوسے　　گھر عرصۂ محشر ہے بپا فتنہ و شر [illegible]
کھلتا نہیں اسرار دلِ یارِ منافق　　دشمن ہے کہ دوست ادھر ہے کہ ادھر [illegible]
فضلی کی نصیحت سنو اے اہل قرابت　　چکھو تو نصیحت ہے کہ یا قند و شکر [illegible]
آپس میں بھلائی کرو مل جل کے رہو سب　　آپس کی محبت کا مزہ شیر و شکر [illegible]

گر شرم پیمبر ہے تو جھگڑا نہ کرو تم
چھوڑو یہ طریقے اگر اللہ کا ڈر ہے

انجمن قریشیان ہند

۱۸ جون، بزیر صدارت حکیم نور احمد صاحب دفتر القریش میں [illegible] کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ سابقہ کمیٹی کی کارروائی کنفرم ہوئی۔ اور [illegible]

کیمونق حسب ذیل کارروائی ہوئی،

(۱) قرارداد منظور کردہ گذشتہ سالانہ اجلاس کی تعمیل میں "دینی وطبی" سکول کا اجرا بالاتفاق رائے منظور ہوا۔ حکیم نور احمد صاحب نے طبی اور حکیم رحمت علیشاہ صاحب نے دینی تعلیم کیلئے ایک سال کے لئے اپنی خدمات وقف کیں۔ ۲۔ تجویز نصاب کیلئے ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ ۳۔ منشی فتح محمد صاحب بٹالوی (انجمن کے ایک مربی ومعاون ہیں) کی درخواست دربارہ اس کے کہ موجودہ طریقہ عطائے تعلیمی وظائف سے قوم کو معتدبہ فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیونکہ قلت سرمایہ اعلیٰ تعلیمی وظائف کے اجرا میں مانع ہے اور ابتدائی تعلیم سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا لہٰذا موجودہ وظائف بند کرکے "دینی وطبی" تعلیم کا ایک سکول انجمن کی سرپرستی میں کھولا جائے تاکہ مفلوک الحال اور مستحق طلبا اس سے مستفیض ہوں، پیش ہوئی۔ جس کی بالاتفاق تائید ہوئی۔ البتہ شیخ محمد عظیم صاحب نے مروجہ تعلیم کے وظائف کے قطعی بند کر دینے کی معقول طور پر مخالفت کی اس لئے تجویز ہوا کہ مروجہ تعلیم کے لئے محض ان طلبہ کو وظائف دیئے جائیں جو محض لاوارث اور تنگ حال ہوں دئیے جائیں، چنانچہ منشی محمد نذیر سکنہ قصبہ بٹالہ جو واقعی غریب اور نادار طالب علم ہے۔ اور مفتیہ ہائی میں تعلیم پاتا ہے اکے نام ایک سال کے لئے پانچ روپیہ ماہوار کا وظیفہ جاری ہوا۔ عبدالعزیز متعلم دارالعلوم دیوبند۔ ۲۔ احمد علی (جو امتحان انٹرنس پاس کر چکا ہے) ۳۔ محمد شریف سکنہ ضلع سرگودھ (اس کے والد کی درخواست پر) اور ۴۔ سردار علی سکنہ ضلع امرتسر (جو تعلیم میں نہایت کمزور ثابت ہوا) ہر چہار کا وظیفہ بند کر دیا گیا۔

۴۔ چونکہ ممبران انجمن اور افراد قوم تک انجمن کی کارروائی پہنچانے کا سوائے روئداد سالانہ کے، اور نیز اہمی چندہ ماہوار وموعودہ رقم کی وصولی کا کوئی خاص ذریعہ نہ تھا۔ اس لئے گذشتہ سالانہ اجلاس نے سہ ماہی رپورٹ کی اشاعت کی تجویز منظور کی تھی۔ اس لئے سکرٹری صاحب نے اس پر عمل کرنے کی اجازت حاصل کرنیکی خواہش کی۔ بالاتفاق رائے اجازت دیگئی۔ تجویز ہوا کہ فرائض ترتیب رپورٹ سکرٹری ادا کرے، اور فرائض منیجری حکیم علم الدین صاحب ایڈیٹر المعالج انجام دیں۔ مبلغ ۵۰ روپیہ سالانہ بجٹ منظور ہوا۔ سالانہ روئداد شائع کی جائے بشرط ضرورت اسی بجٹ میں دو کاپیوں کا اضافہ کیا جائے،

انجمن کے خزانہ میں اس وقت بروئے رپورٹ اگزامینر صاحب صرف ۸۸ روپے (انجمن تنزلیہ تعلیمی فنڈ ماسے ۲

موجود ہیں۔ جو اس لحاظ سے کہ انجمن کے سامنے اجرائے سکول کا ایک بہت بڑا کام ہے نہ ہونیکے برابر ہے، لہٰذا ممبران انجمن متوجہ ہوں اور اپنی موعودہ رقم کی بواپسی ڈاک ترسیل سے امداد کریں۔ اگر موعودہ چندہ فراہم ہو جائے تو کم وبیش ایکہزار روپیہ کی رقم اور حاصل ہو سکتی ہے،

یکم جولائی، قریشی محمد علی صاحب رونق کی صدارت میں اگزکٹو کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ ۱۷ تاریخ کی کارروائی کنفرم ہوئی۔ اس کے بعد مولوی رحمت علیشاہ صاحب نے نصاب تعلیم پیش کیا۔ جو معمولی ترمیم کے بعد منظور ہوا۔ ترتیب قواعد سکول کے لئے ایک سب کمیٹی منتخب ہوئی۔ جسے آئندہ کمیٹی میں اپنی رپورٹ پیش کرنیکی ہدایت ہوئی۔ مولوی محمد چراغ صاحب سے بقیہ چندہ ممبری انجمن اور حکیم علم الدین صاحب سے ۶۰ بابت واپسی وظیفہ محمد طفیل سابق وظیفہ خوار وصول ہوئے، قادر بخش اور غلام مصطفیٰ سابق وظیفہ خواران سے مطالبہ کئے جانیکی ہدایت ہوئی۔ حکیم نور احمد صاحب نے دو طالب علموں کو "طبی تعلیم" کا سلسلہ شروع کرا دیا تھا۔ کمیٹی میں انکی درخواستیں باین خیال کہ ہنوز سکول سے متعلق قانون مرتب نہیں ہوا۔ لہٰذا ان کا داخلہ کسی قاعدہ کے ماتحت نہیں منظور کر دی گئیں، مولوی محمد چراغ صاحب کا نام اگزکٹو ممبران میں منظور ہوا۔ کچھ دیر اصلاحی امور پر گفت وگو ہوتی رہی اور جلسہ بخیروخوبی ۱۲ بجے برخاست ہوا۔ آئندہ کمیٹی کی تاریخ ۱۵ جولائی مقرر ہوئی،

انجمن قریشیہ گوجرانوالہ

سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ انجمن مذکور بدستور برابر کام کر رہی ہے۔ اجلاس علی التواتر ہوتے ہیں، چنانچہ ۲۷ مئی ۱۹۲۲ء کی اگزکٹو کمیٹی کی کارروائی جو آپ نے بھیجی ہے جو اختصاراً درج ذیل ہے۔

ممبران اگزکٹو کمیٹی میں چند نئے ممبر منظور ہوئے، پیر ہدایت علی صدیقی، پیر احمد دین صدیقی، پیر غلام غوث، منشی محمد دین صدیقی سرپنچ برادری تجویز ہوئے، ایک برات کلاں اور ٹاٹ خریدا جانا منظور ہوا، پیر محمد حسین صدیقی کے انٹرنس میں کامیاب ہونے پر مبارکبادی کا ریزولیوشن منظور ہوا، پیر غلام علی صدیقی کی اہلیہ اور پیر غلام رسول کے فرزند کلاں کی وفات پر اظہار افسوس کا ریزولیوشن پاس ہوا۔ خرچ ۱۲ منظور ہوا۔

سکرٹری صاحب کی علالت کی وجہ کا باعث تفصیلوار کارروائی موصول نہیں ہوئی ا

مولوی اشفاق حسین صاحب فاروقی ایک مراسلہ "ناظرین القریش" سے خطاب" کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دیگر قومی اخباروں کی اعانت و امداد محض اس خیال پر کیجاتی ہے کہ وہ ان کی قوم کے نام سے جاری ہیں۔ اور ان سے انکی قوم کا نام زندہ ہے، افراد قوم انہیں بلا لحاظ اس کے کہ ان میں کا لٹریچر ان کے مذاق کے موافق ہو یا نہ ہو اس کا خریدنا اپنا فرض سمجھتے ہیں پھر ہم میں کونسی خصوصیت ہے کہ ہم القریش کی قدر نہ کریں۔ اس کا اپنا قومی پرچہ بار صرف اس لئے کہ اسکی قومی خدمات بھی قابل تحسین ہیں نہ سمجھیں مولوی صاحب نے برادران قریش بڑوراپیل کی ہے کہ وہ اس کی توسیع اشاعت میں دل کھول کر مدد دیں۔ اور اسے قابل بنا دیں کہ کم از کم اپنے اخراجات کا متکفل ہو سکے کیا احباب مولوی صاحب کے ان الفاظ سے متاثر ہونگے؟

القریش کے معاونین اکثر اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتے رہتے ہیں۔ کہ القریش کی قومی خدمات کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے اعلیحضرت ظل اللہ واقدس ہز اگزالٹڈ ہائینس فرمانروائے دکن ادام اللہ برکاتہ کی بارگاہ قدسی اساس میں مزید الطاف شاہانہ کے لئے قوم کیطرف سے ایک پرزور اپیل کیجائے۔ احباب کے اس احساس کی ہم تعریف کرتے ہیں۔ ان احباب کرام کے اسمائے گرامی جنکی طرف سے یہ تحریک کیگئی ہے کسی دوسری جگہ درج ہیں۔

مکرمی شیخ غلام حسین صاحب شاکر صدیقی اجرائی سکول کی تجویز سے اپنے ایک مراسلہ میں خیالات ذیل کا اظہار کرتے ہوئے مخالفت کرتے ہیں

(۱) وہ قوم جس نے اپنے قومی ارگن کو روزنامہ ہونیکا خواب دکھا کر پھر رجعت قہقری دی ہو کس طرح سکول کے اخراجات کثیر کے بار گراں کی متحمل ہو سکتی ہے؟

(۲) وہ قوم جسمیں مخالفت کا دعدہ دیکر مرتد ہوں کیطرح خاموش ہو جانیوالے میرے جیسے انسان موجود ہوں۔ کب سکول کو کامیابی کے ساتھ چلا سکتی ہے؟

اسی سلسلہ میں آپ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ کہ

"مجھے یاد ہے کہ آج سے تین سال پہلے بھی میں ایک دفعہ اسی موضوع پر آپکی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر قریش اپنا علیحدہ سکول کھولنا چاہتے ہیں تو انہیں ایسا سکول جاری کرنا چاہیئے جسمیں دینی تعلیم کے علاوہ صنعت و حرفت بھی سکھائی جائے۔ کیونکہ یہ صنعتی سکول بہ نسبت دوسرے سکول کے قوم کیلئے زیادہ سود مند و منفعت بخش ہو سکتا ہے۔ پہلے یہ سکول چھوٹے پیمانہ پر کھولا جائے بعدہٗ اگر حالات اجازت دیں تو بتدریج اسی رقم سے جو طلبا کی بنائی ہوئی چیزوں کی فروختگی سے حاصل ہو۔ اسے اچھی حالتمیں لایا جائے، نادار قوم کے یتیم و غریب بچے جن گداز محض اضطراری زندہ پالی پر ہے بہت ہی آسانی سے اگر قوم کو ایسے سکول کو قبول کر لینے کا مذاق سلیم ہو، کام سیکھ کر تلاش روزگار کی مصیبت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب قریشیوں کے لئے ہنر و فن عار سمجھے تو میں اسے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کا واقعہ یاد دلا کر کہونگا کہ اگر کسی ہنر و قوم کے لئے کام کرنا عار خیال جاتا۔ تو جناب سرور کائنات "الکاسب حبیب اللہ" کیوں فرماتے اور حضرت عمرؓ کیوں غفلت سازی کا کام کرتے؟

انجمن جس سکول کے اجرا کی فکر کر رہی ہے۔ اس میں "دینی" جو ایک مسلمان کے لئے ہر وقت اور خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں اشد ضروری ہے اور "طبی" جو حصول معاش کے لئے ایک بہترین ذریعہ اور شریف ترین پیشہ ہے، کی تعلیم کا التزام ہوگا جس کے ساتھ ممکن ہے۔ کہ دستکاری کا انتظام بھی کیا جائے۔ موجودہ سکولوں میں اس قسم کی کما حقہٗ تعلیم کا انتظام نہیں۔ اگر دیوبند میں "دینی"، اور دہلی لکھنؤ وغیرہ میں "طبی"، تعلیم کی درسگاہیں ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے طلبہ ہیں جو بعد مسافت اور کثرت اخراجات کی تاب نہیں لا سکتے، اور پھر کئی سال کا کورس پورا کرنے سے عاجز، اپنی قوم کی تعلیمی کمزوری کا کسے احساس نہیں، پرائمری سے اوپر جانے کیلئے تو ان کے لئے سد سکندری حائل ہے، کوئی خوش نصیب باپ کا نیک بخت لڑکا شاید انٹرنس یا کچھ زیادہ کر جائے ورنہ سب بیکار بیٹھے اور کوچہ گردی سے ننگ قوم بن رہے ہیں۔ بایں خیال کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کا سکول جاری نہو، ہاں یہ بات ضرور خوف دلاتی ہے کہ قوم میں قومی جوش اور امداد و اعانت کا سچا ولولہ نہیں رہا یکی تعلیمی اور پھر مالی کمزوری کے سوا کوئی وجہ نہیں، انجمن نے بتوکلت علی اللہ اجرائے سکول کا فیصلہ کر دیا ہے، کامیابی ید قدرت میں ہے اور امداد و اعانت آپکا قومی فرض،

مولوی عبدالغفار صاحب قریشی نے قوم کے حالات سے متاثر ہوکر "مری" ضلع راولپنڈی میں "مصلح القریش" نامی ایک انجمن قائم کی ہے، یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس وقت آپ کی انجمن نے کیا کیا کارروائی کی ہے،

دادِ شجاعت

آہ میں بھی کیا عجب بے سمجھ آدمی ہوں، بھلا کیا ضرورت پڑی تھی، مجھے یہاں دشمنوں کے علاقے میں بھاگ کے آنیکی۔ میری کوتاہ اندیشی اور الڑھ پن کے کاموں میں سے بس یہ آخری ہوگا۔ کون حمق باور نہ کرے کہ تھوڑی ہی آہٹ پانے پر یہ پہاڑی بچھو چاروں طرف سے میرے گرد ہو جائینگے انہیں معلوم تو ہے ہی کہ ہماری فوجیں ڈون پر پڑی ہوئی ہیں۔ کمبخت بھوکے کتوں کی طرح میری تلاش میں لگے ہوئے ہونگے۔ اب کہیں چھپکر ہو بیٹھوں، سورج غروب ہونیکے بعد چلونگا۔ تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ یہ خیال کرکے بادشاہ جیمز چہارم والئی سکاٹ لینڈ ایک جھاڑیوں کے جھنڈ میں چھپکر بیٹھ گیا۔ یہ علاقہ ایسا ہی کہ جہاں کے لوگ حکومت سے باغی ہیں، یہ انکی سرکوبی کے لئے آیا ہے۔ فوجیں شہر کے قریب ڈون کے مقام پر ٹھہر گئیں، اور خود کچھ سودا جو اٹھا ایک سپاہی کا لباس بدلکر اس طرف آنکلا۔ دشمنوں کو معلوم ہوگیا کہ کوئی اجنبی آیا ہوا ہے سب راستے روک لئے، اب بادشاہ سلامت کی آنکھیں کھلیں۔ کہ ادھر غلطی اور دیوانگی ہی کی۔ کچھ سوجھتی نہیں کہ کدھر جائیں بیٹھے ہیں سر تھامے،

سورج چھپنے کو ہے، شام کے سائے نے آہستہ آہستہ درختوں اور پہاڑوں کو ڈھانپ لیا۔ کچھ اندھیرا ہوا تو غریب الوطن شاہ جیمز اپنی نافہم جرأت پر افسوس کرتا ہوا اٹھا تاکہ شفق کی دھندلی دھندلی روشنی میں کسی جانب کوئی راستہ ڈھونڈے، لیکن کیسے، پہاڑوں کے ایچ پیچ، کہیں چڑھاؤ کہیں اتار اور پھر جب تھکے ہوئے جسم پر سرد ہوا کا جھونکا لگتا ہے تو تمام طاقت سلب کئے دیتا ہے۔ جھاڑوں اور درختوں کا دور تک پھیلاؤ اندھیری رات کے پُرطوفان بحر بے پایاں کا خوفناک نظارہ دکھا رہا تھا۔ گرتا پڑتا جیمز کچھ دور تک چلا تو ایک آواز سنائی دی، کون ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ تو سکسن قوم کا باشندہ ہے۔ کیا کام ہے یہاں؟ آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔ دیکھا تو سامنے ایک پہاڑی جنگجو سپاہی نے کھڑے ہوکر اپنے اوپر سے کمبل اتار پھینکا اور ہاتھ تلوار کیطرف لیجاکر اسکی طرف متوجہ ہے،

جیمز۔ میں ایک مسافر ہوں،

سپاہی، کیا چاہتا ہے؟

جیمز، بھوکا ہوں تھکا ہوا ہوں اور راستہ بھولا ہوا ہوں،

سپاہی، ہمارے سردار روڈرک کے خیرخواہوں میں سے ہے؟

جیمز، نہیں،

سپاہی، تو یہ کہہ کہ اُس کا دشمن ہے،

جیمز، اس میں کیا شک ہے اس کا اور اسکی تمام رعایا کا دشمن ہوں،

سپاہی، خوب بہادرانہ الفاظ! لوگ کہتے ہیں کہ تم ایک مکار مخبر ہو لیکن غالباً وہ جھوٹ کہتے ہیں،

جیمز، بخدا وہ جھوٹ بکتے ہیں، اگر میں صبح تک آرام کروں اور روڈرک اور ان کے وہ بہادر سردار بھی آجائیں تو میں فوراً جھوٹ اور سچ نکھار کر دکھادوں،

سپاہی، تمہاری طرز و روش سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی جنگجو سردار ہو

جیمز، تو اس سے تم خیال کرسکتے ہو، کہ میں ظالموں اور مکاروں کا جانی دشمن ہوں

سپاہی، آفریں ہے تمہاری راستبازی پر، بیٹھو ایک سچائی پسند سپاہی کے ساتھ کھانا کھاؤ اور آرام کرو مگر تمکو یہ خیال ہو کہ میں روڈرک کے وفادار خادموں میں سے ہوں یہ میرا فرض ہے کہ جو میرے سردار کے ذرا بھی خلاف بولے اسکی خبر لوں۔ اگر میں اس وقت چاہوں تو تم اپنے آپکو ہزاروں آدمیوں کے درمیان گھِرا ہوا پاؤ، لیکن نہیں میں سلوک و مدارات کے اصولوں کو توڑنا نہیں چاہتا۔ اس وقت تم میرے مہمان ہو رات یہاں کاٹو، میں خود صبح کو تمہیں محفوظ تمہاری حد تک پہنچا دونگا۔

دونو بہادروں نے کھانا کھایا اور سگے بھائیوں کیطرح ایک ہی کمبل میں سو گئے، صبح ہوئی مشرقی کرنوں نے رات کی خوفناک سیاہی کو دور کرکے اندھیرے راستوں کو آراستہ کیا۔ کیا ہی دلنواز ہیں یہ کھیلتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی کرنیں مگر زیادہ دلنواز ہے وہ سچا اور بے دریغ بہادرانہ حسن سلوک جو خصومت اور عداوت کی نامبارک سیاہی میں چمک کر انہیں شاندار اور دلاویز بنا دیتا ہے، غرض انگڑائیاں لیتے ہوئے اور سینے کو پھیلاتے ہوئے دونو جنگجو اٹھے، اور کچھ حمدِ خداوندی ادا کرکے ناشتہ کیا۔ سپاہی اپنے وعدے کیمطابق مہمان کے ساتھ ہولیا۔ ہنستے کھیلتے اور شجاعت دلیری کی باتیں کرتے ہوئے ایک درے میں پہنچے، یہاں پر سپاہی نے پوچھا،

سپاہی، دلیر سیکسن! یہ تو بتاؤ کہ اس طرف تمہارا آنا کیسے ہوا۔ یہ تو ایسی مخدوش جگہ ہے کہ روڈرک کا پاس لئے بغیر کسی کو سفر کرنے کی مجال نہیں،

جیمز، ہاں میرے کمر بند میں لٹک رہا ہے بڑے سے بڑے خطرات میں آزمایا ہوا۔ یہ تلوار۔ مگر یہاں پر مجھے ابتک اسکی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ آج سے تین دن پہلے میں ادھر آیا تھا بالکل امن امان تھا۔ شائد تمہارا غدار سردار بھی کسی سیہ کاری پر گیا ہوا تھا۔

سپاہی، او، پھر دوبارہ آئے ہو آخر کوئی مقصد بھی کہ کیوں آئے

جیمز، جنگجو ہو کر پوچھتا ہے، کیوں، ہم لوگ آزاد ہیں، جہاں چاہیں آئیں جائیں اگر کسی آنکھا معمولی وجہ پر کہیں چلدیں تو کیا عجب سمجھ لو کہ کسی گمشدہ شکاری کتے یا باز کی تلاش میں آگیا ہوں۔ یا جان لو کہ کسی پہاڑی نازنین دوشیزہ کی نگاہیں کھینچ لائیں۔ شکار کی خاطر یا سیر کیلئے سہی

سپاہی، اچھا بھئی اپنا راز نہ بتا میں بھی مجبور نہیں کرتا۔ کچھ خبر ہو کہ بادشاہ جیمز فوجیں لیکر آیا ہوا ہے اور ہمارے قبیلۂ الپائن کے خلاف لڑائی کی ٹھنی ہے آیا اس معاملہ کے متعلق تم کچھ جانتے ہو ؟

جیمز، نہیں، البتہ فوجیں ضرور آئی ہیں بادشاہ کے سیر شکار کی حفاظت کیلئے جب آپ لوگوں کی تیاری کے متعلق جیساکہ سب اہل قبیلہ اکٹھے ہو رہے ہیں انہیں خبر پہنچی تو یقیناً شاہی پھریرے یہاں آکر لہرائیں گے۔ اور لڑائی ہوگی،

سپاہی، ہاں ہاں ضرور لہرائیں۔ ہم بھی نہیں چاہتے کہ انہیں صندوقوں میں دیمک ہی کھا جائے، اور ایسا ہی ہمارے جھنڈے بھی بلند ہو کر ہوا سے باتیں کرتے دکھائی دینگے۔ لیکن ای اجنبی ہمارے سردار سے تیری وجہ خصومت کیا ہے جو تو اسقدر بیزار ہے،

جیمز، میں تمہارے سردار روڈرک کو سوائے ایک سرکش باغی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ اس نے مدارالمہام کی عدالت کے سامنے ایک سردار کو قتل کیا یہ کوئی تھوڑا سا جرم نہیں،

سپاہی، نہیں اس کا سبب بھی معلوم ہے، سب کے روبرو اس سردار نے روڈرک کی تحقیر و بےعزتی کی تھی۔ اور کچھ ایسے طنز و طعن کئے تھے۔ کہ جنکو روڈرک برداشت نکر سکا۔ ایک راستباز بہادر کا فرض ہے کہ حق و ناحق میں تمیز کرکے دکھائے اور ناحق کرنیوالے کو اسکے کیفر کردار تک پہنچائے خواہ آسمانی عدالت کے سامنے کیوں نہو،

جیمز، خیر اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ در حقیقت کم عمر بادشاہ اسوقت اپنے پورے اختیار میں نہیں تھا اور اس کے مدارالمہام البانی کا انتظام حکومت کچھ ایسا کمزور تھا کہ بہت سے ایسے واقعات ہو گذرے۔ اچھا یہ بتا کہ تیرا سردار لیٹروں کی زندگی کیوں بسر کرتا ہے، خواہ مخواہ لڑائی ڈھونڈ کر خدا کے بندوں پر ستم ڈھاتا پھرتا ہے، اپنی جماعت کو لیکر میدانی علاقوں کے غریب کسانوں پر جا ٹوٹتا ہے، انہیں لوٹ کھسوٹ کر سب مال مویشی چھین کر لے آتا ہے، کون راستباز بہادر ظلم کی کمائی کھانا پسند کرے،

سپاہی، آہ سیکسن ذرا تو انصاف کرو، یہ مشرق سے جنوب تک سب میدان جنمیں دور تک چراگاہیں اور فصلیں لہلہا رہی ہیں کیا ہمارے اپنے نہیں تھے یہ ہماری گال قوم کی اصلی ملکیت ہیں، سیکسن قوم نے یہ ہم سے چھین کر ہمیں اوپر لے آباد پہاڑی علاقوں میں ہانکدیا۔ جب ہم پر پہلے ظلم کیا گیا ہے تو کیوں نہ ہم بدلہ لیں، ہماری زمینوں کے مالک تو تم لوگ ہو بیٹھے ہم ٹھنڈی خشک چٹانوں میں بسر کیا کریں یا برف سے پیٹ بھریں یہ تو تمہارے اعتراض فضول ہیں دشمنی کی کوئی وجہ نکالو،

جیمز، اچھا تو میرا راستہ کیوں چاروں طرف سے بند کر دیا ہے تمہارے سب لوگ میری زندگی کے درپئے ہیں،

سپاہی، ہمارے علاقے میں کسی کا خفیہ طور پر آنا مضرت سے خالی نہیں گمان کیا جا سکتا اگر تم صاف طور پر کہلا بھیجتے کہ کسی باز یا شکاری کتے کی تلاش میں یا کسی پہاڑی دوشیزہ کیخاطر آئے ہو تو تمہارا راستہ بالکل کھلا اور بخیر تھا آزادی سے آ جا سکتے تھے،

جیمز، خیر جی ہوگا۔ کوئی وجہ ہو یا نہو: میں عہد کر چکا ہوں کہ فدا اس مغرور سردار کی خبر لیے کے چھوڑونگا۔ دو دفعہ میں یہاں آچکا ہوں اب تیسری دفعہ لڑائی کے لئے تیار ہو کر آؤنگا۔ میرا دل اس وقت خوش ہوگا جب میں نابکار روڈرک اور اس کے باغی گروہ کو اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھونگا

سپاہی، تیرے دل کی خواہش ابھی کیوں نہ پوری کیجائے، یہ کہکر اس نے بگل میں سے ایک آواز دی ایکدم ارد گرد کی جھاڑیوں نے جنبش کی اور ان کی آن میں بے شمار جنگجو سپاہی کود کر باہر آ کھڑے ہوئے چٹانوں اور پتھروں میں سے خود ہی ڈھنپے ہوئے سر اوپر ابھرتے ہوئے دکھائی دئے، نہ معلوم کہاں نیچے سے آنگ اُٹھے میں ہزاروں بلند ہوتے ہوئے تیز اور چمکتی ہوئی تلواریں نظر آئیں، ایک جرار لشکر تیار ہو کر سامنے کھڑا ہے بس ایک اشارے کی دیر ہے،

سپاہی، سیکسن یہی تھی تمہاری خواہش ؟ لو یہ قبیلۂ الپائن ہے اپنے قبیلے پر فخر کرنیوالا سردار روڈرک، وہ روڈرک جس کے پاس تم نے بےخبری میں رات بھر آرام کیا اور جو ابتک تمہارے ساتھ ایک سپاہی کی حیثیت میں باتیں کرتا ہوا آیا تھا اس وقت تمام اقتدار کیساتھ اپنی باغی جماعت کو لئے تمہارے سامنے کھڑا ہے، کیا منشا ہے، بولو،

ایکدفعتہ شاہ جیمز کا منہ سفید سا ہونے لگا لیکن نبرد آزمودہ تھا فوراً سنبھل گیا۔ اپنی کمر کو ایک سیدھی چٹان سے لگا کر دونوں پاؤں کو اچھی طرح جمایا۔ روڈرک کیطرف ایک مغرور نگاہ سے دیکھکر بولا،

ہاں آؤ، حملہ کرو۔ ایک ایک کرکے یا سب اکٹھے، مجھے یہاں سے ہلا دینا گویا اس چٹان کو اکھاڑ دینا ہے،

یہ ماجرا دیکھکر شجاعت پسند، روڈرک دنگ رہ گیا۔ لشکر کو واپس ہٹ جانیکا اشارہ کیا اور ایک لمحہ بھر میں پہلے کیطرح سنسان پہاڑ دکھائی دینے لگے، روڈرک جیمز سے مخاطب ہوا۔

آفرین بہادر! تجھ جیسے بہادر ذرا اندیشہ نہ کرو اس طرح گھیر کر دھوکے سے مارنا میں بھلا کب گوارا کرتا ہوں۔ میں صرف یہ دکھانا چاہتا تھا کہ کس طرح تم روڈرک سے پاس لئے بغیر اس جگہ سفر کر سکتے ہو، گو ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں لیکن تم میرے مہمان ہو چکے ہو، یہ کہکر وہ پھر جیمز کے آگے آگے ہو لیا جیمز چل رہا تھا اور حیران تھا۔ اسے کچھ اعتبار سا نہ آتا تھا۔ تھوڑی سی آہٹ پانے پر کان متاثر ہوئے جاتے تھے، اور رہ رہ کے یہی گمان ہوتا تھا۔ کہ وہ کہیں پھر اگنا شروع نہ ہو جائے کسی پرندے کی آواز سنائی دیتی تو دل میں یہی خیال دوڑتا کہ روڈرک کی سیٹی سے مخالف پھر وہ اپنے ساتھیوں کو بلانا چاہتا ہے کبھی نگاہیں اپنی خیالی وہم میں درختوں کی آڑ میں سبزہ کو ہلتے دیکھتی تھیں اور شک غالب ہوتا تھا کہ بس پہنچا چاہتے ہیں،

اب درہ ختم ہو چکا اور کھلا میدان آگیا۔ روڈرک کے علاقے کی حد بھی ختم ہو گئی کوئی ایسی جگہ دکھائی نہیں دیتی، جہاں کسی آدمی کے چھپے ہونے کا گمان کیا جائے روڈرک ٹھہر گیا اور اپنے ساتھی سے بولا

بہادر سکسن، اس باغیوں کے سرغنے فساد و ظالم سردار نے تمہیں اپنے وعدے کے مطابق یہاں تک پہنچا دیا۔ یہ علاقہ قبیلۂ الپائن کی حد سے باہر ہے۔ اب میری تمہاری لڑائی کا مزا ہے سامنے ہو جاؤ اور مردانہ لڑو، تمہارے پاس ڈھال نہیں ہے تو میں بھی اپنی ڈھال پھینک دیتا ہوں

جیمز، آج تک جب کبھی مجھ سے کسی نے لڑنے کے لئے کہا میں نے کبھی تامل نہیں کیا لیکن تمہارے خلاف تلوار کھینچنے کو میری طبیعت نہیں چاہتی گو میں تمہاری موت کا عہد بھی کر چکا ہوں مگر تمہارا بے دریغ مخلصانہ سلوک اور تمہارا میری زندگی بچا کر مجھے مرہون منت کرنا مجھے اجازت نہیں دیتی کیا ہمارے باہمی تنازعات کا تصفیہ کے سوا کسی اور طریقہ سے نہیں ہو سکتا،

روڈرک، نہیں اور کوئی طریقہ نہیں، اور دوسرے میں تمہیں بتا دوں تاکہ تمہارا خون پھیکا پڑ جائے کہ ہماری پیشینگوئی ہے کہ سکسن اور گال کی لڑائی میں جو اپنے دشمن کا پہلے خون گرائیں وہی فتحیاب ہونگے سو اس کے مطابق سکسن قوم کی کامیابی تمہاری زندگی پر منحصر ہے،

جیمز، یہ پیشینگوئی تو پوری ہو چکی وہ پہاڑی جو کل میرا رہنما بنا تھا مجھے کچھ دھوکے باز معلوم ہوا اور نہ جانے وہ مجھے کہاں لیجانا چاہتا تھا میرا شک جو یقین تک پہنچا تو اس دغاباز کا وہیں فیصلہ کر چھوڑا۔ تب تمہیں چاہیئے کہ اپنی پیشینگوئی کے مطابق رضا بہ قضا ہو جاؤ، اور بادشاہ کے حضور میں چلکر اپنے عفو تقصیر کی التجا کرو، اگر اس نے منظور نہ کیا تو مجھے اپنی عزت و ناموس کی قسم تمہارا ایک ذرہ بھی نقصان نہیں ہونے دونگا۔ اور واپس تمہیں سلامتی سے یہاں تک پہنچا دونگا۔

روڈرک، غصہ سے لال ہو کر، ہائے غضب تم ہمارے ایک آدمی کو مار بھی آئے ہو، اف رے مغرور، اور پھر روڈرک جیسے شخص کو کہتے ہو کہ معافی مانگے اور اطاعت کرے۔ اے انسان تو کیا قضا و قدر کی بھی اطاعت کرنے والا نہیں اچھا میں اپنے آدمی کا بدلہ لونگا۔ تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔ اے مرد میدان ہو یا کسی امیر کے کمینے خوشامدی ہو میں نے غلطی کی۔ تم اس قابل نہیں تھے کہ تمہارے ساتھ میں ایسا اچھا سلوک کرتا۔

جیمز، تو اکڑ ہی رہو گے، لو اب تمہارے الفاظ سے میری طبیعت بھی بھڑک اٹھی ہے اور اس وقت یہاں پر میرے بگل کی بھی چھوٹی سی آواز تمہیں بہت کچھ دکھا سکتی ہے لیکن ڈرو نہیں ہم دونو اکیلے ہی شمشیر آزمائی کرینگے

دونوں نے تلواریں کھینچیں۔ زمین و آسمان اور سورج کو الوداعی نظر سے دیکھکر نعرے مارتے ہوئے ایکدوسرے کے مقابل ہوئے، سپر کا پھینک دینا جانباز روڈرک کیلئے از حد مضر ثابت ہوا بہادر تو تھا اور طاقت میں بھی جیمز سے زیادہ۔ لیکن کھلی تلوار سے لڑ نہیں سکتا تھا اور جیمز ایک نہایت چالاک اور ہوشیار لڑاکا یورپ کے بہت سے ملکوں میں پھرا ہوا۔ بہت سی لڑائیاں دیکھی ہوئیں۔ تجربہ کار سپہ تھا ہر قسم کے داؤ گھات سے واقف تلوار سے مارنے اور بچنے کے دونو کام لے سکتا تھا۔ دشمن پر تین کاری زخم کر گیا اور اسے بھی غصہ کھا کر اندھا دھند بارش کی طرح تلوار بازی شروع کی۔ مگر جیمز جیسے چابکدست آدمی نے ایک وار بھی تو اپنے اوپر نہیں آنے دیا اور موقع پا کر اس سے تلوار چھین کر اسے زانو کے بل گرا دیا۔

اب اطاعت قبول کر لو ورنہ میری شمشیر تیار ہے کہ تمہارے دل کے خون سے رنگے جانیکی سرخروئی حاصل کرے،

روڈرک، ہرگز ہرگز میرا جسم کا ملتجی نہ ہونگا مطیع ہونیوالا بزدل ہے جو موت
سے ڈرتا ہے۔ یہ کہکر وہ ایک خوفناک سانپ کیطرح اچھلا اور لپک کر
دشمن کا گلا پکڑ کر بولا: اب تم کہو تمہارے بدن کے اردگرد کسی دوشیزہ کے
نازک ہاتھ نہیں ہیں جو سہل چھوٹ جاؤ، لوہے اور پیتل کی زرہ کے اندر
تم خوب محسوس کرتے ہوگے کہ ہاں کوئی پکڑے ہوئے ہے۔ ہر دو جنگجو
بہت دیر تک جد و جہد کرتے رہے آخر روڈرک کو موقع ہاتھ آیا کہ تلوار
کی ایک ضرب سے اس کشمکش کا فیصلہ کردے۔ مگر آہ جو زخم اس نے
پہلے کھائے تھے اس کیلئے مہلک ہو چکے تھے، اور خون اس قدر نکل چکا
تھا۔ کہ تمام حواس کمزور پڑ گئے اور زندگی کی لہریں دھیمی پڑتی ہوئی معلوم
ہوئیں۔ تاب نہ لا سکا تلوار اوپر اٹھائی لیکن ہاتھ کانپنے لگ گیا۔
اور وہ گھاس پر جا لگی۔ اور خود بیہوش ہوکر زمین پر گرا اور پھر نہیں اٹھا

محمد شریف ، ہزارہ ہستان ،

رباعیاتِ اوج

افسانۂ درد و غم سناؤں کب تک — جو داغ جگر میں ہیں دکھاؤں کبتک
کیا قوم کا مرثیہ سنو گے اے اوج — روؤں کبتک تمہیں رلاؤں کبتک

میدانِ ترقی سے بہت دور ہیں ہم — بیکس عاجز غریب مجبور ہیں ہم
صنعت سے ہے مطلب نہ تجارت سے غرض — ہر طرح کے علم و فن سے معذور ہیں ہم

افلاس کی سرمست جفا کاری ہے — ادبار کی خوب گرم بازاری ہے
خوابِ غفلت میں ہیں مسلمان اے اوج — چونکا دو انہیں کہ وقت بیداری ہے

شاداب ریاضت کا شجر ہوتا ہے — پیدا گل محنت سے ثمر ہوتا ہے
تعلیم ہی سے عقل کو ہوتا ہے فروغ — جوہر ہی سے خوبیٔ آب گہر ہوتا ہے

یہ حسن و شباب و کبر و نخوت کب تک — یہ شان و شکوہ و جاہ و ثروت کب تک
مانند حباب ہستیٔ انسان ہے — ہشیار ہو اوج خواب غفلت کب تک

کلام اکبر الہ آبادی

ترکیب تو دیکھو یہ زمانے کی چلن ہے — افسوس کہ اس سے کوئی واقف ہی نہیں ہے
گرجا میں کرنیل و کمشنر بھی ہیں موجود — مسجد میں کوئی ڈپٹی و منصف ہی نہیں ہے
پڑھتے نہیں نماز یہ خود رب کیا کروں

پوچھتے ہو کیا مسلمانوں کا حال — منتشر اجزا سب ان کے ہو گئے،
معتصم کب ہیں یہ حبل اللہ سے — دیکھو تو جا بجا سے تنکے ہو گئے،
قوم ہی نہیں تو قوم نہیں ہائے کیا کروں

موت

افسوس کسطرح اک دن زندگی جائیگی — تو فنا ہو جائیگا دنیا تری رہ جائیگی
بعد مردن ہی جوارِ لطفِ حق میں زندگی — موت کے خنجر میں پوشیدہ ہے تیری زندگی
اے برادر زندگی گویا ہے اک پیغام موت — ہر بشر کو اک دن پینا ہے بھر کر جام موت
قبر کے گوشے میں ہے آسائش خلد بریں — روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین

رحمن برادران گرامی کی خدمت میں القریش تمونتاً حاضر ہو رہا ہے اور وہ خاموش ہیں، اگست کا پرچہ انہیں بصیغۂ وی پی ارسال ہوگا

تہذیب الاطفال

(اشاعت گذشتہ سے آگے)

ہمارے اسلاف کی شان میں مولانا حالی مرحوم فرماتے ہیں ؎

یہ تہا علم پر واں توجہ کا عالم کہ ہو جیسے مجروح جویائے مرہم
کسی طرح پیاس انکی ہوتی نہ تھی کم بجھاتا تہا آگ انکی بارانِ شبنم

لیکن فی زمانہ بدقسمتی سے ہمارے اکثر طلبہ کا مذاق بقول حالی مرحوم اس قسم کی تضیع اوقات کیطرف مائل ہے ؎

کتاب اور معلم سے پہرتے ہیں بھاگے
مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

چنانچہ ایسے ہی طلبہ اپنے امتحانوں میں ناکام بہی رہتے ہیں اعزیزو دوسری اقوام کے طلبہ کو دیکھو۔ جن کو تم سمجھتے ہو کر کہانے پینے اور پہننے کا شعور نہیں ہے۔ لیکن یونی ورسٹی کے امتحانوں میں وہی تم سے زیادہ پاس ہوکر نکلتے ہیں بلکہ اکثر وظائف میں بہی وہی آتے ہیں۔ ذرا ان کی اپنی علمی لیاقت کا بہی موازنہ کرو، تم محض گفتار اور وہ سراسر کردار ہوتے ہیں۔ جس فیشن یا جیٹلو سے پن کی تم خواہ مخواہ دلدادہ ہو جاتے ہو اس کی ان کو ہوا تک نہیں لگتی۔ تمہارے والدین تمکو دولتِ علم سے مالا مال کرنے کیلئے فراخدلی سے روپیہ دیتے ہیں۔ لیکن تم اپنی اصلی ضروریات اور اپنے دیگر اخراجات پر نظر کرو، تم میانہ روی اور کفائت شعاری کو جو شیوۂ اسلام ہے ہرگز مد نظر نہیں رکھتے، تم اکثر اوقات اپنے والدین کو مقروض تک کر دیتے ہو اور ہنود طلبا کی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انہوں نے اپنی ماہواری خرچ سے کچہ نہ کچہ پس انداز کرکے فارغ التحصیل ہونے پر اپنے والدین کو نہایت ہی معقول مالی امداد دی ہے۔ یاد رکہو خوش خوراک اور خوش پوشاک ہونا واقعی ہر کسی کو مطلوب اور مرغوب ہے لیکن طالب علمی کے ایام میں اپنے والدین پر غیر ضروری بار ڈالنا بہی کسی طرح پسندیدہ نہیں ہو سکتا۔ تم صاف اور ستھرے رہو، جو میسر آئے اور جس وقت ملے کہاؤ پیو اور پہنو، تعلیم کا مرحلہ طے کرکے عزت وآبرو کی ایسی زندگی بسر کرو جس سے خدا اور رسول اور خلق خدا تم سے خوش ہوں۔ یاد رکہو نیک اور باخدا بندگانِ خدا کی صحبت میں بیٹہا کرو، بے حیائی باتوں سے بچو، کسی سے قرض نہ لو، بدچلن کو اپنا دشمن جانو کبہی چور اور چغل خور نہ بنو۔ کسی کو گالی نہ دو کسی سے گالی نہ کہاؤ۔ جب شب کو سونے لگو اس وقت اپنے دن بہر کے کاموں پر نظر کرو اور جب صبح کو اٹھو۔ گذشتہ دن سے زیادہ محنت اور نیکیاں کرو، نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن مجید کی عادت ڈالو، بلاناغہ اس کو پڑہو، قرآن کریم کلیات ایزدی کا انتخاب ہے، وہ ایک لاجواب کتاب ہے وہ علوم ظاہری و باطنی کا ایک سمندر ہے، اس میں غور و تدبر کے غوطے لگاؤ، تم کو اس سے دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل ہونگی۔ تمام تعلیم و تربیت باعث خیر و برکت ہوگی۔ یاد رکہو ہرگز اس کی تلاوت سے غفلت مت کرو۔ ایام طالب علمی سے لیکر تا زندگی اس کے عادی رہو، اگر تم اس کو پڑہو گے اس کو سمجھو گے تمہاری ساری لیاقتیں اور تمام ڈگریاں اس علمی سمندر کا ایک قلیل ترین قطرہ معلوم ہونگی۔ علمائے باکمال کی وسعتِ معلومات اس کے آگے ایک ادنیٰ حقیقت ہے۔ اس سے تمہارا ڈسپلن یعنے ضبط، سلیقہ، رفتار، گفتار اور اطوار سب خود بخود درست ہو جائیں گے۔ یاد رکہو اپنا وقت، اپنی دولت اور اپنی عمر کا قیمتی حصہ محض کہیل کود اور تن آسانی میں صرف مت کرو، جو حماقت بہی تم اب دانستہ یا نادانستہ کروگے ایک روز تم کو اس پر ندامت ہوگی۔ لیکن اس وقت تلافی مافات ناممکن ہوگی۔ اگر تم اسلام پر زندہ رہنے اسلام پر مرنے اور اسلام ہی پر دوبارہ جی اٹھنے کو اپنا نصب العین بنالوگے تو یاد رکہو خدا و رسول مقبول کی خوشنودیاں حاصل کر لوگے اور نجات ابدی اور حقیقی خوشی تم کو نصیب ہوگی، تم اپنے تئیں دین الٰہی کے فدائی اور محبوب الٰہی کے امتی، تمام اقوام سے برتر، اور ان کے لئے نمونہ سمجہو، خدا اور رسول کریم کے احکامات اور ارشادات کی تعمیل میں اپنی سعادت جانو اور یہ دلنشیں رکہو کہ اس کی خلاف ورزی سے دنیا اور آخرت ہمارے لئے تنگ ہو جائیگی۔ عزیزو، یاد رکہو کہ اخوت اسلامی نے ہر مقام کے اہل اسلام کو خواہ وہ کسی رتبہ اور طبقہ کے ہوں۔ آپس میں بہائی بہائی بنا دیا ہے، تم نہ صرف اپنے ہم جماعتوں اور اپنے ہم مدرسوں سے بلکہ تمام طلبا سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات رکہو، جب تم طالب علمی کی منزل سے گذر کر کاروباری زندگی میں قدم رکہوگے، تو ایسے رفیقوں کی ملاقاتیں تمہارے لئے بے اندازہ مسرت کا باعث ہونگی۔ مخالفت اور عداوت سے دلی نفرت رکہو، نہ خود کسی کے مخالف اور دشمن بنو اور نہ اپنا کسی کو دشمن بناؤ،

باقی آئندہ

قلمرو دکن

جامعۂ عثمانیہ دکن کے امتحان میٹرک میں اس دفعہ ۵۰۷ طلبا شریک ہوئے، چونکہ فوقانیہ مدرسوں کی تعداد کے مقابل بہت کم ہے۔ اس لئے مدرسوں کے ذریعہ صرف ۳۴۲ طلبا شریک امتحان ہوئے اور باقی پرائیوٹ تھے اس لئے طلبہ کی زیادہ تعداد کامیاب نہ ہوسکی۔ اس لئے میٹرک کی تعلیم کو وسعت دینے کی سخت ضرورت ہے،

مولوی شاہ نذیر صاحب ہاشمی نے ایک مراسلت میں حضور نظام عالیمقام فرمانروائے دکن اور عمال سلطنت دکن کو مشورہ دیا ہے۔ کردہ ان خدمات کا تذکرہ ایک مصور انگریزی / اردو، رسالہ میں جو قلمرو دکن کی طرف سے نکلتی ہیں تذکرہ کرکے حکومتِ ہند اور پارلیمنٹ اور اخبارات کو بھجوا کر دیسی برار کا زور کے ساتھ مطالبہ کریں۔ مراسلہ نگار کا خیال صحیح ہے کہ آج کل معمولی وفد پزیرائی اور مصر دعوہ نگاری سے کچھ نہیں بنتا،

سر سید علی امام نواب مؤتمن الملک بہادر ہندوستان سے ولائت روانہ ہوگئے ہیں، خبر ہے کہ وہ بخیر و خوبی وہاں پہنچ گئے ہیں۔ امید ہے کہ وہ مسئلہ برار کے متعلق کارروائی کرینگے،

انجمن وکلا عدالت عالیہ کے صدر مولوی عبدالقیوم وکیل نے خطاب یافتہ اراکین عدالت عالیہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنے اعلیحضرت معظم کی قدردانی کے متعلق شکریہ کی تجویز پیش کی جو منظور ہوا نواب میرزا یار جنگ بہادر میر مجلس نے ایک موزون تقریر میں خطاب یافتہ کو مبارکباد دیکر اعلیحضرت معظم کی قدر افزائی کا شکریہ ادا کیا۔

بارگاہ خسروی سے مصیبت زدگان مالابار کی امداد میں ۵۰ ہزار روپے کی گرانقدر امداد منظور ہوئی،

خواب ہستی

دن تاریخ تو ٹھیک یاد نہیں یہ کوئی ڈیڑھ مہینے کی بات ہے۔ کہ میں رات کو جب سو رہا تھا۔ عالم رویا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک قبول صورت حسینہ سر تا پا نور، سچ مچ کی حور، تھوڑی تارا ماتھے چاند، دسوں انگلیاں دسوں چراغ ملبوس فاخرہ سے آراستہ میرے سرہانے کھڑی ہے۔ میں پہلے تو اس مہ لقا کو دیکھ کر بھونچکا سا ہوگیا۔ پھر بہزار دقت و دشواری اپنے دل کو سنبھالا۔ اور اس پریجمال کے حسن خداداد کی اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں مدح سرائی کرنے لگا۔ جس کو سنکر وہ محبوبہ عشوہ و ادا کے ساتھ مسکرائی اور کہا۔ اچھا میں ابھی تمہارے جھوٹ سچ کا امتحان کرے لیتی ہوں۔ دیکھو یہ میرے ہاتھ میں دو ساغر بلوریں ہیں۔ دائیں میں "آبِ حیات" ہے۔ اور بائیں میں "شراب الفت" بولو اس میں سے کون مطلوب ہے۔ بادہ الفت کی طلب ہے یا آبِ بقا کی، جلدی مانگو کیا مانگتے ہو،

میں اس غارت گرِ فہم و ادراک کے جمالِ باکمال پر ایسا مٹا ہوا تھا۔ کہ عشق و محبت کے کلمات اس کے منہ سے سنکر نہال ہوگیا۔ مارے خوشی کے پھولوں نہ سماتا تھا۔ بوکھلا کر بول اٹھا، مجھے تو بادہ الفت سے ... ...

سرشار کر دے، آبِ بقا لیکر کیا کرونگا۔ اتنا کہنا تھا کہ اس ظالم نے تیوری چڑھا میری طرف بڑھایا۔ اور معاً ترش روئی کے ساتھ منہ پھیر کر کہا تو بس اب خدا حافظ ہم جاتے ہیں۔ تم کو تمہاری محبت مبارک، اب میرا انتظار کیا مگر جانے سے پہلے اپنا نام و نشان بتائے جاتی ہوں۔ سنو میرا نام زندگی ہے، تم نے میرے حسن و جمال کی مطلق پرواہ نہ کی اور صرف محبت کو گوارا کیا۔ یہ بھی اگرچہ میری ہی مخلوقات ہے اور میرے ہی دم سے اس کا بھی جلوہ ہے مگر کیا کروں۔ یہ دشمن جان میرے خون کی پیاسی ہے پھر ہی بتاؤ۔ ایک نیام میں دو چھریاں کیسے رہ سکتی ہیں؟

یاد رکھنا یہ تم کو کسی گھر کا نہ رکھیگی۔ محبت سے اور پھر حسن و جمال سے تمہارا دل ہرا کر چھوڑیگی۔ تم اس کے ہوگئے اور یہ تمہاری۔ اچھا اب تم سے اپنی لگن لگاؤ، انجھو تو تمہارے ... دعوے پہلے ہی جھوٹے معلوم ہوتے تھے، یہ کہکر وہ ستم شعار چلتی بنی۔ اس کی اس سرد مہری سے گھبرا کر اور سالا جاتے رہو۔ بولا کر اٹھا اور بے تابانہ اس کے پیچھے دوڑا۔ مگر تو وہ کب ہاتھ آنے والی تھی۔ یہ جا وہ جا۔ ہوگئی اسی کشمکش میں میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا

جوابات

سوالات مندرجہ ماہ جون

نمبر ۱- بحث انتقال اراضی کے جبر اور پھر اس میں تشخیص اقوام کی غلطی نے خدا جانے کن کن قوموں کا شیرازہ بکھیر دیا۔ دنیاوی حرص و ہوس کے بندے تو بلاتمیز محض حقوق زراعت کی خاطر غیر اقوام میں مل گئے اور پتہ نہیں کون کون اور کہاں کہاں جا ملے، خیر اپنی واقفیت کی بنا پر مختصر جواب عرض ہے،

مولانا محمد عبید اللہ فرحتی کی ان دلائل و براہین کے مطابق جو جون کے رسالہ میں "ایک غلط فہمی" کے عنوان سے شائع ہوا ہے کھوکھر آوان وغیرہ اور دیگر اس قسم کے لوگ قریشی نہیں۔ اسی ضمن میں آپ رانجھہ، بلوچ، جوئیہ، کو کارہ وغیرہ کو سمجھ لیں "بودلہ" فی الواقعی قریشی ہیں۔ القریش ہی میں اگر میرا فہم غلطی نہیں کرتا تو ہیڈ "بودلہ" کی وجہ تسمیہ پر ایک مضمون پڑھا تھا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بودلہ قریشی ہیں۔ اب رہا چشتی۔ یہ بجائے خود کوئی قوم نہیں۔ طبقہ صوفیائے کرام کا ایک خاندان ہے یہ لوگ غالباً "بابا فرید" کے معتقدین میں سے ہونیکی وجہ سے چشتی کہلاتے ہیں اور اسی نام سے موسوم ہو گئے ہیں،

محمد محمود عارف علوی

نمبر ۲- کارروائی متعلقہ اجرائے سکول القریش میں باقاعدہ شائع ہو رہی ہے۔ نصاب اور قواعد وغیرہ کی ترتیب اور اکارین قوم کی منظوری کے بعد یہ کہا جائے گا۔ کہ کب سکول جاری ہوگا اس وقت اس سوال کا جواب قبل از وقت ہے، آپ اگر اس کام میں ہماری رہبری کریں تو شکر گذاری کا موجب ہوگا اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ آپ سکول میں تعلیم کی خدمت کے لئے بھی تیار ہونگے، انجمن کو آپ جیسوں کی ضرورت ہے،

سکرٹری انجمن

نمبر ۳- غالباً شاگرنہ کلکتہ، رامپور، بمبئی، مدراس وغیرہ میں ایسی کاغذ کی ساخت ہوتی ہے۔ پورا پتہ کسی تاجر یا ڈائرکٹری سے مل سکتا ہے،

مینجر القریش

سوالات

جو احباب خریدار نہیں ان کے سوالات مندرج نہ ہونگے، ہر خریدار ۲ سوال ہر ماہ مفت درج کرا سکتا ہے۔ اختصار سے کام لیا جانا ضروری ہے۔ لمبے سوالات کیلئے گنجائش نہیں، ہر سوال بشرط پسند درج ہوگا۔ لہذا اختلافی اور فضول سوالات نہ بھیجے جائیں، سوالات کے نمبر مسلسل ہونگے، جوابات آئندہ اشاعت میں درج ہوا کریں گے،

نمبر ۴- روروغنی بوٹی کہاں سے مل سکتی ہے؟ حکیم ہدایت اللہ

نمبر ۵- تجارتی معلومات کی کتابیں کہاں سے اور کس قیمت مل سکتی ہیں۔

عظیم اللہ

نمبر ۶- دانتوں میں ہمیشہ درد رہتا ہے، سرد پانی سے زیادہ بڑھ جاتا ہے نسخہ مطلوب ہے، طالب علی،

نمبر ۷- آنکھوں کے روہوں کا مجرب نسخہ یا تیار شدہ دوائی درکار ہے

احمد علی،

نمبر ۸- معمولی اور چھوٹے چھوٹے رنگے چھاپنے کا اردو دستی پریس بنانیکا نسخہ مطلوب ہے، نظام الدین

نمبر ۹- انگریزی سکھانیوالی ایسی کتاب درکار ہے جو بغیر استاد کام کاج کے قابل بنادے، فضل کریم

نمبر ۱۰- دائمی قبض رہتی ہے آسان نسخہ مطلوب ہے، رحیم بخش۔

نمبر ۱۱- جمعہ کے فرضوں کی بعد کی چار سنتیں قضا ہونے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں، محمد شریف۔

نمبر ۱۲- پڑبالوں کا اپریشن کے بغیر کوئی بہترین یونانی علاج درکار ہے ۲-۳ سال سے شکایت ہے کئی علاج خارجی کئے گئے ہیں۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ محمد ابراہیم،

نمبر ۱۳- تعبیر ریکھنو کی معتبر کتاب مطلوب ہے، غلام احمد

مختصر خبریں

۲۳- جولائی کو میونسپلیٹیوں میں اسلامی حقوق کے تحفظ و نگہداشت کے لئے پنجاب کے میونسپل کمشنروں کی کانفرنس برکت علی محمڈن ہال لاہور میں منعقد ہونیوالی ہے،

بنگال گورنمنٹ نے کلکتہ میں بدمعاشوں کی سرکوبی کے لئے غنڈہ ایکٹ کا عملدرآمد شروع کر دیا ہے، دو غنڈوں کو خلاف ورزی قانون کے جرم میں سزائے قید دیگئی ہے۔

بعض خبروں سے یہ معلوم ہوا کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے خلاف معزول سلطان کی سرکردگی میں ایک پارٹی کھڑی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تحریک سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے،

کلکتہ میں شفاخانوں کی فیس معاف کر دیگئی ہے،

ریاست بھوپال میں شراب کی کشید اور فروخت ممنوع قرار دیگئی ہے،

بلدیہ ملتان کے انجنیئر نے ایک ایسا سفوف ایجاد کیا ہے جس کے سڑکوں پر پانی میں ملا کر ڈالدینے سے گرد نہیں اڑتی،

پنڈت مالوی علی الاعلان اسبات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ہندو مسلم نفاق انکی بعض تقاریر کا نتیجہ ہے،

مہاراجہ صاحب نابھہ معزول کر دئے گئے، ریاست کا انتظام گورمنٹ کے ہاتھ میں رہیگا۔

مدراس میں ستیہ اگرہ کا دور دورہ ہو رہا ہے،

لنڈن میں ۱۲ ہزار ہڑتالیوں نے کاروبار بند کر رکھا ہے،

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ انتخاب درپیش ہے، اگر یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ وہاں بھی فرقہ بندی و پارٹی فیلنگ ہو گئی ہے،

مصر میں سیاسی جلسوں کی مخالفت کر دیگئی ہے،

ناگپور میں قومی جھنڈہ کیلئے گرفتاریاں ہو رہی ہیں،

سائنٹیفک امریکن کے ایک نامہ نگار نے برلن میں ایک ایسی لڑکی کا ہونا ظاہر کیا ہے جو ایک ہی وقت میں ایک ہاتھ سے پیانو بجاتی اور دوسرے ہاتھ سے لکھتی جاتی ہے، اور ایک ہی وقت میں دونوں ہاتھوں سے دو مختلف تحریریں لکھ سکتی ہے، اسکے علاوہ یہ کہ دونوں ہاتھوں کیساتھ منہ میں قلم دبا کر وہ ایک ہی وقت میں مختلف تحریریں مختلف زبانوں کی بھی لکھ سکتی ہے،

قسطنطنیہ میں غیر ملکی لوگوں کی سکونت کے جدید قانون کی مخالفت میں بقول نامہ نگار ٹائمز ہر طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں،

لوزان کانفرنس میں تمام امور کی نسبت اتفاق رائے ہو جانے پر مصالحت ہو گئی ہے،

بمبئی کی سوراجیہ جماعت میں کدورت پیدا ہو جانے سے ۷ ممبروں نے استعفیٰ داخل کر دئیے ہیں،

حصار میں ہندو عید البقر کے موقعہ پر فساد کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں۔ گنڈاسوں، مرہٹی سیکھنے کے علاوہ فراہمی اسلحہ وغیرہ کی خوب کوشش کی جا رہی ہے،

امرتسر کے ملزمین کے مقدمات میں کچھ ملزم تو بری کر دئے گئے ہیں اور بعض کے مقدمات کی سماعت ہو رہی ہے۔

بنگال کونسل میں باوجود سرکاری ممبر کی مخالفت کے سزائے تازیانہ کی موقوفی کا رزولیوشن کثرت رائے سے پاس ہو گیا۔

شیخ مشیر حسین قدوائی محرک خلافت کانفرنس نے اخبارات کے ذریعہ جملہ کارکنان خلافت کو پیغام بھیجا ہے کہ وہ خلافت کمیٹیوں کو فوراً توڑ دیں۔ اب انکی ضرورت نہیں، تبلیغ و اشاعت کیطرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے،

مدیرہ مجدد لاہور نے انجمن غیرت اسلام جس کا ذکر الفردوس کی گذشتہ اشاعت میں کیا گیا تھا قائم کر کے اعلان کیا ہے کہ ہم جبراً مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کی دوکانوں پر جانے سے روکیں گے۔ رضاکاروں کے پہرہ کا انتظام ہوگا۔ اس انجمن کا ممبر ہر باغیرت مسلمان ہو سکتا ہے،

ڈاکٹر انصاری دہلوی ۸ جولائی کو گاندھی ڈے منانیکی تحریک کرتے ہیں، عامہ مسلمین کو اس سے اختلاف ہے،

جام پور کے ایک ہندو طالب علم کے مسلمان ہو جانے پر ہندوؤں میں سخت ہیجان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہندو طلبا چاقو اور چھریوں سے مسلح ہو کر سکول جاتے ہیں اور مسلمان طالب علموں کو سخت تنگ کرتے ہیں،

مسلمانان کشمیر کا ایک جلسہ جس میں کوئٹہ، ایبٹ آباد اور راولپنڈی وغیرہ کے معزز مسلمان بھی شامل تھے، راولپنڈی میں منعقد ہوا۔ جلا وطنان پونچھ کے متعلق چند قرار دادیں پاس ہوئیں۔ اور ۹۶ فی صدی آبادی کے لحاظ سے حقوق کا مطالبہ کیا گیا،

معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند ریوٹر ایجنسی اور ایسوسی ایٹڈ پریس کو ۵۵ ہزار ۲ سو اور ۲۲ ہزار ۷ سو روپیہ سالانہ ادا کرتی ہے۔ جس کے معاوضہ میں یہ دونو ایجنسیاں گورنمنٹ ہند کے ہر ایک ممبر کو مفت خبریں بھیجتی ہیں،

مولانا عبدالباری نے قربان البقر کے متعلق مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ ذرا احتیاط سے کام لیں۔

حکومت ہند نے جس قرضہ کا ۴ جولائی کو اعلان کیا تھا۔ وہ مورخہ ۹ جولائی کو اس لئے بند کر دیا گیا۔ کہ ۵ یوم میں اس کی تعداد ۴۰ کروڑ تک پہنچ گئی تھی،

ارکان میونسپلٹی لکھنؤ کو حکومت ہند نے ایک اعلان کے ذریعہ سے متنبہ کیا ہے کہ وہ وائسرائے یا گورنر کے سوا کسی شخص کو کوئی سپاس نامہ پیش کر کے بلدیہ کے روپیہ کو صرف میں نہ لائیں۔ اس حکم کے مقابلہ میں ارکان کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو کی خدمت میں خیر مقدمانہ سپاس نامہ پیش کیا جائے، یہ بھی قرار پایا کہ اس موقعہ پر کمیٹی کی طرف سے پچاس روپے خرچ کئے جائیں،

کوہاٹ اور پشاور کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے اور عام طور پر استعمال کرنے کے لئے پاس کر دیا گیا ہے۔

امیر صاحب کابل نے بقول اخبار "اکالی تے پردیسی" ستیا گرہ نوشی کی حکماً ممانعت کر دی ہے،

اسلامی یتیم خانہ کلکتہ کے حادثہ سے کئی جانیں ضائع ہوئیں تحقیقات کی جا رہی ہے،

جعلی نوٹوں کے اس کثرت سے مقدمات ہو رہے ہیں۔ کہ حکومت ایک خاص مجسٹریٹ کے تقرر پر غور کر رہی ہے،

تنبیہ

دو دن کی زندگی میں نہ اتنا مچل کے چل
بالشت بھر خوشی پہ نہ ہرگز اچھل کے چل

قابو طلب زمانہ کی نیرنگیاں بھی ہیں
بہر خدا نہ حد سے تو باہر نکل کے چل

اہل ہمم کو چاہیئے تقلید وا جبی،
ہرگز نہ پیروی میں کسی بد عمل کے چل

رفتار نا درست ہے پگڈنڈیاں ہیں تنگ
ناداں اکڑ کے چلنے سے بہتر سنبھل کے چل

گو چل چلاؤ پر ہیں سبھی سوئے انقلاب
لیکن یہ کیا ضرور ہے منہ میں اجل کے چل

پھینکا ہے جس نے جامۂ ہستی اتار کے
نقش قدم پہ تو اسی خیر العمل کے چل

شاعر ہزاروں آئے گئے اس بساط پر،
جو چال وہ چلے ہیں وہی چال چل کے چل

بزم جہاں میں بات نہ الٹی پڑے کوئی،
سیدھی زباں کے جوں نگینہ بے خلل کے چل

ناقدرداں زمانہ ہی ناؔمی ہو قدر کیا
اس سر زمیں سے اور کہیں تو نکل کے چل

(ناؔمی کوہ سوار نظامی)

اعتذار

قابل تنقید کتب و رسائل پر ابکے بھی بوجہ قلت وقت و عدم گنجائش "تنقید" نہیں ہو سکی، امید ہے کہ احباب معذور سمجھیں گے،

انشاء اللہ تعالی آئندہ اشاعت میں اس کی گنجائش نکالنے کی کوشش کی جائیگی

وی پی کے مطالبہ کی بجائے منی آرڈر بھیجدینا زیادہ اچھا ہے

القریش رسول نمبر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ نمبر نہایت شاندار شائع ہوا ہے ملک کے اعلیٰ فاضل ادیب حضرات کے منظوم و منثور مضامین سے ادارہ رسول نمبر مزین ہے۔ آپ کی مکمل اور نئے پیرایہ میں سوانح عمری دیکھنی ہو تو رسول نمبر ملاحظہ فرمائیے، بچوں اور بیبیوں کو پڑھانے سے سیرۃ پر روضۃ النبی ﷺ ۷۰ صفحات، تقطیع کلاں، لکھائی چھپائی دیدہ زیب، قیمت نمبر ۸/

حقیقۃ السیادۃ الہاشمیۃ

جس میں مضمون سیدنا کی تنقید کرتے ہوئے سادات بنی ہاشم کی سیادت کا ثبوت دیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے۔ کہ آل علی عباس، آل جعفر عقیل سب سادات ہیں اور شریف و سید کے لقب سے حضور سرور عالم کے زمانہ سے لیکر اب تک ملقب رہے ہیں۔ ۷۰ صفحات کی ایک بہترین کتاب ہے، قیمت فی نسخہ ۸/

صدیق نمبر

یعنی

حضرت صدیق اکبر رض کی دلچسپ اور شاندار مکمل سوانح عمری القریش کا یہ خاص نمبر نہایت پسندیدہ و مقبول ہوا ہے، بڑے بڑے فاضلان و اہل قلم احباب کے منثور و منظوم مضامین آپکی شان میں دیکھنے ہوں تو صدیق نمبر سے بہتر کوئی کتاب نہیں ملیگی کاغذ، کتابت، طباعت نہایت اعلیٰ۔ ایڈیٹر صاحبان اخبار نے نہایت بہترین الفاظ میں اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ یہ نمبر دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، ایک خاص کتاب ہے، قیمت ۸/

یہ اور ہر قسم کی ہر مذاق کی کتابیں کتب خانہ دائرۃ العلوم رونق منزل امرتسر سے منگائیے

الکمال

مذہبی، ادبی، تاریخی، طبی، صنعتی معلومات کا نہایت مفید مجموعہ ہندوستان مستند اہل قلم کے مضامین کا مرقع اپنی طرز کا انوکھا دلچسپ اور مقبول عام پرچہ بڑی تقطیع پر تقریباً ۹۰ صفحے سالانہ پیش کرنیوالا لکھائی چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے اعلیٰ قیمت سالانہ قسم اول ؎ قسم دوم ؏ فی پرچہ ۴/

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ الکمال لاہور

رفیق صادق

مذہبی، ادبی، اصلاحی، اخلاقی، تجارتی، طبی مضامین کے علاوہ نکات تصوف اور بزرگان دین کے تذکرے، مشہور اہل قلم حضرات کے مفید مضامین ہر ماہ شائع ہوتا ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ، قیمت سالانہ ؏ نمونہ ۴/ ہے۔

منیجر رسالہ رفیق صادق بٹالہ ضلع گورداسپور

حب شفا ظہوری

یہ گولیاں درد معدہ، درد جگر و کھانسی کیلئے نہایت مجرب اور مفید ہے اور ضعف دماغ کے لئے بھی تیر بہدف ہیں۔ علاوہ بریں کمزوری و درد حلق اور رفع قبض کے لئے لاثانی حبوب ہیں اور صحت جسمانی و قوت بحالی قائم رکھنے کے لئے اکسیر البدن ہیں اور مصفی خون ایسی دوا آج تک ایجاد ہی نہیں ہوئی، مزید آزمائیے۔ البتہ ننگن کو آرسی کیا ہے۔ جڑی بوٹیوں سے خاص طور پر تیار کیگئی ہیں۔ اور ان میں کوئی دوا ایسی نہیں ڈالی گئی جس کا استعمال مسلمانوں یا سکھوں یا ہندوؤں یا عیسائیوں کے مذہب میں ناجائز ہے، مجھے یقین ہے کہ اگر آپ ایکدفعہ ان کو استعمال فرمائینگے تو اپنے احباب میں اس کا تذکرہ فرما کر ان کے خریدنے کا شوق دلائینگے قیمت بلحاظ فوائد بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ قیمت ۱۶ عدد ؏ علاوہ محصول ڈاک،

المشتہر

حکیم ظہور الحق امرتسر

متصل دفتر اخبار اہل سنت والجماعت امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القریش
امرتسر

قریشی برادری کا اسلامی تعلیمی قومی اور اصلاحی رسالہ

جو

افراد قوم میں اتحاد واتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور نوجوانانِ قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و ثابت قدمی، صلہ رحمی و ایثار نفسی، محنت و جفاکشی، احسان و مروّت خاندان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینے اور رسوماتِ بد و قبیحات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے

بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء

ایڈیٹر

قریشی محمد علی رونق صدیقی

مطبع روزبازار الیکٹرک پریس
امرتسر میں باہتمام شیخ عبدالکریم صاحب پرنٹر قریشی محمد علی رونق صدیقی پبلشر و ایڈیٹر کے لئے چھپا۔

قیمت سالانہ، امرا سے للعہ، عام سے ؔ۔ طلبا سے ؏، نمونہ کا پرچہ ۴ر ۱ منیجر

القریش معاصرین کی نظروں میں

القریش ۔ اس نام کا ایک اسلامی ۔ تعلیمی ۔ قومی اور صلاحی رسالہ ۔ افراد قوم میں اتحاد واتفاق اور محبت ومودت کا رشتہ قایم کرنے اور نوجوانان قوم میں صبر واستقلال، ، فیاضی وثابت قدمی صلاو ایثار نفسی محنت وجفاکشی ، احسان ومروت ، خاندان کی عزت ومہمان نوازی کا سبق دینے اور رسومات بدوقبیحات سے بچنے کی تلقین کرنے کے لئے مولوی محمد علی صاحب رونق کی زیر ادارت ماہوار رونق منزل امرت سر سے شایع ہوتا ہے ۔ اور "آوان کھو کھر قریش نہیں" ، کی قسم کے محققانہ مضامین سے لیکر قریشی برادری کی باتوں"، تک ہر قسم کی خبریں اور مضامین مہیا کرتا ہے ۔ لکھائی چھپائی کاغذ معمولی ۔ سالانہ چندہ (للعہ) متوسط احباب سے (ر) طلبار سے (عہ) فی پرچہ (۸ر)

علیگڈھ میگزین علیگڈہ جلد ۲ نمبر ۵ تا ۷

القریش

القریش ۔ اس نام کا ایک اسلامی ۔ تعلیمی ۔ قومی ۔ اور اصلاحی رسالہ جناب محمد علی رونق صدیقی کی ردارت میں امرتسر سے ماہوار شائع ہوتا ہے ۔ مقاصد کی مفصل فہرست اسبات کا وعدہ کرتی ہے ۔ کہ رسالہ کی خدمات زیادہ تر مسلمانان ہند کی صلاح وفلاح کے لئے وقف کردیجائینگی ۔ کتابت طباعت اصلاح کی محتاج ہے ۔ رسالہ قیمت (سے) طلبار سے (عہ)

(ملنے کا پتہ رونق منزل امرت سر)

ہمایوں لاہور

القریش ۔ یہ ماہوار رسالہ محمد علی صاحب رونق کی ادارت میں امرتسر سے شایع ہوتا ہے ۔ افراد قریش میں اتحاد واتفاق کا رشتہ قایم کرنا اس رسالہ کا مقصد اولی ہے ۔ لیکن اکثر مضامین عام عالم اسلام ترقی وبہبودی پہلو لئے ہوتے ہیں ۔ قابل قابل اصلاح ہے ۔ چندہ سالانہ متمول حضرات سے (للعہ) متوسط احباب سے (ر) طلبار سے (عہ) نمونہ مفت رونق منزل امرت سر سے منگوائیے ۔

مخبر الاصلاح جلد ۱ نمبر ۹

ہم مجبور تھے

شفاخانہ میں داخل ہونے سے قبل بیماری کی حالت میں ہمنے مسودہ کاتب کو لکھنے کو دیدیا تھا ۔ لیکن اس فرض شناس نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا ۔ جس سے ہماری تکالیف میں ایک اور کا اضافہ ہوا ۔ مجبوراً شفاخانہ سے واپس آکر مختلف اور نوآموز ہاتھوں میں مضمون کے ٹکڑے کرکے تقسیم کیا گیا ۔ اسطرح کام تو ہوگیا ۔ لیکن بدخط اور نوآموز ہاتھوں سے یہ جواہر ریزے بہت بُری طرح خاک آلود ہوکر ہمارے لئے ایک اور نئی تکلیف کا باعث ہوئے ۔ القریش کی ظاہری حالت بلاشبہ ردی اور بدترین ہوگئی ہے ۔ لیکن ہم اسکے لئے مجبور تھے ۔ قارئین کرام سے چشم پوشی کی درخواست ہے ۔ ایڈیٹر

شذرات

القریش کا دورِ جدید

زمانہ کی انقلاب آفرینی سے صیغۂ صحافت جن پریشانیوں اور حالات کی ناموافقت کی بدعنوانیوں کے زیرِ عتاب رہا۔ طباعت و مطبوعات سے سروکار رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ القریش جو مخصوص مقاصد لئے ہوئے ایک ایسی قوم کی ترجمانی کے لئے میدانِ صحافت میں نکلا۔ جو بوقلمونیِ زمانہ اور تغیرِ عالم کے اس ردّ و بدل میں کبھی بیدار نہیں ہوئی جس میں روئے زمین کا تختہ الٹ گیا۔ سلطنتیں بگڑیں اور بنیں، قومیں گریں اور اٹھیں، حالات نے کئی نقشے بدلے مگر وہ اسی پینک میں مست و از خود رفتہ ہے جس میں خاموشی اور امن کے زمانہ میں تھی۔ نہ اسے احساسِ زیاں ہوتا اور نہ اس نے پہلو بدلکر نیرنگیٔ زمانہ پر نظر ڈالی۔ جس قوم کی بے پرواہی کا یہ عالم ہو اس کے ترجمان اور ارگن کی حالت معلوم۔ "القریش" باوصف اس کے کہ قیامِ قریش فرمانفرمائے دکن (خدا اسے تا دیر سلامت رکھے) کی کرم گستری سے اسے گرانقدر شاہانہ امداد ملنے کا فخر حاصل ہے مالی کمزوری سے دوچار رہا اور قوم کی جتنی توجہ چاہیے تھی وہ سب رائیگاں اور بے سود ثابت ہوئیں۔ اقوامِ عالم کی آسمان پیمائی اور بلند پروازی کو قریشی احباب نے دیکھتے ہوئے بھی قومی ارگن کی ضرورت و اہمیت کا احساس نہ کیا۔ اس بے توجہی کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا تھا۔ کہ کارپردازانِ القریش قوم کی طرف سے مایوس ہو کر میگزین کو بند کر دیتے اور صبر کا پتھر سینہ پر رکھکر قومی خدمات سے دستکش ہو جاتے۔ مگر نہیں انہوں نے عزم و استقلال سے کام لیا۔ حضورِ نظام کا عطیہ اور اسی قدر اور رقم جو دیگر ذرائعِ آمدن سے حاصل ہوتی رہی بہت بلیغ اس کی نذر کرتے رہے مگر نتیجہ وہی نکلا جسکی امید نہ تھی۔

القریش نے اپنی ۹ سالہ زندگی میں کئی پہلو بدلے [illegible] اور ہفتہ واری اشاعت میں [illegible] تبدیل کرکے [illegible] شائع ہونے لگا۔ تعلیمی مضامین میں ان [illegible] علم احباب کی خدمات حاصل کیں۔ جنکی تحریر کا ایک زمانہ قائل ہے تاریخی، اصلاحی، مذہبی اور ادبی مضامین کی اشاعت سے قوم کو ایک نقطہ پر لانے کی کوشش کی مگر قوم کا [illegible] دل سوم ہوا۔

اس طویل اور تلخ تجربہ سے اگرچہ اس قدر حوصلہ فرسائی ہوتی ہے کہ کچھ کرنے کو جی نہیں چاہتا مگر یہ لیت و لعل اور دنیاوی طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ بلکہ دل چاہتا ہے کہ رسالہ کو موجودہ سطح سے بلند تر کرنے کے لئے اس میدان میں ہمت و استقلال کی ایک اور جست لگائی جائے۔ اور بفضلہ یہ عزم عزمِ راسخ کے درجہ تک پہنچ گیا ہے۔ اگر حالات نے مساعدت اور فضلِ ایزدی نے یاوری کی تو انشاء اللہ تعالیٰ دسویں جلد کے پہلے (جنوری ۱۹۴۲ء) نمبر سے آپ اس کی ترتیب و تنظیم میں شاندار اور گوناگوں تغیرات پائیں گے۔ اور اگر احباب کی طرف سے کچھ حوصلہ افزائی ہوئی۔ تو القریش ظاہری و معنوی حیثیت سے ایک ممتاز رسالہ ہوگا۔ یعنی طباعت و کتابت کی خوبی اور کاغذ کی عمدگی کے علاوہ مضامین اس پایہ کے ہونگے جس کا مذاق تغیرِ عالم نے پیدا کر دیا ہے۔ رنگین سرورق پر مدینۃ الرسول کے عکسی فوٹو کا التزام کیا جا رہا ہے۔ اس لحاظ سے القریش کی زندگی کا یہ ایک نیا دور ہوگا۔ خدا کرے یہ انقلاب القریش کو راس آئے اور یہ تقریب خیر و برکت کا موجب ہو۔ آمین!

القریش کے خاص نمبر

گذشتہ چند سال سے اخبارات و رسائل کے مخصوص نمبر نکالنے کا رواج ہو گیا ہے اور عام طور پر ناظرین اسے پسند بھی کرتے ہیں کیونکہ کسی ایک موضوع پر مختلف قابلیت و ذوق کے لوگوں کی دماغی محنت ایک جامع کتاب کی صورت میں بہم پہنچ جانے سے بیشتر فائدہ مرتب ہوتا ہے۔ القریش نے بھی (رسولؐ نمبر اور صدیقؓ نمبر) دو خاص نمبر شائع کئے تھے، جو ناظرین میں بہت پسند کئے گئے اور قدر و عزت کی نظر سے دیکھے گئے۔ ارادہ تھا کہ یہ سلسلہ مسلسل جاری رکھا جائیگا مگر واقعات کے پیچ و تاب میں الجھ کر ہم اس ارادہ [illegible] میں تا حال قدم نہ رکھ سکے [illegible] احباب کے تقاضے منصور [illegible] کے درخشندہ ستارہ جناب میر [illegible] صاحب [illegible] ان کی تحریک سے ہمیں [illegible] ارادہ کو تقسیم [illegible] موجود میں لانے کا [illegible] تیار کر دیا ہے [illegible] کہ [illegible] القریش [illegible]

نمبر کے نام سے شائع ہو اور علی التواتر عثمان نمبر، عباس نمبر، وغیرہ شائع کئے جائیں، دکن کے احباب کی رائے ہے کہ القریش کو سرکار نظام سے جو عقیدت حاصل ہے وہ اس امر کی مقتضی ہے کہ "نظام نمبر" کے نام سے بھی ایک خاص نمبر شائع کیا جائے، جس میں حضور نظام کے خاندانی و ذاتی حالات کے علاوہ قلمرو نظام اور وزرائے نظام کا بھی مفصل تذکرہ ہو، اگرچہ اس کے لئے بڑے التزام کی ضرورت ہے تاہم انشاءاللہ تعالیٰ ہم کوشش کرینگے کہ نظام نمبر محاسن خصوصی کے ساتھ آب و تاب شائع ہو، احباب دکن سے امید ہے کہ وہ اس نمبر کی ترتیب و تکمیل میں ہماری خاص مدد کرینگے،

ان معاونین خصوصی میں سے جن کے زریں و قیمتی خیالات اور وسعت معلومات سے القریش کو استفادہ حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے مولانا سید محمد سعید احمد صاحب فرحتی عباسی کا اسم گرامی امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ آپکی قلمی امداد و اعانت نے ہمیں بہتر سے بہترین تاریخی مضامین کی اشاعت کا موقع دیا۔ جون کی اشاعت میں ایک مدلل و مبسوط مضمون "آوان و کھوکھر قریشی نہیں" پر شائع ہو چکا ہے، جو بعض سخت ترین غلط فہمیوں کے ازالہ کے علاوہ ناظرین کی معلومات میں بیشقدر اضافہ کا باعث ہوا، اس پرچہ میں "تحقیق الاقوام" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوتا ہے جو بعض ہندی نژاد اقوام کی اصلیت پر روشنی ڈالتا ہے اور تاریخی حیثیت سے ایک محققانہ مضمون ہے، مولانا کی تاریخ دانی اور قابلیت مسلمہ ہے، ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ باوصف کثیر المشاغل اور عدیم الفرصت ہونیکے "القریش" کے لئے کچھ نہ کچھ لکھنے کی تکلیف کرتے رہتے ہیں،

منشی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اس اعتراض کا جواب کہ "رشتہ ناطہ میں کفو کا لحاظ کیوں نہیں کیا جاتا" اگست کی اشاعت میں دیتے ہوئے وعدہ کیا گیا تھا کہ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" پر ہم کچھ آئندہ لکھیں گے تاکہ اس مسئلہ میں آپکی مزید تسلی ہو جائے، چنانچہ صاحبزادہ مولوی سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری کا مضمون اسی اشاعت میں زیب اندراج ہے امید ہے کہ احباب مولوی صاحب کے عالمانہ خیالات سے مستفیض ہونگے،

مختلف عنوانات سے ایک عجیب و غریب مضمون "تناسخ" کی تائید میں بعض اخبارات میں شائع ہوا ہے، جس میں ایک نائب تحصیلدار کا ایک ایسے کے بیانات لفظ بلفظ کرنا ثابت کیا گیا ہے، جس نے تناسخ کی رو سے دوسری زندگی پائی، اسلام اسکی بزور تردید کرتا ہے، معتقدین تناسخ اس کا زندہ ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن حکایات اور زبانی جمع خرچ سے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں ہم اس مضمون کو "لغویات" کے تحت مدرج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اہل تناسخ خیالات باطلہ کو کن کن طریقوں سے سچائی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں،

مکرمی مولانا نامی کوہ سوار نظامی سے ہمارے علم دوست احباب کا حلقہ واقف ہے ادبی دنیا میں آپکا اسم گرامی عزت سے لیا جاتا ہے منظوم و منثور جواہر ریزیوں میں آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ آپ کی ایک نظم "خطاب بہ مسلم" کے عنوان سے اسی اشاعت میں شائع ہوا ہے جو حکمت و موعظت سے پر ہے، ہم آپکی برادر نوازیوں کے بدل ممنون ہیں،

القریش کی طویل غیر حاضری اسباب۔ اسباب تعویق القریش کے عنوان سے کسی دوسری جگہ تفصیلی طور پر لکھے جا چکے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین کرام درگذر فرمائینگے۔ جن احباب کے خطوط کا جواب نہیں دیا جا سکا۔ ان سے مخلصانہ استدعا ہے۔ کہ وہ قابل دریافت امور کیلئے مکرر یاددہانی کی تکلیف فرمائیں۔

افسوس ہے۔ کہ اب کا رسالہ خلاف معمول ہماری بیماری کیوجہ سے بہترین شکل و صورت اختیار نہیں کر سکا۔ کیونکہ ترتیب و تنظیم اور تحریر مضامین بالکل نو آموز ہاتھ سے ہوئے ہیں بنظر ملاحظہ کرنے والے احباب ترتیب مضامین اور ظاہری شکل و صورت کی طرف نہ جائیں۔ بلکہ فرمائش خریداری بھجوا کر ہماری امداد و اعانت اور شکر گذاری کا موجب ہوں۔

خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

بمبئی ۲۳ ۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۹

القریش

ہمارے رہنما

کشتگانِ اتحاد فدایانِ سوراج مسلم لیڈران کیلئے وعید

خیرالقرون کے رہنما سیاستِ مدن اور تدبیرِ منزل میں اسوۂ
ما دسیرۃ فاروقی کو صراطِ مستقیم سمجھتے ہوئے اپنی زندگی خدمتِ اسلام
ن کر دیتے تھے لیکن عہدِ حاضرہ کے رہنما دلیڈر) محض نام ونمو
نیادی وقار کے حصول کی دیوانگی میں طوق وسلاسل کو امتیازِ خصوصی
یارلیڈری سمجھے ہوئے ہیں۔ یہ کفار سے رشتۂ محبت ومودت قائم
، اور ان رجس ونجس لوگوں سے جن کے متعلق قرآن کریم انما
رکون نجس کا کہا ہوا فیصلہ دیتا ہے اخوت واتحاد کا گہرا تعلق جوڑنے
لچھ ایسے پریشان ہو رہے ہیں کہ مساجد کی بیحرمتی اور قبضِ اندازی
شیف کے خلاف چیلنج ، والئے دوجہان کی توہین ، کلامِ پاک کی
بہ جیسے امور کو فروعی اختلافات سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ،
فار کی دوستی کو نجاتِ اخروی کا عروۃ الوثقیٰ اور ہند دراج (سوراج)
بتِ خلق اسرا اور اطاعتِ رسول اسر قرار دیتے ہیں ، انہیں
ہم بصیرت واکر کے احکام قرآنی وفرمانِ ربانی کا مطالعہ
ہا ہیے ، کیونکہ خدائے عزوجل کے نزدیک ان کا یہ کام بچوں کے
سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ۔ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
هْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ (قرآن کریم)

کفار ومشرکین سے اتحاد تیرہ سو سال میں قائم نہوا نہ اسلام نے
اس کو جائز قرار دیا۔ مکتوباتِ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ
احمد سرہندی قدس سرہٗ میں کشتگانِ اتحاد وحامیانِ ہند دراج کے
لئے سبقِ عبرت موجود ہے ، فاعتبروا یا اولی الابصار ، ،
لکہا ہے ،

"اسلام وکفر ضد یکدیگر اند۔ اثبات یکے موجب رفعِ دیگر
است ، احتمال جمع شدن ایں دو ضد محال است وعزت
دادن یکے را مستلزم خواری دیگر است ، حق سبحانہ
وتعالیٰ حبیب خود را علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میفرماید
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ
عَلَيْهِمْ پس پیغمبر خود را کہ موصوف بخلقِ عظیم است۔
بجہادِ کفار وغلظت بر ایشاں امر فرمود معلوم شد
کہ غلظت بایشاں داخل خلقِ عظیم است ، پس عزت
اسلام در خواری کفر واہلِ کفر است ۔ کسیکہ اہلِ کفر را
عزیز داشت اہلِ اسلام را خوار ساخت ، حق سبحانہ
در کلام مجید (يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا

وعلدو کمر اولیا . . الخ (یا سورۂ ممتحنہ) خود اہل کفر را دشمن خود و دشمنِ پیغمبر خود فرمودہ است، پس اختلاط و موالفت با ایں دشمنانِ خدا و رسول او از اعظم جنایات باشد اقل ضرر در مصاحبت و مخالطت ایں دشمنان آنست کہ قدرت اجراء احکام شرعی و رفع رسوم کفری زبون میگردد و حیائی موالفت مانع آں مے آید و ایں ضرر بسیار عظیم است، دوستی و الفت با دشمنان خدا منجر بدشمنی خدائے عزوجل و دشمنی پیغمبرا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میشود، شخصے گمان میکند کہ او از اہل اسلام است و تصدیق و ایمان باللہ و رسولہ دارد اما نمیداند کہ ایں قسم اعمال شنیعہ دولت اسلام او را پاک و صاف می برد نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا ـــ

خواجہ پندارد کہ مرد واصل است
حاصل خواجہ بجز پندار نیست

کار ایں نابکاراں استہزا و سخریت باسلام و اہل آں و منتظراند. اگر فرصت بیابند، دمار از اہل اسلام برآرند یا ہمہ را بقتل برسانند یا بکفر باز گردانند پس اہل اسلام را ہم ستر مے درکار است، کہ الحیاء من الایمان ،، •

یہ تحریر ... کی اس مسئلہ میں ایک کھلی ہوئی تفسیر ہے۔ جس میں کفار و مشرکین کے ساتھ موالفت و مخالطت رکھنے والوں کے لئے ایک وعید ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ نام نہاد لیڈران ... آنکھیں ... کے لئے روشنی ہوتی، وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اذانھم ... اذانھم وقرا (اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈالدئے ہیں۔ کہ ان کی آنکھ بیکار ہوگئی ہے اور ان کے کان بہرے ہوگئے ہیں (قرآن کریم)

اسباب تعویق التبلیغ

طباعت و مطبوعات عموماً اور موقت الشیوع رسائل و اخبارات خصوصاً اور ان میں سے بالتخصیص محدود مقاصد کے پیچھے جس امید و بیم اور پریشانی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اخبار بین احباب سے پوشیدہ نہیں۔ حالات حاضرہ نے مذاق عامہ کا رخ کچھ ایسا بدل دیا ہے۔ کہ رجحان طبعی تازہ بتازہ بلکہ تیز و تلخ خبروں کا جویاں رہنے کے سوا کسی دوسری طرف معطوف نہیں ہوتا اس بد مذاقی نے قومی اور محدود مقاصد کے پرچوں کا میدان ترقی جسقدر تنگ کر دیا ہے۔ وہ کسی توضیح و تشریح کا محتاج نہیں مالی مشکلات کا رونا روز کی بیماری ہے جسکا کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ ان مشکلات کے علاوہ ایڈیٹر کی دائمی علالت کی معیت التبلیغ کے راستے میں کچھ ایسی سد راہ ہے۔ کہ ہمیں دو دو مہینوں کے پرچے اکٹھے کر کے نکالنے پر ناظرین کرام سے بار بار شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ شروع سال میں اسباب کا وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ ہم آیندہ التبلیغ کو پابندی وقت کے ساتھ شایع کرتے رہینگے۔ اور ناظرین کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ دینگے۔ مگر ؎

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

سال رواں میں التبلیغ کی اشاعت کا اہتمام انہی وجوہات کے کچھ ایسا ناقص رہا ہے۔ کہ ان کے اظہار کیلئے زبان قلم خجل و شرمندہ ہے۔ اگست دسمبر دو دو مہینوں کا یکجا پرچہ نکالنے کیلئے بھی انہی وجوہ سے ہم مجبور تھے۔ اور اس کے بعد سلسلہ بیماری ایسا طویل ہوا۔ کہ اکتوبر نومبر دو مہینوں کے پرچے شائع کرنے سے رہ گئے دو مہینے کی طویل علالت کے بعد بھی جب افاقہ نہ ہوا۔ اور آنکھیں کسی کام کے قابل نہ رہیں۔ تو مجبوراً ہمیں شفاخانہ میں داخل ہونا پڑا۔ چنانچہ کئی روز خارجی علاج کے بعد اپریشن ہوا۔ اور بستر علالت پر مصیبت کے دن گن گن کر کاٹنے پڑے۔ ۲۰ نومبر کو وہاں سے اجازت ہوئی۔ اب روزانہ وہاں ڈاکٹر کے ملاحظہ کیلئے جانا پڑتا ہے۔ ابھی آنکھیں اس قابل نہیں ہوئیں۔ کچھ کام کاج کیا جا سکے۔ ترتیب مضامین اور یہ معذرت بھی کسی دوسرے قلم سے مدد حاصل کر کے کیگئی ہے۔ اسلئے ناظرین کرام سے ... ہے کہ مہربانی فرما کر وہ ان ہماری مجبوریوں ... کیونکہ ان امور میں ہم بے اختیار تھے۔ قارئین کرام کی یہ کمی اسطرح پورا ہو

سکے گی۔ کرنیکی تجویز کیگئی ہے۔ کہ ہر خریدار کو اسکی اصل میعاد سے دو ماہ بعد ... کئے جائیں۔ جن صاحبوں کا سالانہ چندہ ماہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ (انکو بجائے جنوری کے مارچ میں وی پی ارسال کئے جائینگے ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ یہ مشکلات پیش نہ آئیں گی۔

کلام الملوک ملوک الکلام

یعنی اعلیحضرت حضور نظام فرمانفرمائی دکن انار اللہ برہانہ کا کلام بلاغت نظام

کلامِ الٰہی

جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا

قطعہ

مصلحت تھی یہی حضرت کے یہاں آنے میں — تیرگی تا نہ رہے دہر کے کاشانے میں
جب ہوا مہرِ عرب جلوہ نما اے عثمان — سر نگوں بت ہوئے سجدہ ہوئے بتخانے میں

قصیدہ

مطلع — ہوا سے یثرب گوید گلی تازہ دمید اینجا — بیا اے سر بیا عثمان محمد آرمید اینجا
توطن کن تو در بطحی کہ ہر کس جائے سجود امد — رسول اینجا نبی اینجا ولی اینجا شہید اینجا
شبے چوں باریاب روضہ اش گشتم او بگفتہ — ندایں دربار آں باشد کنی گفتا وشنید اینجا
الا اے آزمانِ خلد فتح باب آساں است — ریاض طیبہ میگوید کہ می باشد کلید اینجا
درِ تو سجدہ گاہ جن و انس و حور و غلماں است — امید ہر زماں گوید نباشی نا امید اینجا
نہ ہے اے شفیع عاصیاں شفاعت شد خود — طفیل احمد مرسل بہیں کاسہ سعید اینجا
مقطع — نہ من تنہا شدم محو جمال بلکہ ای عثمان — ز خود وارفت منصور و جنید و بایزید اینجا

دیگر بہاریہ

مطلع — مایۂ رونق چمن موسم ایں بہار بس — باعث رنگ انجمن شمع و گل و نگار بس
ہر نفسے کہ در چمن بہر نظارہ می دود — محو خورش ہمی کند شوخی لالہ زار بس
بلبل افصح اللسان قمری اعذب البیان — شاخ بر شاخ می زند نغمۂ صد ہزار بس
رسم ادائے تہنیت نغمۂ مطرب ازل — گشتہ نوید جانفزا از ہمہ ساز و تار بس
رحمت دو جہاں توئی مقصد قلب جان توئی — کز تو مراد ہا رسد بے عدد و بے شمار بس
باد صبا بیا بیا ہم برساں سلام ما — در حرم شہ رسل احمد ذی وقار بس
مقطع — بر سر روضہ ات شہا عثمان از انتہائے شوق — ہمچو سگ توئے شدہ از دل و جاں نثار بس

دیگر

مطلع — درد دل را گر دوائی یا حبیبؐ ۔۔۔ چوں درونِ دل نہ آئی یا حبیبؐ
از ہزاراں سجدہ برتر دیدہ ام ۔۔۔ بر درِ تو جبہ سائی یا حبیبؐ
وقتِ مردن جاں بآسانی دہم ۔۔۔ روئے خود را گر نمائی یا حبیبؐ
باعثِ آہ و فغانِ من شدہ ۔۔۔ بیکسی و نارسائی یا حبیبؐ
مقطع — چوں تو شافع وا دِ عثماں را بحشر ۔۔۔ ہست ایں شانِ خدائی یا حبیبؐ

دیگر

مطلع — تا بہ کے دور از تو باشم کن قریب ۔۔۔ یا حبیبم یا حبیبم یا حبیبؐ
تو شہنشاہِ عرب ہستی و من ۔۔۔ بس غریبم بس غریبم بس غریب
عرض من بہرِ زیارت کن قبول ۔۔۔ یا مجیبم یا مجیبم یا مجیب
دردِ ہجراں را بفرما چارۂ ۔۔۔ اے طبیبم اے طبیبم اے طبیب
مقطع — خاک بوس طیبہ اے عثماں شدم ۔۔۔ خوش نصیبم خوش نصیبم خوش نصیب

دیگر

مطلع — اے آنکہ لطف عامت لا احدَ لا حابا ۔۔۔ جز آستانِ پاکت لیس لنا مآبا
مالتشنہ کام و مضطر نامت قسیم کوثر ۔۔۔ اے در کفِ تو ساغر اُشرب لنا شرابا
اے درکرم چو دریا اے در نوال یکتا ۔۔۔ برکشت زار دلہا اَمطر لنا سحابا
شاہ عرب تو ہستی عالی نسب تو ہستی ۔۔۔ اُمّی لقب تو ہستی ذوالفضل والخطابا
مقطع — ہستیم از گناہاں خجلت زدہ چو عثماں ۔۔۔ در بابِ عفو عصیاں اُکتب لنا کتابا

قطعہ

گویم از وصفِ تو ریزم طرحِ او ۔۔۔ تا قیامت ہم نہ گردد شرحِ او
حرف حرف گیرد ہر کہ در نعتِ رسولؐ ۔۔۔ قطع باشد ہم زبان ہم جرحِ او

(شرح دستخط مبارک) اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی مد ظلہ العالی

قطعات

دور اوّل کا ذرا کھینچ دے پھر وہ نقشہ ۔۔۔ سارے عالم میں ہو توحید کا پھر وہ چرچا
پھر بنا اہل گلستاں کو شہید نغمہ ۔۔۔ پھر اسی لے میں دکھا زمزمہ پیرا ہو کر
کیا نہیں ہے تو شہید ابن علیؓ سے واقف ۔۔۔ کیا نہیں ہے تو بلالِ حبشیؓ سے واقف؟
ہائے مطلق نہیں اسرار خودی سے واقف ۔۔۔ قطرے قطرے کو ترستا ہے تو دریا ہو کر
ہمنفس! اٹھ خبر فتح صداقت آئی ۔۔۔ وہ شہیدوں کے قدم لینے کو جنت آئی
پھونک دے صور کہ اب حشر کی ساعت آئی ۔۔۔ مردے اٹھ اٹھ کے کہیں آج قیامت آئی

إن أكرمكم عند الله أتقاكم

(از جناب صاحبزادہ مولوی سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری)

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اگر ایک شخص شریف النسب ہو، اعلیٰ خاندان کا ہو لیکن اس کی اخلاقی حالت خراب اس کا کیرکٹر مشکوک اور اس کا چال چلن برا ہو۔ اس کے مقابل ایک دوسرا آدمی معمولی خاندان کا شرافت نسبی کے لحاظ سے ناقابل ذکر مگر اپنی خداداد قابلیت اور شرافت ذاتی کے لحاظ سے ہزاروں میں سے ایک متقی پرہیزگار اور ہمہ اوصاف متصف ہے، ایسے دونوں کا مقابلہ کرتے ہیں، ایک کو دوسرے پر ترجیح خود بخود نہیں دیتے۔ بلکہ قرآن کریم جیسی جامع کتاب کی ورق گردانی کرنے سے ہمیں صریح لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ خدا کے نزدیک وہی کریم والا تعظیم والا عزت والا ہے جو متورع ہو۔ جسکی اخلاقی حالت مسلمانوں کی اصطلاح میں قابل تعریف و توصیف و لائق تحسین و ستائش ہو، مثال کے طور پر ہم بلال حبشی رضہ اور ابوجہل کے نام پیش کرتے ہیں، حضرت بلال ایک سیاہ فام غلام تھا لیکن اسلام کا فدائی رسول کا شیدائی طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا رہا۔ قسم قسم کے مصائب کا شکار رہا۔ مگر اپنے حبیب کے مسلک سے روگردانی کو گوارا نہ کیا۔ آزاد ہونے پر آذان کی خدمت پر متعین کیا گیا۔ کوئی خوش گلو نہ تھا۔ آواز اور صورت میں کوئی دل آویزی نہ تھی۔ لہجہ غیر فصیح اور فصحائے عرب کے مقابلہ میں نرا عجمی۔ مگر اس کے دل میں سچا درد تھا۔ اسکی آواز میں سوز و گداز تھا۔ اسکی بھدی اور غیر خوش آئند آواز نو مسلموں کے دلوں میں اثر کرتی تھی۔ کہ کسی بڑے سے بڑے خوش الحان کی آواز بھی اتنی موثر اور دلکش نہ ہوتی۔ ابوجہل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا بنی ہاشم میں سے ایک ممتاز فرد، ظاہری طمطراق اور عزت و جاہ میں کئی ایک امراء و رؤسا سے انتخاب لیکن سیاہ دل۔ کفر و شرک کا دلدادہ، اسلام اور بانئ اسلام کے نام سے متنفر، معجزات و خوارق عادات کو سحر و جادو سے تعبیر کرنے والا۔ اور سب سے بڑھ کر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا خونخوار دشمن۔ آپ کے قتل کا بیڑا اٹھانے [illegible]

اگر شرافت نسبی کا کوئی لحاظ ہوتا تو شریف قوم ابوجہل کو ایک حبشی نژاد غلام پر ترجیح دیجاتی۔ مگر معاملہ دگرگوں ہے۔ ابوجہل کا نام نفرت اور حقارت سے لیا جاتا ہے اسپر لعنت کی جاتی ہے اور بلال کی پاک زندگی ضرب المثل بنگئی ہے، اس کا شوق اور درد زبان زد ہے وجہ یہ کہ ابوجہل رذیل اخلاق کا تھا اور پرلے درجہ کا منافق۔ شرارت پسند، حاسد اور پستی القلب، اور بلال اسلام کا جاں نثار۔ نبی امی کا تابعدار، صاحب ذوق اور اہل درد تھا۔ یہ مثال تو اعمال سے تعلق رکھتی ہے مگر قرآن کریم کے قوانین ایسے ہیں جنہیں ہر ایک مہذب و متمدن قوم نے اپنا دستور العمل بنایا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ غیر مذاہب والے بھی رفتہ رفتہ قرآنی احکام کے دلدادہ ہو رہے ہیں اور ان پر عمل کئے بغیر کوئی مفر نہیں دیکھتے، ہمارے سامنے اس قسم کی سینکڑوں نظائر موجود ہیں۔ ہم موقعہ پر ہم صرف شرافت نسبی اور شرافت ذاتی کو لیتے ہیں، ایک پیچ قوم کا فرد اپنے ذاتی کمالات کی وجہ سے ایک بڑے جلیل القدر عہدہ پر ممتاز و مفتخر ہے، اور ایک شریف قوم کا رکن بے علمی بے ہنری کیوجہ سے بھیک مانگتا نظر آتا ہے جو ذلیل ترین کسب ہے ایک معمولی خاندان کا آدمی غیر معمولی محنت و مشقت برداشت کرکے داد و ستد میں دیانت و امانت کو ملحوظ رکھکر ارزاں فروشی بسیار فروشی کو اپنا نصب العین بناکر آج کروڑپتی کہلاتا ہے اور ایک سوداگر کا بیٹا جسکی دوکان پر لاکھوں کا مال تھا اور جس کے آباؤ اجداد نے کروڑوں روپے تجارت سے پیدا کئے تھے۔ اپنی بے توجہی عیاشی اور فضول خرچی کیوجہ سے نان جویں کا محتاج ہو رہا ہے اور در بدر دستِ سوال دراز کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اب طرفہ یہ کہ باوجودیکہ مسلمانوں کو خداوند کریم نے روح الامین اور مخبر صادق صلعم کی وساطت سے اس تفاخر بیجا سے منع کیا ہے اور خود زمانہ بھی ہمیں سبق دے رہا ہے کہ شرافت نسبی تب تک ہے جب تک تمہاری شرافت ذاتی قائم ہے، ورنہ اسلاف کے کارناموں پر ناز۔ آباؤ اجداد کے محاسن پر گھمنڈ بالکل فضول اور بے فائدہ ہے اور اس سے کسی قسم کی بہتری کی توقع لاحاصل!

[illegible] عام طور پر اس مرض میں مبتلا

نظر آتے ہیں اور ان کو کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو صرف کلمہ پڑھنے یا ختنہ کرانے کو ہی اسلام سمجھے ہوئے ہیں اپنا نام مردم شماری کے موقعہ پر مسلمانوں کی فہرست میں لکھا دیا۔ اور جنت کے ذکر دار بن بیٹھے حالانکہ اسلام اس سے بہت بلند اور ارفع ہے اور جب تک اس کے احکام کی پوری پوری تعمیل نہ کی جائے، تب تک مسلمان کہلانا محض جہالت پر مبنی ہے۔ یہ تو جہلا کی حالت ہے اب ہمارے اہل علم و فضل کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ ایک مولوی صاحب نے کچھ کتابیں رٹ لیں۔ اب نماز روزہ کو چھوڑ بیٹھے اور کسی کے معترض ہونے پر من گھڑت جواب دے دیا۔ کہ عالم کا وجود دوزخ میں نہیں جلیگا۔ علم ہمیں ہر جگہ کام دیگا۔ ایک بزرگ کے صاحبزادے بری صحبت دشمنوں اور کاسہ لیسوں کی بیجا خوشامد سے ایسے بگڑ گئے۔ کہ اس عبادت اور زہد کو جس کی وجہ سے ان کے اسلاف کا نام جہان میں روشن ہوا تھا۔ یک لخت جواب دیدیا۔ نوافل وسنن بجائے خود واجبات اور فرض العین بھی یک قلم ترک کر دیا۔ اگر کسی نے اس بے دینی کا جواب پوچھا۔ تو فوراً کہنے لگے۔ کہ ہمارے اسلاف ہمارے کفیل ہیں اور ہماری مغفرت کے ذمہ دار۔ حالانکہ حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ بے عمل عالم جاہل سے زیادہ باز پرس ہوگی۔ قانون دان طبقہ سے اگر کوئی جرم سرزد ہو تو بہ نسبت ناواقف اور جاہل افراد کے ان کے اس طرز عمل پر باقاعدہ اور پرزور نوٹس لیا جاتا ہے اور سیدۃ النساء اہل الجنۃ فاطمۃ الزہرا کو تو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ بیٹی اس گھمنڈ پر نہ رہنا کہ میں اشرف الرسل کی بیٹی ہوں۔ اور مجھ سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ بلکہ تمہیں اپنے اعمال کی خود جوابدہی کرنی پڑیگی اور اولیاء اللہ کے ناخلف اس پر نازاں کہ ہم خواہ جو کچھ کریں عیش و عشرت میں منہمک رہیں۔ مگر ہمارے بزرگوں کی ریاضت اور عبادت ہماری ضامن اور کفیل ہوگی۔ حاشا و کلا ان کا یہ خیال بالکل باد رہوا اور لچر لوچ ہے۔ ہر ایک کو اپنے نفس کی خیر منانی چاہیئے شفاعت برحق ہے اور درجہ بدرجہ انبیا اولیا و علما و صلحا و قیامت کے دن داور محشر کے سامنے اپنے اپنے متعلقین کی سفارش کرینگے مگر صرف انکی ذات پر بھروسہ اور اعتماد رکھکر خود ناکارہ ہوجانا بالکل قرین مصلحت نہیں۔ آنحضرت صلعم باایں علو مرتبت وحصول مراتب عبادت میں ہر وقت مصروف رہتے اور افلا اکون عبدا شکورا سے لوگوں کے اس سوال کا کہ جب خداوند کریم نے بذریعہ نص قطعی آپکی نسبت مغفرت کا اعلان کردیا ہے تو پھر آپ کیوں اتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں اور دن رات عبادت میں مشغول رہتے ہیں جواب دیتے، تو ہمیں کیوں نہ ایسی حالت میں کہ ہر طرف سے ہمیں گناہوں نے احاطہ کرلیا ہے اور نفس و شیطان ہمارے وجودوں پر قابض و متصرف ہوگئے ہیں۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرلی چاہیئے، اور ان الحسنات یذھبن السیئات اعمال صالحہ اور افعال حسنہ کا خوگر بنکر معاصی اور کبائر کی جزا اور سزا سے بچنے کا کوئی ذریعہ بنانا چاہیئے، اور اپنے دوسرے لاعلم احباب کو بھی خبردار کرنا چاہیئے، کہ تفاخر بیجا اور شرافت نسبی کے گھمنڈ کو دور کرکے ذاتی شرافت اور کمال پیدا کریں۔ تاکہ دنیا اور دین دونوں میں سرخرو اور کامیاب ہوں؛

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند ۲۲ نومبر کو حیدرآباد دکن تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا نہایت پرتپاک خیر مقدم ہوا۔ شہر کی آرائش میں پوری کوشش سے کام لیا گیا۔ شام کو چار محلہ محل میں آپ کی ضیافت کا اہتمام تھا۔ روشنی کا اعلیٰ انتظام کیا گیا، اور محل کی آرائش و آئینہ بندی میں بھی بلیغ عمل میں لائی گئی۔ حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ نے ہز ایکسیلنسی لارڈ و لیڈی کے خیر مقدم میں تقریر فرمائی جس میں معزز مہمانوں کا جام صحت تجویز کیا گیا۔ اس کے بعد حضور وائسرائے نے جوابی تقریر کے دوران میں شہریار دکن کی ان خدمات جلیلہ کا اعتراف فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پچھلے دنوں ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے جب وہ اعلیٰحضرت ملک معظم کے نمائندے کی حیثیت سے [illegible] پورے طور پر تسلیم کیا جاچکا ہے۔ بلکہ وہ سلطنت برطانیہ کے ساتھ ہندوستان کے اشتراک عمل کی تاریخ کا ایک جزو لاینفک بنگئی ہیں۔ اس کے علاوہ حضور ممدوح نے آصفجاہ سادس کو انتظام حکومت کی عمدگی پر مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں نے آپ کی حکومت کی ان سرگرمیوں کا تذکرہ انتہائی دلچسپی کے ساتھ سنا ہے جو آپ اپنی ریاست کے فوائد اور رعایا کی فلاح و ترقی کے لئے عمل میں لارہے ہیں۔ تمام وہ لوگ جو ہندوستان کے تعلیمی مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کی عثمانیہ یونیورسٹی کی سکیم کو بنظر استحسان دیکھیں گے پھر آپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ہز ایکسیلنسی لیڈی ریڈنگ شفاخانے کی اس مہتم بالشان سکیم میں بہت [illegible]

خطاب بہ مسلم

(از جناب مولانا ناؔمی گروہ سوار نظامی)

عالمِ تیرہ میں تو شمعِ شبستاں ہو جا — نیّرِ نور فزا عالمِ رخشاں ہو جا
تیری ہستی سے ہوا رازِ حقیقت روشن — گل نہ ہو گل سے تو بہتر ہی گلستاں ہو جا
بادہ کش جمع ہیں خمخانۂ عرفانی میں — ساغرِ آشام نہ بن ساقیِ ذیشاں ہو جا
زندگی تیرے لیے کاہشِ بیجا تو نہیں — صفتِ نکہتِ گل اب تو پریشاں ہو جا
راحتِ دل ہے ذرا غور سے سن بانگِ سحر — افقِ خواب سے اٹھ نیّرِ تاباں ہو جا
ملتِ دینِ حنیفی کا تجھی پر ہے مدار — نازشِ خلق ہو اور حاملِ قرآں ہو جا
مژدۂ گل سے ہوا اور گلستاں کو فروغ — جامۂ گل سے نکل روحِ گلستاں ہو جا
ہے ترا کوکبِ اقبال چمکنے والا — تابشِ نورِ نگاہِ عربستاں ہو جا
زمزمہ سنج ہے اب قوّتِ ادراک تری — رونقِ بزم ہو تاجِ سرِ ایماں ہو جا
حسنِ معنی ترے اندازِ حقیقت کا کفیل — اس لیے آبرو فزائے ادبستاں ہو جا
ہے ترا دستِ جنوں سلسلہ جنبانِ ازل — عشق میں رہروِ کشتِ قیس بیاباں ہو جا ..
شادمانی ہے ترا جوہرِ ذاتی اے شفیق — مثلِ غنچے کے دمِ صبح تو خنداں ہو جا
ذکرِ رب دل میں ہو اور فکرِ معیشت لعمل — کسبِ اخلاق سے تو معنیِ انساں ہو جا
اپنی کوشش سے تو گردابِ تغافل سے نکل — ناخدا کا نہ کبھی موردِ احساں ہو جا
تابِ موسیٰ کو نہ آئی تھی تجھے آئیگی — منظرِ نورِ ضیائے رخِ یزداں ہو جا
موردِ خلق ہو اور مہبطِ انوار تو بن — آصفِ فرخ نہ بن بلکہ سلیماں ہو جا
مضطرب کیوں تو سکندر کی طرح پھرتا ہے — تشنۂ آب نہ ہو چشمۂ حیواں ہو جا
قدسی الاصل ہے تو تجھ پہ خدا کی رحمت — راحتِ چرخ پہ تو آبِ بجستاں ہو جا
پرتوِ خور سے ہے ہر قطرۂ شبنم کو وصال — تو بھی رحمت میں فنا سوختہ ساماں ہو جا

مقطع ۔ اشرف الخلق ہی ناؔمی ہے مسلماں بھی ہی — وہ فرشتہ ہی کہ تو صورتِ انساں ہو جا

ص ... اب صبا دھوم سے آئیگی گلستاں میں — مثلِ غنچے کے دمِ صبح تو خنداں ہو جا

سردار عثمان

بانیِ دولتِ عثمانیہ

ارل طغرل کا بیٹا اور سردار سلیمان شاہ کا پوتا تھا۔ یہی نامی بادشاہ سلطنت عثمانیہ کا بانی اور اس کا پہلا فرمان روا تھا۔ ارل طغرل نے اپنے کارہائے نمایاں کے صلہ میں جو سلطان علاء الدین سلجوقی کے نائب ہونے کی حیثیت سے انجام دئے تھے۔ ایک بڑا زرخیز علاقہ وسط ایشیا، کوچک میں حاصل کیا۔ جو اسکیچر کا علاقہ کہلاتا تھا۔ ایک عظیم الشان معرکہ کی یادگار میں جو یونانیوں اور مغلوں سے بروسا اور ینیچر کے درمیان ہوا اور جس میں ارل طغرل ظفرمند رہا۔ علاؤ الدین سلجوقی نے اس علاقہ کا نام سلطان اونی (محاذ سلطانی) رکھا۔ اور ارل طغرل کو بطور جاگیر کے عطا فرمایا۔ اس صوبہ میں بکثرت زرریز میدان اور پہاڑی ڈھلوان پر سینکڑوں سرسبز چراگاہیں اور انگورستان تھے۔ بلند میدانوں کی زرخیزی زمردیں سبزی و شادابی اور قدرتی مناظر کی دلفریب خوبی آج تک سیاحوں کو محو حیرت کر دیتی ہے،

ارل طغرل (صحیح القلب) جب تک زندہ رہا۔ اس نے ہمیشہ اپنے آپ کو سلطان علاؤ الدین کا ماتحت ہی ظاہر کیا۔ لیکن زمانہ نے پلٹا کھایا۔ اور سلطان کی وفات کے بعد اس کے نامور فرزند عثمان نے ماتحتی کا جوا کندھے سے اتار پھینکا اور اپنے آپکو ایک آزاد حکمران بنا لیا۔ طغرل، سلطان سے قبل ہی اس دار فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔ اب عثمان کی جنگجو اور بہادرانہ طبیعت کی جولانی کے لئے میدان کھلا ہوا تھا۔ اس نے اپنے علاقہ کی وسعت کے لئے بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں معرکے سر کئے اور جسے روز افزوں ترقی دینی شروع کی۔ اگرچہ وہ پہلے ہی سے اپنی قوم کا ایک دلیر ہوشمند بہادر اور بیباک شجیع جوان تھا۔ اور جس کے باعث اس نے ایک خاص امتیاز اپنے ہمسرداروں میں حاصل کر لیا تھا۔ لیکن اب وہ خود مختار بادشاہ کی حیثیت سے تاج شاہی سر پر رکھ کر چوبیس برس کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوہ فگن ہوا۔

اس کی سرداری کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے جس کا بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ شیخ اَدبالی جو ایک برگزیدہ اور متبرک باخدا بزرگ تھے، علاقہ اسکیچر کے قریب ایک گاؤں اتبولی میں سکونت پذیر تھے۔ انکا علم و الورع، زہد و تقوے اور بزرگی کا دور دور شہرہ تھا۔ اطراف و جوانب سے لوگ انکی زیارت کرنے اور برکت لینے کے لئے آتے، یہی عقیدتمندی عثمان کو بھی اُن بزرگ کی خدمت میں لے جاتی۔ روز مرہ کی حاضری میں ایکدفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ عثمان کی نظر شیخ کی مہ جمال لڑکی ملکہ خاتون پر پڑ گئی۔ دل و جان سے شیدا ہو گیا شان ارادت مندی میں عشق و محبت کی چاشنی کی آمیزش ہو گئی۔ ایکدفعہ موقع پا کر عثمان نے شیخ اَدبالی سے اظہار محبت بھی کیا۔ لیکن شیخ نے یہ کہہ کر وہ اس کا ہمرتبہ نہیں ہے۔ شادی سے انکار کر دیا۔ ظاہر ہے کہ مایوسی عثمان کو شیخ کے اس جواب سے ہوئی ہوگی۔ لیکن محبت کا دامن پامردی سے میدان محبت میں جما رہا۔ شیخ کے اس آرزو شکن جواب سے اس کے عزم و استقلال اور ثابت قدمی میں ذرا کمزوری نہ پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ شیخ کے دل پر اس کے قوت و ثبات کا اثر ہوا اور ایک عجیب خواب نے جسکی تعبیر خود شیخ نے بتائی۔ دونوں وارفتگان محبت کو ہمیشہ کے لئے ملا دیا۔ ایک رات عثمان شیخ کا مہمان تھا۔ محروم مایوس ومحرومی اور اپنی بیوی محبوبہ دلنواز کے تصور محویت میں اسکی آنکھ لگ گئی اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ شیخ ادبالی کے قریب سو رہا ہے دفعتاً شیخ کے سینہ فیض گنجینہ سے ایک چمکدار چاند نکلا۔ اور عثمان کے سینے میں اتر کر غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں اس کے سینے سے ایک درخت نکلا جو نہایت خوبصورت اور پائدار معلوم ہوتا تھا دیکھتے دیکھتے اسکی مضبوط شاخیں دبیز اور اس کی روح افزا شاخوں کا سایہ دنیا کے تین حصوں پر محیط ہو گیا۔ اسی درخت کے نیچے چار عظیم الجثہ پہاڑ اس زمردیں سبز پتوں کے گنبد کو چار مضبوط ستونوں کی طرح سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ یہ پہاڑ کوہ اطلس، کو[illegible] ہیں۔ درخت کی جڑوں سے چار دریا دجلہ، [illegible]

...ینوب انہیں رواں ہیں اور جن میں بے شمار چھوٹے بڑے جہاز چل
رہے ہیں۔ پہاڑی نشیب و فراز بلند تناور درختوں اور سرسبز جھاڑیوں
اور گلاب کے پھولوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ کھیتیاں اناج کی کثرت
سے شمار و قطار سے باہر ہیں۔ وسیع میدانوں میں پر جلال
شہر آباد ہیں۔ جن کے گول گنبد۔ مینارے اور برج جن پر ہلال
ضوفشاں ہے بہت ہی پرشوکت معلوم ہوتے ہیں۔ مساجد سے
موذنوں کی دل ہلا دینے والی آوازیں بلند ہیں۔ ہزاروں عندلیب
اور رنگارنگ کے خوش الحان پرندوں کا شور و غوغا عجب لطف
دے رہا ہے، اس درخت کی گنجان شاخوں میں سینکڑوں طرح کی
پردار مخلوق چہچہا رہی ہے۔ درخت کا ہر پتہ خنجر آبدار کی طرح
ہے۔ یکایک تیز ہوا نے پتوں کو جنبش دی اور ان خنجر نما پتوں کا رخ
دنیا کے بہت سے شہروں کی طرف اور بالخصوص قسطنطنیہ کی جانب
پھیر دیا۔ یہ رشک البلاد شہر قسطنطنیہ جو دو سمندروں اور دو
...سندروں اور دو براعظموں کے درمیان واقع تھا۔ ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ خاتم سلطنت میں دو زمردوں کے درمیان ایک چمکدار
...بلہے۔ عثمان اس خاتم کو پہن ہی رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی،

اس نے اپنا خواب شیخ کے سامنے دہرایا اور تعبیر چاہی۔ اڈبالی
مسکرایا۔ اور سمجھ گیا کہ اس کے سینے سے نکلنے والا چاند خود اسی کی
...ی ملکہ خاتون ہے اور عثمان کے سینے سے نکلنے والا درخت اس کی
...ی اولاد ہے جو ابر و باد کی طرح دنیا پر مسلط ہو جائیگی
...زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لیگی۔ اب جبکہ قدرت
...کی طرف سے سامان ہو رہے تھے۔ اڈبالی نے زیادہ مخالفت
مناسب [illegible]ی۔ اور عثمان کا نکاح مہ جمال ملکہ خاتون سے کر دیا۔

ترک مورخین اس خواب کو جو کبھی ان کے بانی سلطنت سردار
...دیکھا تھا بڑی مسرت سے دہرا لیتے ہیں اور اس کا بڑا پاس
لحاظ کرتے ہیں،

ہمارے ایشیائی مورخین نے سردار عثمان کے حسن صورت اور
...مردانہ زندگی کی بڑی تعریف لکھی ہے، واقعی اس میں حیرت
...قوت و سطوت تھی۔ اس کے لمبے بازو جب وہ کھڑا ہوتا
گھٹنوں تک پہنچتے، اپنے عہد جوانی میں وہ اپنے سیاہ بالوں
...سیاہ داڑھی اور سیاہ ابرو کے باعث قرا یعنی سیاہ مشہور
... اور یہ خطاب اس شخص کو ملتا ہے جو [illegible] خوبصورتی میں

اعلیٰ پایہ رکھتا ہو،

عثمان کا لباس بالکل سادہ اور اس زمانے کے سچے مسلمان
بہادروں کی طرح لمبی چوڑی آستینوں کا ڈھیلا ڈھالا تھا۔ وہ ایک
سرخ رنگ کی کلاہ پر سفید و سیاہ دستار باندھتا تھا۔ یہی
اس زبردست شخص کا حلیہ ہے کہ جو حسین مہ جبین ملکہ خاتون کا
دلدادہ اور سلطنت عثمانیہ کا اول فرمانروا تھا اور جس کی اولاد
اب تک تخت عثمانی پر حکمران ہے،

اب اس سردار کا مستقل دور حکومت شروع ہوا۔ اس کے
علاقے کے حدود سلطان ارل تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس
نے اپنی قوت بازو سے یونانیوں کے بہت سے قلعے متعدد صوبے
اپنی چھوٹی سی سلطنت میں ضم کر لئے۔ آخر تیرہویں صدی میں
اس کی حکومت کا دائرہ شمال مغرب میں نیسیہ تک پہنچ گیا جہاں
سے مشہور شہر بروسا اور نیسیہ کچھ زیادہ دور نہ تھے۔ اور جن
کا حاصل کرنا عثمان کا خاص نصب العین تھا۔

۱۲۹۱ء سے ۱۲۹۸ء تک وہ اپنی سلطنت میں
پرامن حکومت کرتا رہا۔ لیکن بالآخر اس کو بہت سی لڑائیاں
اپنے ہمسر ترکی سرداروں سے جو اسکی ترقیوں پر حاسدانہ
نظر ڈالتے تھے لڑنی پڑیں۔ لیکن اس نے اپنی بے جگرانہ شجاعت
و بسالت اور دانشمندانہ حکمت عملی سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے
حریف کے قتل و غارت کے لئے کمزور نہیں ہے۔ ان چھوٹی جنگوں
سے اس کو یہ فائدہ پہنچا۔ کہ بہت سے علاقے اور انکی نئی رعایا
عثمان کے ظل حمایت میں آگئی جسکو وہ منصف مزاج سچا بہادر۔
پابند قانون اور ٹھیک فیصلہ کرنیوالا خیال کرتے تھے۔ رعایا کے
دلوں میں انہی صفات کے باعث عثمان کی بڑی عزت تھی۔ اس کا
دائرۂ حکومت مسلمان عیسائی یہودی۔ غرض یہ کہ سب کی
حفاظت جان و مال کے لئے یکساں مشہور تھا۔

ایشیائی بادشاہوں کے نزدیک شان و اقتدار کی سب
سے بڑی علامت ہو وہ اس کے نام کا خطبہ اور سکہ ہے۔ عثمان
بھی اس جذبہ سے معرا نہ تھا۔ چنانچہ ۱۲۹۹ء میں اس نے اپنے
نام کا خطبہ اور سکہ ملک میں جاری کیا۔ آل سلجوق کا آخری فرمانروا
روا سلطان علاؤالدین سلجوقی اپنی قبر پر پاؤں پھیلائے آرام
سو رہا تھا۔ اس نے جس [illegible] سلوک سے اول [illegible] اور اس کی [illegible]

کے ساتھ کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔ ایشیائے کوچک کے سارے حکمراں سرداروں پر بجز حاکم قرامانیہ کے عثمان کو فوقیت حاصل تھی۔ اگرچہ ایک بہت بڑی جنگ قرامانیہ کے شہزادوں اور عثمان سے ہوئی اور مدت تک اس کے مرنے کے بعد سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ لیکن قرامانی شہزادے اس پر قوت سردار سے نہ جیت سکے حالانکہ عثمان کی تمام تر توجہ ان کرامانی میدانوں کی طرف نہ تھی۔ اس لئے کہ وہ شمال مشرقی علاقہ کو جو بہت ہی دولت زا اور زرخیز تھے۔ حرص و آز کی نظر سے دیکھ رہا تھا اور اس کی زبردست کشش عثمان کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ چنانچہ اس کی عمر کے آخری چھبیس سال یونانیوں ہی کے مقابلہ اور فتوحات میں گذرے،

سنہ ۱۲۹۹ھ میں اس نے ایک کونسل اس غرض سے جمع کی کہ وہ ان سے یونانی مضبوط قلعہ کو پر حصار پر حملہ کرنیکی رائے لے۔ تو اس کے بوڑھے چچا دندر نے جو اب تک زندہ تھا اس رائے سے مخالفت کی اور کہا کہ اگرچہ یہ مہم عالی حوصلہ ہے لیکن قرب و جوار کے یونانی و ترک حاکموں کے بالاتفاق بگڑ جانیکا سخت خطرہ ہے جس سے ہمارے قومی شیرازہ کو سخت صدمہ پہنچیگا۔ عثمان کے بعض تجربہ کار افسروں نے بھی بوڑھے دندر کی رائے سے اتفاق کیا اور اس پر خطر مہم سے کچھ متامل معلوم ہوئے۔ یہ افسردہ کن دور اندیشی عثمان کو ناگوار گذری اور اس اندیشہ سے متاثر ہوکر کہیں ساری فوج پر اس کا اثر نہ پڑے اس نے نہایت [illegible] سے بوڑھے چچا کو تیر سے مار ڈالا۔ اس خونخواری نے سارے ناشائستہ شعلوں کو ٹھنڈا کر دیا اور بہادر عثمان کے دامن نیکنامی پر یہ جو ہمیشہ کے لئے بدنما داغ باقی رہ گیا یہ بہت ہی مہیب اور عبرت خیز مشاہدہ تھا اب کسی کو ہمت نہ تھی۔ کہ ایسے سخت مستقل الارادہ حاکم سے مخالفت کا خیال بھی دل میں لا سکے،

عثمان نے آخر کو [illegible] حصار پر حملہ کر ہی دیا۔ اور جب تک [illegible] مضبوط قلعوں کو [illegible] سر نہ کر لیا [illegible]۔ اوائل سنہ ۱۳۰۱ء میں ایک تجربہ کار و باقاعدہ یونانی فوج سے جو سردار [illegible] کے شہنشاہ قسطنطنیہ کی امدادی فوج کا افسر تھا، زیر کمان تھی۔ عثمان نے نکومیدیا کے قریب کیوں حصار کے میدان [illegible] فتح و ظفر [illegible] کے ساتھ [illegible] تھی عثمان اس معرکہ میں بھی مظفر و منصور رہا۔ اور چھ سال تک کامیاب جنگوں اور تہلکہ انداز حملوں سے بڑے بڑے قلعوں پر تسلط جماتا نکومیدیا کے محکم شہروں کو یونانیوں سے چھینتا ہوا اپنے حدود سلطنت کو بحیرہ اسود تک بڑھا لے گیا۔

قسطنطنیہ کا دربار اس جری دشمن کے نہ رکنے والے پیاپے کامیاب حملوں کو خوف و ہراس کی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کے مشیر دن رات عثمان کی طاقت کے گھٹانے اور نقصان پہنچانے کے لئے گھات میں لگے رہتے۔ سب سے پہلی کارروائی دربار قسطنطنیہ نے یہ کی کہ مغلوں کو بھڑکا کر اور شبخون و غارت گری کے لئے اکسا کر عثمانی سلطنت کے جنوبی حدود پر حملہ کرا دیا۔ لیکن جیسا کہ شہنشاہ کا خیال تھا وہ پورا نہ ہوا۔ کیونکہ عثمان کے نو عمر شہزادے آرخاں نے ایک ہی ٹکر میں مغل حملہ آوروں کو تہس نہس کر دیا۔

اب جری و طاقتور عثمان کا بڑھاپا شروع ہوا اور فوج کی سپہ سالاری اس کے جانباز ہونہار دلیر فرزند آرخاں نے سنبھالی۔ باپ کی سی اولوالعزمی اور پامردی سے اس نے سنہ ۱۳۲۶ء میں شہر بروسا پر حملہ کرکے عثمانی قلمرو میں شامل کر لیا۔ لیکن افسوس ہے کہ اس نامی گرامی فتح کی جس نے آرخاں کی بہادری و جنگ آزمائی میں چار چاند لگا دیئے تھے بالکل خوشی نہ ہوئی۔ اس واسطے کہ اس کا باپ عثمان شہر سغود میں جو ارطغرل کے مقبوضات کا [illegible] تھا۔ مرض الموت میں مبتلا تھا اگرچہ یہ خوشخبری اس نے سن لی اور نوجوان بہادر [illegible] کو مرحبا بھی کہا۔

اب اس کی وفات کا وقت بالکل قریب آگیا۔ اس لئے اپنے دونوں بیٹوں آرخاں و علاؤالدین کو جو ملکہ خاتون کے بطن سے تھے مع چند آزمودہ کار افسروں اور مشیروں کے طلب کیا۔ جب جمع ہو گئے۔ تو اس نے آرخاں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ بیٹا! میرا وقت اب بالکل قریب ہے لیکن مجھکو اپنے مرنیکا ذرا تاسف و رنج نہیں ہے کیوں؟ اس لئے کہ تجھ جیسا جانشین میرے بعد تخت حکومت پر قدم رکھیگا۔ دیکھو منصف مزاجی اور رحمدلی کو اپنا شعار بنانا۔ سب کے ساتھ مساوات و یکسانیت کا برتاؤ رکھنا۔ رعایا کے جذبات کا دل سے خیال رکھنا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] اگر ایسا کروگے جو تمہارا فرض ہے تو خدائی قربت حاصل ہوگی۔ اور بادشاہوں

کے یہی کام ہیں۔ اس کی آخری وصیت یہ تھی کہ شہر بروسا میں دفن کیا جائے اور آرخاں اس کو اپنا پائے تخت بنائے، چنانچہ اس کی وصیت پر پورا پورا عمل کیا گیا اور ایک عالی شان مقبرہ اسکی آخری آرام گاہ کے لئے تعمیر کیا گیا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ کچھ دنوں کے بعد وہ آگ سے بالکل برباد ہو گیا۔ ترک اب تک سردار عثمان کا ادب کرتے ہیں اور اس کا علم و تلوار جو آج تک خزانہ میں محفوظ ہے ہر عثمانی سلطنت اپنی تخت نشینی و تاج پوشی کے وقت اس تلوار کا کمر سے باندھنا اپنا فخر سمجھتا ہے۔ عثمان اپنی غیر متزلزل ہمت، بلند نظری، دوربینی اور مستقل قوت فیصلہ کے باعث اپنی قوم میں ہر دلعزیز سردار اور اس فاتح خاندان کا پہلا بادشاہ تھا۔ اگر اس کا ہاتھ اپنے بوڑھے چچا کے خون سے آلودہ نہ ہوتا تو وہ بےمثل رحمدل اور فیاض مشرقی بادشاہ تھا۔ آل عثمان ابھی تک اسکی یاد دلوں میں رکھتے ہیں۔ ہر سلطان کی تاجپوشی کے وقت یہ فقرہ ضرور کہا جاتا ہے کہ

"خدا کرے وہ بھی ایسا ہی نیکدل۔ فیاض و بہادر ہو جیسا کہ عثمان تھا"

اے۔ ایچ۔ محتاج

(ماخوذ)

دعائے مسلم

ہے تری حمد و ثنا اے بیکسوں کے دستگیر — یا مجیب یا سلام یا عزیز یا قدیر
مالک تقویم و قسمت مرجع یاس و امید — یا قیوم یا علیم یا حفیظ یا حمید
جادۂ ہستی کے لئے نور سعادت رہنما — عاصیوں کو ہے نوید مغفرت ہمت فزا
عرش سے تا فرش یکساں تیری قدرت کا ظہور — یا بشیر یا خبیر یا غنی یا غفور
آرزومندوں کی ہستی تیرے جلوے کا خیال — نغمہ گو مشکل لب خاموش ہے حسن سوال
برگ و بر سے نور ظلمت سے تری رحمت پدید — یا جمیل یا حسیب یا وہاب یا وحید
تو اگر چاہے قوی ہو جائیں سب کے ناتواں — زال صد سالہ ابھی ہو مثل رستم نوجواں
ہوں ابھی آزاد دور غلامی کے اسیر — یا کریم یا مجیب یا قوی یا قدیر
پرتو نور الہی کی تجلی ہم سے ہو — سر زور قدرت حق کی تعلی ہم سے ہو
پیروان ملت بیضا میں ہو رنگ کلیم — یا جلیل و قادر قیوم و رحمان و رحیم

(خلافت)

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن اے ہوشیار

قوم کی آشفتہ حالت نے جو کچھ تنزّل پا دیا
دردِ قومی تو نے اسکو اور بھی چمکا دیا

ہاں بڑھے جا دردِ قومی تو بڑھے جا شوق سے
سختیاں تیری اٹھاؤنگا میں ذوق و شوق سے

راز محنت سے مری یہ قوم کیوں غافل ہوئی
علم و فن سب چھوڑ کر کیوں دہر میں جاہل ہوئی

منتظر ہے قوم کس کی اور کیوں کاہل ہے تو
سامنے ہے دشتِ ادبار اور پھر غافل ہے تو

امنڈا ہے سیلِ فنا اے قوم تو بیہوش ہے
ہائے مٹ جائیگی ظالم کس لئے خاموش ہے

یاد ایامِ سلف سے دل کو تو گرما ذرا
نقش ہائے کارواں کو دیکھ کر شرما ذرا

یاد ایام کہ تو تھی رونقِ بزمِ جہاں
تیری مے سے تھی معمور میکدۂ جہاں

تیری عظمت کے نشاں ملتے ہیں کچھ بغداد میں
اور کچھ بکھرے پڑے ہیں اس جہانِ آباد میں

سر پٹک کر رو رہا ہے کس کو آبِ رودِ نیل
کیا ہوئے ملتا نہ تھا جن کا کوئی اس جا عدیل

پوچھ غرناطہ سے کس کے سوگ میں رہتا ہے وہ
نالہ کش ہے کس لئے کیوں اشکِ خوں روتا ہے وہ

سسکیاں بھرتی ہے کس کی یاد میں سسلی بھلا
دستِ حسرت مل رہی ہے کیوں زمینِ قرطبہ

امتِ شاہِ امم ہے اور نسلِ محترم
یاد کر اس عظمتِ دیرینہ کو اے ذی ہمم

خوبیاں اسلاف کی پیدا تو کر ہو برقرار
نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن اے ہوشیار

محمد نذیر فاروقی

تحقیق الاقوام

کنبوہ و کلال سے فئے الاسلام

انگریزی دورِ جدید میں جہاں دیگر انقلابات مختلفہ معاشرت و خیالات میں دیکھے جاتے ہیں وہاں بہت سی اقوام موجودہ ہند میں تبدیل نسل و انساب کا سلسلہ بھی نیم صدی سے نظر آ رہا ہے، جو ایک مضحکہ خیز واقعہ نامقبول اہل تحقیق ہے

سابقاً اوراق الیویشن میں "آوان و کوکھر" کی بابت معرض بحث میں آچکا ہے کہ وہ لوگ اہل ہند میں سے دائرہ اسلام داخل ہوئے ہیں۔ ان کے قومی برادر کھوکھر اور بلوچ ابتک بتعداد کثیر غربی ممالک ہند میں بزمرۂ راجپوتاں موجود پائے جاتے ہیں۔ اور محروم الاسلام ہیں۔

یہ تبدیل قوم کی بدعت اقوام جدید الاسلام ہند میں تو بالعموم جاری ہوگئی ہے۔ لیکن وہ اقوام خارج الہند بھی جو فاتحانِ عرب کے عہد میں اسلام لائی ہیں۔ ہندی قیام کے اثر سے اس تعلّی میں داخل ہوگئی ہیں۔ اہل افاغنہ جو زبان پشتو (پختو) کے بولنے والے ہیں۔ کہ جن کی زبان کو اہل تحقیق الَسنہ نے زبان سنسکرت سے متفرع ہونا مانا ہے اہل یہود سے اپنی اصلیت بتاتے ہیں حالانکہ اہل یہود کا خراسان اگر آباد ہونا از آدم تا ایندم نہیں پایا جاتا۔ اس کی پوری تحقیق و تردید ہم نے تاریخ ریاست پالن پور واقع گوجرات کی تقریظ میں درج کرائی ہے کیونکہ ریاست مذکور کے فرمانروا دلاور تریں افاغنہ کی یادگار ہیں اور انکی ریاست گوکہ مختصر ہے لیکن تمام ریاستہائے اسلام موجودہ ہندوستان سے دیرینہ و قدیم ہے۔

بعض مغول بھی بیرونِ ہند مشرف باسلام ہوئے ہیں بوجہ شیعگی عجمی نسل سے عار کرکے عربی نسل سادات میں سے ہونے کے مدعی ہیں۔ ضلع بجنور میں بزمانۂ ملازمت سرکاری میں نے یہ تماشا دیکھا کہ ایک مورث کی اولاد میں سے جو مرفہ الحال ہے وہ اپنا نام نصرت حسین رکھ کر سید بنتا ہے اور جو سقیم الحال اور زراعت پیشہ ہے وہ نصرت بیگ نام پر قناعت کرکے مغل کہلاتا ہے، جب ترکستان و خراسان کی دلاور و نامور اقوام میں ضعیف الاعتقادی سے اس تصنع کی نوبت آگئی ہے تو اہل ہند کی جدید الاسلام اقوام اس قسم کے تفوق طلبی اور مفاخرت جوئی سے کب خاموش رہ سکتی ہیں گو کہ جمیع اہل عالم بہ عقائد اسلام حضرت آدم کی اولاد میں یا حضرت نوح پیغمبر کے تین اخلاف کی یادگار ہیں، بزرگی و شرف بقول معروف ع گل از خار است و ابراہیم از آذر، صفات حسنہ سے ہر ایک کو حاصل ہوا ہے نہ کہ محض تعلق نسل سے ہے

پسر نوح بابداں بنشست
خاندانِ نبوتش گم شد

وقس علیٰ ذالک کنبوہ

ہند میں فی الجملہ ایک ممتاز فرقہ کنبوہ کہلاتا ہے وہ بھی اس مفاخرت طلبی سے خالی نہ رہا۔ چنانچہ میرے وطن امروہہ میں چند خاندان فرقۂ کنبوہ کے ایک دو صدی قبل دیگر مقامات سے آکر آباد ہوئے ہیں ان میں سے بیشتر صاحب علم و جاگیر ہیں۔ جن کے سرتاج زمانہ حال کے مقبول انام وقار الملک نواب مشتاق خان بہادر انتصار جنگ مرحوم، سابق نائب وزیر ریاست نظام الملک دکن اور بعدہ سکرٹری علیگڈھ کالج تھے۔ اس فرقہ میں دو فریق ہیں۔ ایک سنی اور دوسرا شیعہ، چنانچہ امروہہ کا سنی گروہ کنبوہ جس میں وقار الملک مرحوم داخل تھے بوجہ راسخ الاعتقادی محض کنبوہ کہلانے پر قانع ہے، لیکن دوسرا جرگہ شیعہ جس کے برتر رکن حکیم امجد علی خان ڈپٹی کلکٹر والد ماجد مسٹر حامد علی خان بیرسٹر سابق وکالت گزین لکھنؤ تھے۔ ہندی الاصل ہونے سے گریز کرکے زبیری الاصل یعنے قریشی بنگیا۔ طرفہ یہ ہوا کہ حکیم مولوی امجد علی خاں مذکور نے تاریخی تحقیق و تدقیق پر وسیع ورک نہ ہونے سے اپنا نسب نامہ ایک سخنے مہی عیسیٰ بن مصعب بن زبیر صحابی

عشرہ مبشرہ سے جا ملایا۔ برعجب قدر تفاخر پسند کنبوہ ممالک متحدہ کے مختلف مقامات میں توطن گزین تھے۔ بلا تأمل خود کو زبیری لکھنے لگے۔ چنانچہ میرٹھ اور علیگڈھ سے اکثر اس کے ساتھ آپ زبیری لکھا ہوا پائیں گے۔ جو تیس سے قبل کبھی نہ سنا گیا تھا۔ کیونکہ بیشتر صحابہ کبار کی اولاد ہند تک آکر یہاں قیام فرما نہیں ہوئی،

سوس تجدید نسل کی تردید میں سنی گروہ کنبوہ کے ایک قابل رکن مولوی صبغۃ اللہ نے جو علاوہ فارسی و عربی دانی کے انگریزی میں بی۔ اے پاس ہیں، نامور مورخ و نسبنامہ نگار قدیم عرب ابن قتیبہ کی کتاب المعارف مطبوعہ ملک جرمنی کہیں سے دستیاب کی جس میں صفحہ ۱۱۵ پر درج ہے، عیسیٰ بن مصعب، کان لہ خمس عشرۃ سنۃ قتل فی الحرب ولا عقب لہ یعنے عیسیٰ بن مصعب پندرہ سال کی عمر میں جنگ مارا گیا۔ اور اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ پس اس طرح مولوی صبغۃ اللہ نے جو وقار الملک کے داماد ہیں حکیم امجد علی خاں کی چند سالہ محنت سے بنائی ہوئی تعمیر ایک حربہ کاری سے قطعاً منہدم و کالعدم کردی۔ ابن قتیبہ کی تردید میں کوئی قدیم کتاب نہیں مل سکتی۔ جو دعوئے امجد علی خاں کو وثوق و استحکام کا درجہ بخشے، باوجود اس تردید لاتردید کے بیشتر لکیر کے فقیر زبیری کا طرح اپنے اسمائے گرامی کے ساتھ لگائے جاتے ہیں۔ حالانکہ فرقہ کنبوہ کے ہنوز اب تک قدیم مسلک و مشرب پر قائم رہکر و کالت داری و حرفتی کا پیشہ کرتے ہیں وہ مثل گروہ کالستھ کے ممتاز حالت میں گذران کرتے ہیں مسلمانان کنبوہ میں سے بادشاہی عہد میں بھی با اعزاز و امتیاز اشخاص گذرے ہیں چنانچہ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ایک نامی شخص شہباز خان کنبوہ فوج کا سالار (جنرل) تھا جبکی جنگ آزمائی و فتح نمائی کے کارنامے اکبرنامہ و منتخب التواریخ و تاریخ فرشتہ میں بہ تفصیل ملتے ہیں اس نے رانائے اودے پور کے دشوار گذار کوہستانی مقامات و قلعات کو بنلمیر و مانڈلگڈ کو بڑی جرات کے ساتھ فتح کیا تھا۔ جو دوسرے کار آزمایان وقت سے حاصل نہ ہو سکے تھے، اس زمانہ میں بھی وقار الملک مرحوم اور ڈاکٹر ضیاء الدین پرنسپل علیگڈھ کالج اس فرقہ کنبوہ میں سے نامور و مفخر القوم ہیں۔ اس فرقہ کے ممتاز اشخاص کو بالعموم ہمنے خوش اخلاق و منکسر المزاج پایا ہے جو دلیل شرافت ہے، شرافت و نجابت اہل عرب پر مخصوص نہیں ہے خدا جسکو چاہے شرف بخشے۔ لاتزکوا انفسکم۔ ان اللہ یزکی من یشاء۔ ثم ھو کو برتر بناوے خدا جسکو چاہتا ہے طاہر و پاک بنا دیتا ہے،

ثانی القوم کلال

دوسرا ہندی الاصل گروہ جدید الاسلام میں سے فرقہ کلال یا کلوار کا درجہ ہے جو مثل کنبوہ کے ملک ہند میں داخل اسلام ہوئے ہیں۔ انکی بنیاد مہاجن یعنے فرقہ ویش (بقالان) میں سے ہے بوجہ پیشہ کشید خمر اپنے گروہ میں سے علیحدہ شمار ہونے لگے ہیں۔ چونکہ ہندی سلاطین یعنے ہندوستان کے فرمانروایان میں سے بعض مے کشی کے عادی تھے۔ پس اس مشغلہ کے طفیل کلال لوگ درجہ مصاحبت کو پہنچکر اسلام لے آئے، اور اکثر آخر العہد بادشاہان مغل محمد شاہ وغیرہ کے دور میں منصبدار بن گئے، چنانچہ ان میں سے اکثر دارالسلطنت دہلی کے اس مقام امروہہ میں آکر سکونت پذیر ہو گئے۔ ان لوگوں کے پاس میں کسیقدر املاک و جاگیریں ہیں اور کچھ ملازمت پیشہ ہیں۔ وکالت میں بھی چند کس ذکی و معاملہ فہم ہیں۔ دیگر مقامات کے کلال اکثر تجارت پیشہ اور تو انگر ہیں۔ ان میں سے بہ خیال تعلی و تفاخر کوئی شخص عربیت کا مدعی تو نہیں پایا گیا۔ لیکن لفظ شیخ کے علاوہ جس کے ساتھ وہ بالعموم ملقب کئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی کلال کا لفظ کتابت میں استعمال کرتا ہے تو ان کو واقعی ناگوار گذرتا ہے۔ حالانکہ اب تک بہت سے ان کے عام برادر باوجود مسلمان ہونے کے خمر کشی کرکے مے فروشی کی دوکانات پر علانیہ امروہہ و دیگر مقامات میں بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ بھی میں نے سنا ہے کہ ملک پنجاب میں اس گروہ کے افراد نے خود کو نافعہ کی نسل سے ثابت کرنے کے واسطے اپنا نام ککے زئی رکھا ہے، وائے بریں حال کہ از رہ گم شدیم،

مولوی آل حسن مرحوم امروہوی نے اس گروہ کے مورث قدیم کا نام اپنی کتاب میں اجے پال زمیندار نواحی بدایوں لکھا ہے جو بزمانہ معز الدین بن سام مشرف بہ اسلام ہوا تھا۔ سات صدی قبل ان کے مورث اعلیٰ کا اسلام قبول کرنا بعید از قیاس تو نہیں ہے کیونکہ اس وقت سے تقریباً چھ سو سال قبل شہنشاہ عالی پایگاہ محمد شاہ تغلق کے عہد میں اس کے حکم سے مشہور آفاق عربی سیاح ابن بطوطہ دہلی سے خاص امروہہ گیا ہے۔ تو ہیں

نے اُس وقت یہاں کے عامل کا نام اپنی کتاب سیاحت ابن بطوطہ میں عزیز خمار لکھا ہے جس کے باپ کو ہندی الاصل بتایا ہے۔ عزیز اسلامی نام معلوم ہوتا ہے۔ اور خمار لفظ عربی بمعنی مے فروش ہے۔ جو عامل کی قومیت کا اظہار کرتا ہے عہودِ شاہی میں ان لوگوں کے مناصبِ جلیلہ پر فائز ہونے سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شاہان اسلام جدید الایمان اشخاص کی عزت افزائی و قدر فرمائی میں کوتاہی نہ کرتے تھے۔ قابل و ذی علم حضرات کی بلا لحاظ اب و جد اس دور کساد و بازاری میں بھی قدر و وقعت کی جاتی ہے۔ چنانچہ سلسلۂ تحریکِ خلافت و ہندوستانی ملکی کانگرس کے ارکان اعظم مسٹر محمد علی و شوکت علی جو درویش صفت مہاتما گاندھی کے رفقائی یکین دلیسار شمار ہوتے ہیں۔ اسی زمرۂ خمار الاصل کے جواہر آبدار ہیں۔ اور ان کے کارہائے نمایاں کا ایک زمانہ مرہونِ احسان ہے۔

دیگر ہندی الاصل مسلمان

سر دو ہندی الاصل اسلام گزیں فرقہائے کبنوہ و کلاں کے علاوہ اور بھی صاحبان نام و نمود قوم راجپوت میں سے داخل اسلام ہوئے ہیں جن کے اختلاف راجپوتانہ میں قایم خانی اور ممالک متحدہ میں لال خانی وغیرہ القاب سے معروف ہیں۔ کہ ان کے مورث ان مقدم الایمان میں سے قایم سنگھ کا نام قایم خاں اور لال سنگھ کا نام لال خاں رکھ دیا گیا تھا۔ اگرچہ قایم خانی اس زمانہ میں زراعت کار و ملازمت پیشہ رہ گئے ہیں لیکن لال خانی اضلاع علی گڑھ اور بلند شہر میں لاکھوں روپیہ سالانہ آمدنی کی ریاست و زمینداری کے مالک ہیں۔ نواب سر فیاض علی خاں مرحوم رئیس پہاسو و سابق مدار المہام ریاست جے پور و نواب عبد اللطیف خان بہادر جاگیردار چھتاری و ممبر کونسل عمدۃ الملک گورنر بہادر ممالک متحدہ۔ اسی خانوادہ کے ذی شان اعقاب میں سے ہیں۔

مختلف نومسلم راجپوت اخراب کے علاوہ تجارت پیشہ فرقوں میں سے مثل بھاٹی بقالان و بوہرہ برہمنان کے دکن و گجرات کی طرف بہت لوگ مشرف با اسلام ہوئے ہیں۔ دکن میں ایک گروہ بنام میمن یا میمند مشہور ہے جو اکثر متمول اور سنی العقائد ہیں۔ بہاٹیہ مسلمان بنام خوجہ یا کھوجی (سرلبغریاں) ملقب ہیں۔ بالعموم اسمٰعیلی شیعہ اور آغا خان نامی قائم مقام امام اسمٰعیلیہ کے متبع ہیں۔ محدودے چند اتباع آغا خانی سے روگردان ہو کر اہل تسنن کے عقاید میں شامل ہو گئے ہیں۔ ان کے کاروبار تجارت ہندوستان سے گذر کر یورپ و افریقہ تک پہنچے ہیں۔ بوہرہ لوگ جو دوسری شاخ اسمٰعیلیہ کے معتقد ہیں۔ وہ بہ شغل تجارتِ عام ایک ملائی اعظم کے مطیع فرمان ہیں۔ جن کا صدر مقام سورت میں ہے۔ آغا خاں سے دوسرے درجہ پر ملائے اعظم کی بھی چند لاکھ سالانہ آمدنی قومی چندہ سے فراہم ہوتی ہے۔ راجپوتانہ و گجرات وغیرہ کے بڑے مقامات میں جہاں بوہروں کی زاید آبادی ہے۔ نائب ملا مقرر ہیں۔ جو بموجب احکام ملائے اعظم کے چندہ سے مواجب پا کر مذہبی رہنمائی کا کام انجام دیتے ہیں۔ خوجوں میں جا بجا ایسا التزام نہ ہونے سے مثل بوہروں کے پابندی صوم و صلوٰۃ شاذ پائی جاتی ہے۔

غرضیکہ مختلف ہندی اقوام جو مشرف با اسلام ہوئی ہیں۔ ان کے ہندی الاصل ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ ان کے مراسم شادی و غمی و ترویج و رشتہ داری اپنی قوم تک محدود و مخصوص ہیں۔ جن کے تبدیل کرنے پر وہ قادر و مختار نہیں ہیں۔ کیونکہ باوجود سلسلہ اخوت اسلامی کے دیگر اقوام عرب و عجم نے ان کے ساتھ رابطہ و اختلاط باہمی گوارا نہیں کیا ہے ؎

ہر یکے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند

فقط نگاشتہ
فرحتی العباسی از امروہہ

استفسار

زمانہ حال کے خاندان قریش کی شاخ اسدی الہاشمی کی صحیح تعداد ہندوستان بھر میں اور مسکن کا پورا پتہ مع سربرآوردہ اشخاص کے اسما گرامی کا پتہ مطلوب ہے۔ ناظرین القریش میں سے کوئی صاحب مفصل جواب عطا کر کے مشکور کریں۔

راقم
(صدیق اکبر)

بعض اقوام کے متعلق ایک سوال کا جواب

صحیفۂ القریش ماہ جون سنہ ۱۹۲۳ء جلد ۹ نمبر ۶ کے صفحہ ۱۲ پر مخدومی جناب شیخ عبدالعزیز صاحب صدیقی نے اقوام ذیل کی نسبت استفسار فرمایا تھا۔ بوجہ کثرت کار و ہجوم افکار زیدہ اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قاصر رہا۔ اب ذرا فرصت ہوئی ہے۔ سو عرض خدمت عالی ہے ؛

قوم بلوچ اور آدان۔ بھاٹی۔ قائم خانی۔ کھوکھر کی نسبت صحیفہ القریش ماہ جون متذکرہ صدر کے صفحہ ۶ تا ۸ پر جناب قبلہ مولٰنا محمد عبیداللہ صاحب فرحتی نے بوضاحت روشنی ڈالتے ہوئے ان اقوام کو راجپوت ثابت کر دیا ہے۔ اور حق الامر میں بھی یہ فی الواقعی راجپوت۔ چنانچہ ضلع فیروزپور میں لاجویہ بھٹی۔ طور۔ سیال۔ کھوکھر۔ دلو۔ نیپال۔ چوہان۔ آدان۔ قائم خانی وغیرہ) قوم راجپوت کی شاخیں شمار کی جاتی ہیں۔ ان اقوام کے افراد اپنی ذات راجپوت اور گوت (جویہ بھٹی طور سیال کھوکھر چوہان وغیرہ) بیان کرتے ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس قوم رانجھہ و کوکارہ کی نسبت سمجھ لیجیئے۔

اب رہا بودلہ و چشتی۔ قوم بودلہ کی نسبت بندہ نے دو ایک دفعہ تو کسی گذشتہ اشاعت میں مجمل طور پر اور بصحیفہ القریش ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء جلد ۸ نمبر ۱۰ صفحہ ۸ میں مفصل طور پر (بودلہ کی وجہ تسمیہ) بیان کی ہے۔ جو کہ دراصل قوم قریشی صدیقی المعروف بودلہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے وجہ تسمیہ لفظ بودلہ کی نسبت پرچہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء کا صفحہ ۸ ملاحظہ فرمادیں۔

قوم چشتی۔ بجائے خود کوئی قوم نہیں طریقت کے چھ سلسلوں میں سے ایک سلسلہ کے منسلک لوگوں کو چشتی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ طریقت اس راستہ کا نام ہے۔ کہ جس راستہ سے اولیاء کرام پیران عظام قرب رب انام سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور اس راستہ کے چھ طریقے ہیں۔ چشتیہ۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ سہروردیہ۔ اویسیہ۔ مداریہ۔ طالب حق جس طریقہ سے خدا تک پہنچتا ہے۔ اس کو اوسی راستہ کے نام سے موصوف کیا جاتا ہے۔ خاندان چشتیہ کے سلسلہ والے چشتی۔ قادریہ کے قادری علیٰ ہذا نقشبندی سہروردی وغیرہ وغیرہ کہلاتے ہیں۔ ان کے چار پیر چودہ خانوادہ اور بھی ہیں۔ کہ جن سے اس وقت کوئی بحث نہیں بحث تو صرف لفظ چشتی سے ہے۔ جس کی کہ صراحت کر دی گئی ہے۔ لیکن چونکہ حضرت قبلہ بابا صاحب فریدالدین مسعود گنج شکرؒ پاک پٹنی سے اس سلسلہ چشتیہ کو بہت عروج ہوا ہے۔ اس لئے آپ کی اولاد بھی لفظ چشتی سے موسوم ہونے لگ گئی۔ چنانچہ ضلع منٹگمری و فیروزپور و ریاست بہاولپور حضرت بابا صاحبؒ کی اولاد کو عوام و کاغذات مال وغیرہ میں لفظ چشتی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس طرح بودلوں کو قریشی صدیقی المعروف بودلہ لکھا جاتا ہے اسی طرح چشتیوں کو قریشی فاروقی المعروف چشتی تحریر کیا جاتا ہے۔ ماسوائے اضلاع منٹگمری و فیروزپور و ریاست بہاولپور کے باقی اضلاع پنجاب میں فریدی حضرات یعنی حضرت قبلہ بابا صاحبؒ کی اولاد کو لفظ قریشی فاروقی سے پکارا جاتا ہے۔ چونکہ علاوہ اولاد حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے اور بھی قریشی فاروقی ہیں جیسے کہ حضرت امام ربانی المجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی اولاد بھی قریشی فاروقی کہلاتی ہے علاوہ ازیں اور بھی قریشی فاروقی صوبہ پنجاب میں ہیں۔ اس لئے حضور قبلہ بابا فریدؒ صاحب کی اولاد کے خواندہ اصحاب اپنے نام کے آگے لفظ (فریدی) کا ایزاد کرتے ہیں۔ والسلام نیاز الالتیام

بندہ علی احمد فریدی چشتی قادری عفی عنہ

مبارکباد میاں محمد شریف صاحب سوداگر چرم امرتسر شہری حلقہ کی طرف سے اپنی ہر دلعزیزی کی وجہ سے کونسل کے ممبر منتخب ہوگئے۔ ہم آپ کو اس کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (اڈیٹر)

ماضی و حال کا انصاف

آج کل جس قدر مقدمہ بازی کی کثرت ہے۔ اسی قدر بے انصافی کی فراوانی ہے۔ سرکاری قانون کی یہ کیفیت ہے۔ کہ اسے جس طرف چاہو، موڑ لو۔ وکیل اپنی حکمت عملی سے سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر دکھاتا ہے۔ گواہ چند پیسوں کے لئے سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کہہ دیتے ہیں۔ اور حکام عدالت قرض ابیض کی خاطر اپنی عاقبت برباد کر لیتے ہیں۔ ایک عام بداخلاقی ہے۔ جو چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ ایمان کی پختگی کہیں نظر نہیں آتی۔ اور بے انصافی کا بول بالا ہے۔ انصاف ذاتی تعلقات کے بوجھ سے دب جاتا ہے۔ قرابت داروں اور دوستوں کا پاس و لحاظ رواداری پر آمادہ نہیں ہونے دیتا۔ اور اگر کہیں کسی حاکم و محکوم میں جھگڑا ہو جائے۔ تو ۹۹ فیصدی حالتوں میں حاکم ہی عدالت کے کمرے سے کامیاب نکلیگا۔ ایسی حالت میں اگر شاعر نے مایوس ہو کر یہ کہہ دیا۔ تو کیا برا کیا کہ ؎

اس دہر میں سب کچھ ہے پر انصاف نہیں ہے

اگلے وقتوں میں انصاف کی روح ایسے معاملات میں کس درجہ غالب رہتی تھی۔ وہ خاص کر اسلام کے عہد زریں میں اسکو کس قدر غلبہ حاصل تھا۔ اس کا جواب تاریخ اسلام کے اوراق بآواز بلند دے رہے ہیں۔

امام ابو یوسف بغداد کے قاضی القضاۃ تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید اور ایک یہودی کا مقدمہ آپ کے روبرو پیش ہوا۔ یہودی خلیفہ سے ذرا پیچھے ہٹ کر عدالت میں کھڑا ہوا آپ نے فرمایا۔ یہ انصاف کا گھر ہے۔ اس میں حاکم و محکوم دونوں برابر ہیں۔ یہاں یہودی اور خلیفہ ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید خود انصاف و رواداری کے اس قدر دلدادہ تھے۔ کہ قاضی القضاۃ کی انصاف پسندی سے بے حد خوش اور متاثر ہوئے۔

دربار عباسیہ میں یہ دستور تھا۔ کہ خلیفہ جب تک گفت وگو کا آغاز نہ کرتا۔ کوئی شخص بات کرنے کا مجاز نہیں ہوتا تھا۔ خلیفہ معتصم باللہ نے سر دربار برمکی کے قتل کا حکم سنایا۔ تو درباریوں کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ اور کسی کو یارائے گفت و گو نہ رہا۔ برمکی کو چلے پر بٹھایا گیا۔ اُدھر جلاد نے تلوار کو جنبش دی۔ ادہر قاضی احمد بن داؤد قاضی القضاۃ نے اپنی زبان کو حرکت دی۔ اور خلیفہ کے سامنے آکر کہا۔ آپ قتل تو کرتے ہیں۔ مگر اس کے مرنے کے بعد اس کا مال اسباب کیونکر لے سکتے ہیں۔ معتصم نے طیش میں آکر کہا۔ مجھے روکنے والا کون ہے۔ قاضی احمد بولے۔ خدا اور اس کا رسول۔ اس لئے کہ مال شرعاً وارث کا حق ہے۔ اور جب تک آپ اسکے قتل کو جائز ثابت نہ کریں۔ وارث وراثت سے محروم نہیں ہو سکتا۔ معتصم کا دل کانپ گیا۔ اور برمکی کے قتل سے باز آگیا۔

سلطان محمد تغلق نے کسی بات پر بگڑ کر ایک ہندو امیر کے بھائی کو قتل کرا دیا۔ ہندو نے قاضی کے پاس بادشاہ کے خلاف دعوےٰ دائر کر دیا۔ بادشاہ مدعا علیہ تھا۔ اور ہندو مدعی مگر انصاف کا غلبہ دیکھیئے۔ کہ خود سلطان نے قاضی کو کہلا بھیجا کہ مجھے عام آدمیوں کی طرح کچہری میں طلب کیا جائے۔ اور میری تعظیم کے لئے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ بادشاہ جب عدالت کے سمن کے بموجب قاضی کے سامنے آیا۔ تو اس نے آئین عدالت کے مطابق حاکم عدالت کو جھک کر سلام کیا۔ قاضی نے روداد مقدمہ سنی۔ اور سلطان سے کہا۔ کہ آپ مدعی کو راضی کر لیں۔ ورنہ قصاص کا حکم لازم آئیگا۔ بادشاہ نے ہندو کو راضی کر لیا۔ اور اس نے مقدمہ سے دست برداری دے دی۔

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے چچا زاد بھائی تقی الدین پر کسی نے دعویٰ کیا۔ سلطان کا عزیز ہونے کے باوجود تقی الدین کو عدالت میں ایک عام مدعا علیہ کی طرح طلب کیا گیا۔ مدعی کے مقابل کھڑا کر کے اس کے حلفی بیان لئے گئے۔ اور شریعت کے مطابق فیصلہ سنایا گیا۔ اسی طرح عمر خلاطی ایک سوداگر نے خود سلطان صلاح الدین کی خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیا۔ کہ اس کا ایک غلام سلطان کے قبضے میں آ کر جاں بحق تسلیم ہو گیا ہے۔ اور اس کی دولت بادشاہ کے قبضہ میں ہے۔ حالانکہ اس کا جائز حقدار مدعی ہے۔ جب مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا۔ تو سلطان خود مدعی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ مقدمہ میں باضابطہ کاروائی ہوئی۔ مگر مدعی کا دعوے ثابت نہ ہوا۔ اور اسے شرمندہ ہو کر عدالت سے جانا پڑا۔ اگر موجودہ زمانہ ہوتا۔ تو شاید بادشاہ مدعی کی کھال کھچوا دیتا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے مدعی کی ندامت کو مٹانے کے لئے اپنے پاس سے اس کو کچھ رقم دے دی۔

ان واقعات سے معلوم ہو گا۔ کہ ازمنہ گذشتہ کے حکامِ عدالت میں انصاف کی روح کس درجہ سرایت کئے تھی۔ کہ وہ اسکے سامنے تاجداروں کے جلال و جبروت تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حکمران خود انصاف دوست ہوتے تھے۔ وہ کسی سے بے انصافی نہیں چاہتے تھے۔ ان کو "حق بحقدار" کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ اور جب کبھی حکام عدالت اور قاضیوں کو راہ راست سے بھٹکا ہوا دیکھتے تھے۔ تو ان کو فوراً سیدھا کرتے تھے۔

خلیفہ عضد الدولہ کو اسکے ایک مخبر (خفیہ پولیس کے اہلکار) نے خبر دی۔ کہ قاضی القضاۃ کے پاس ایک شخص بیس ہزار دینار امانتاً رکھ گیا تھا۔ مگر جب دس برس بعد واپس آ کر اس نے قاضی سے اپنی امانت طلب کی۔ تو قاضی نے نہ صرف روپیہ دینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ یہاں تک کہا۔ کہ اگر زیادہ دق کرو گے۔ تو دیوانہ قرار دیکر پاگل خانہ میں بھجوا دونگا۔ خلیفہ نے اس شخص کو بلایا۔ اور ساری داستان سنی۔ بادشاہ چاہتا۔ تو قاضی کو روپیہ کی واپسی کا حکم دے سکتا تھا۔ مگر اس نے حکمت عملی سے کام لیا۔ قاضی کو بلا کر کہا۔ کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ ممکن ہے میرے مرنے کے بعد شہزادے اپنی بہنوں کو واجبی حصہ نہ دیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ جیسے متدین اور متقی شخص کے پاس زر و جواہر جمع کرا دوں۔ یہ سن کر قاضی کی باچھیں کھل گئیں۔ اور وہ خوشی خوشی رخصت ہوا۔

بادشاہ نے ایک سو چالیس آفتابوں میں دینار تین ڈبوں میں مروارید اور چند پیالوں میں یاقوت لعل فیروزہ بھر کر قاضی کے پاس بھجوانے کا وعدہ کیا۔ ادھر اس مظلوم کو حکم دیا۔ کہ وہ جا کر قاضی سے اپنی امانت کا مطالبہ کرے۔ مظلوم نے جا کر سختی سے مطالبہ کیا۔ اور کہا۔ اگر روپیہ نہ دو گے۔ تو بادشاہ سے کہہ کر تمہاری عزت خاک میں ملا دونگا۔ قاضی نے سوچا اگر اس کم بخت نے شور مچایا۔ تو شاید بادشاہ تک نوبت پہنچ جائے۔ اور بادشاہ نے جو زر و مال آج بھجوانے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے۔ یہ سوچ کر اس کو ساری رقم دے دی۔ وہ شخص دینار مزدوروں کے سر پر اٹھوا کر خلیفہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ کو قاضی کی خیانت کا یقین ہو گیا۔ اس نے قاضی کی ساری جائداد ضبط کر لی۔ اس کو عہدہ قضا سے ہٹا دیا۔ اور اس کی ضعیفی کی وجہ سے اس کو کوئی اور سزا نہ دی۔

یہ ہے حقیقی انصاف کی روح۔ آج دنیا میں ہر چہار طرف رشوت کی گرم بازاری ہے۔ خیانت۔ بددیانتی کا زور ہے۔ نہ حاکموں کو انصاف کا احساس ہے۔ نہ منصفوں کو عدالت کا پاس۔ فریقین مقدمہ کی ناحق کوششیں الگ۔ اور وکلا کی شاطرانہ چالیں علاوہ بریں۔ ایسی حالت میں انصاف کی توقع کیونکر ہو سکتی ہے اور مقدمہ بازی سے

کیا حاصل ہو سکتا ہے بہترین حکمت عملی اس وقت یہ ہے۔ اس پر انصاف کا حصول ایک محال امر ہے۔ پھر
کہ مقدمہ بازی سے قطعی پرہیز کیا جائے۔ عدالت تک نوبت ہی اس دردسری اور کوفت سے کیا فائدہ؟
نہ پہنچنے دی جائے۔ اور باہم مل کر پنچایت کے ذریعہ یا ازمنہ گذشتہ کی انصاف کی روح کو یاد کرو۔ اور
ثالثی وغیرہ سے معاملات طے کر لئے جائیں۔ عدالتوں میں ایک دوسرے سے انصاف کا برتاؤ کرو۔ ہر قسم کی
جاکر جو رسوائی اور ذلت حاصل ہوتی ہے۔ اور جس قدر ذلت و خواری سے بچ جاؤ گے۔
مصارف کا زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے

غزل

جلوہ فروز وہ ادھر بزمِ ادا و ناز میں
سر بسجود میں ادھر صورتِ نیاز میں

اس کی عبث ہے جستجو۔ بزم عباد راز میں
رمزِ حیات ہے نہاں پردۂ سوز و ساز میں

بزم جہاں تمام ہی سنکر جسے تڑپ اٹھے
پیدا وہی نوا ہو پھر تیرے شکستہ ساز میں

سینہ ترا ہو مستنیر جلوۂ برقِ طور سے
حاضر اگر ہو دل تیرا دم بھر کبھی نماز میں

رکھ دے دل اپنا کھول کر اہل چمن کے روبرو
تیری ہے خیر عندلیب انکشافِ راز میں

دیتا ہے قلبِ مردہ کو اک دم فروغ جاوداں
قدرت نے شعلہ وہ رکھا سینۂ اہل راز میں

اس کے اثر سے چار سو نگہت فروش ہے صبا
خوبی یہ ہے جمعیتِ برگ چمن طراز میں

اک جان بزمِ عشق و حسن ابتک تو تھی یہ غیرت
یارب کہاں سے آ گئی غزنوی و ایاز میں

ابر ثمود کی طرح ۔ یکسان دل فگار
رکھتے ہیں برق جور سوز آہ جگر گداز میں

جوششِ قمارِ عشق میں شیوہ یہی ازل سے ہی
کم ہے خزف سے نقدِ جان دیدۂ پاکباز میں

ہر دم رہے نہ کیوں مرے لب پر تیرا ہی ذکرِ خیر
راحت ہو دل کی جب تیرے قصۂ دلنواز میں

اے تشنہ کام آرزو چشمِ خمار آلود کھول
مثل سراب آب ہے ۔ روئے امتیاز میں

جلوۂ حسنِ غیر سے ایسا ہوا ہوں بے نیاز!
اُن کے سوا نہیں کوئی ۔ قلبِ امل دراز میں

خالی ہیں جس سے غیر کے ۔ صدہا خم عصیر بھی
شاکر وہ کیف ہے ہر اک قطرۂ خانہ ساز میں

شاکر صدیقی از خوشاب

حکمت و موعظت

جاپان کی تباہی سے سبق

جب کسی گروہ۔ کسی قوم۔ کسی بستی اور کسی ملک کی نابکاریاں قانون قدرت کی حد سے تجاوز کر جائیں۔ تو غیرت خداوندی اس کا سر پر غرور کچل ڈالنے اور بندگان خدا کو اس کے برے اثرات سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے جوش میں آتی ہے۔ اور عتاب سے اس کا تختہ الٹ دیتی ہے۔ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل) ترجمہ اور نافرمان لوگوں کی کوئی ایسی بستی نہیں ہے۔ جس کو ہم قیامت سے پہلے ہی تباہ نہ کریں اور اس پر سخت عذاب نہ اتاریں۔

جاپان جو مادی خیالات میں روحانیات کو یکسر بھول گیا تھا۔ اور خدا کی جباری و قہاری طاقت سے بے خوف و بے پرواہ ہو گیا تھا کی تباہی آیت متبرکہ کی ایک کھلی ہوئی تفسیر ہے۔ جس میں عبرت کا سبق موجود ہے۔

پہلے جاپان قوم کا مذہب گوتم بدھ کی پیروی تھا۔ اب وہ مادہ پرست ہو گئی ہے۔ چند ماہ کا ذکر ہے۔ سید راس مسعود صاحب ڈائرکٹر تعلیمات سرکار نظام جاپان گئے تھے۔ وہاں وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی۔ اور سید صاحب نے پوچھا۔ آپ کی قوم خدا کی نسبت کیا عقیدہ رکھتی ہے۔ وزیر اعظم نے جواب دیا۔ خدا کبھی اس ملک میں نہیں آیا۔ نہ ہم اس کو اس ملک میں گھسنے دینگے۔

اس جواب میں جیسی فرعونیت ہے وہ الفاظ سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔ اہل ہند کو افسوس اس کا ہے کہ جاپان ایشیا کا ایک حصہ ہے۔ اور ایشیا خدا پرستی میں تمام دنیا پر فوقیت رکھتی ہے۔ مگر یورپ کے اثر نے اس کو بھی خدا سے منکر بنا دیا۔

جس خدا کو وزیر اعظم اپنے ملک میں گھسنے نہ دیتے تھے وہی خدا ستمبر ۱۹۲۳ء کے پہلے ہفتہ میں اپنے قہر و غضب کی تلوار لیکر گھس گیا۔ اور جاپان کے پایۂ تخت پر وہ عذاب نازل کیا۔ جو لوط و ہود وغیرہ کی اقوام پر نازل کیا تھا۔

اس عذاب کی بہت سی تفصیلات اخباروں میں چھپی ہیں۔ ان میں سے ایک کیفیت آسٹریلیا کے جہاز ایمپرس کے ان لوگوں نے شائع کی ہے۔ جو جہاز مذکور کے ذریعہ عذاب سے بھاگ کر سنگاپور آئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

جس دوزخ کا ذکر سنا کرتے تھے۔ وہ جاپان میں اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ تجارتی باشندے اپنے دفتروں سے صبح کا کام کر کے گھروں کو واپس جا رہے تھے۔ کہ یکایک چاروں طرف سے مہیب آوازیں آنے لگیں۔ اس کے بعد زمین پانچ پانچ فیٹ اونچی اٹھی اور گر پڑی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سمندر کی طرح ہر مائل ہے اور کوئی قوت اس کو نیچے ہاتھ ڈال کر اوپر اٹھاتی اور پھر نیچے پٹخ دیتی ہے۔ پہلے ہی جھٹکے میں سب بڑی بڑی عمارتیں اس طرح پاش پاش ہو کر گر پڑیں۔ جیسے تاش کے پتے اٹھا کر پھینک دئے جائیں۔ اور وہ بکھر کر گر پڑیں۔

زمین جگہ جگہ سے پھٹ گئی۔ اور اس میں بڑے بڑے غار پڑ گئے۔ ایسے کہ گاڑیاں مع گھوڑوں کے ان کے اندر سما جائیں۔ جو آدمی عمارتوں کے اندر سے بھاگ کر باہر سڑکوں اور میدانوں میں آتے تھے ان کو یہ غار دو قدم نہ چلنے دیتے تھے۔ ہر طرف موت منہ کھولے ہوئے نظر آتی تھی۔

کڑک اور گرج کی خوفناک آوازیں کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھیں نیز طوفانی ہوا کے جھکڑ چل رہے تھے۔ آسمان سے خدا کا قہر اترتا دکھائی دیتا تھا۔ دن کے وقت ایک تاریکی چھا گئی تھی

یکایک آگ کے شعلے بھی پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے عمارتوں کے سامان اور آدمیوں کو جلانا شروع کیا۔ ایک طرف غار تھے ایک طرف آگ تھی۔ ایک طرف گرج تھی اور ایک طرف زور شور کے بھونچال اور زلزلہ کے جھٹکے تھے۔

جب آگ لگی ہے۔ تو دھواں اتنا زیادہ تھا۔ کہ ہم کچھ دیکھ نہ سکتے تھے۔ مگر جب شعلے بلند ہوئے۔ اور دھواں دب گیا۔ تو ہم نے اپنے گھروں کا جلنا اور خوبصورت عمارتوں کا خاکستر ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ہزارہا جاپانی عورت مرد بچے یوکوہامہ کے باغ کی طرف پناہ لینے کے واسطے دوڑے۔ وہاں پانی کے نل پھٹ گئے۔ اور چاروں طرف پانی پانی پھیل گیا۔ کچھ آدمی نہر میں ہلکی کشتیاں ڈال کر بچاؤ کے لئے بھاگے۔ مگر مٹی کے تیل کے تالاب ٹوٹ گئے تھے۔ تیل نہر میں آگیا تھا آگ کے شعلوں کو تیز ہوا نے یہاں بھی پہنچا دیا۔ اور پانی میں آگ لگ گئی۔ اور اس میں سب کشتیاں جل گئیں۔ خلقت جل رہی تھی اور چیخ رہی تھی۔ اور کوئی اس کی مدد کرنے والا نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں جلی ہوئی لاشوں کا ڈھیر پانی میں تیرنے لگا۔

آگ کی تیزی سے پہاڑ کے پتھر چیخ چیخ کر گولیوں اور گولوں کی طرح اڑ رہے تھے۔ اور ان سے انسانوں کی ہلاکت بے دریغ ہو رہی تھی۔

جس قدر انگریز بھاگ سکے وہ سب بھاگ کر آسٹریلیا کے جہاز ایمپرس میں آگئے اور جہاز ہم سب کو لیکر جاپان سے رخصت ہوگیا۔

یہ معمولی واقعہ نہیں ہے۔ اس عذاب میں جاپان کا پایہ تخت ٹوکیو اور دوسرا شہر یوکوہامہ زمین کا پیوند بن گیا۔ اور دوسرے شہروں کو بھی بہت نقصان پہنچا۔ آخری اطلاع کی بموجب ۱۹ لاکھ آدمی مر گئے اور اربوں روپیوں کا نقصان ہوا۔ (بعد کی خبروں سے معلوم ہوا۔ کہ مرنے والے ۱۹ لاکھ سے کم ہیں)

چشم تصور سے اس ہولناک عذاب کا خیال کرو۔ اور اپنے مالک کے قہر سے پناہ مانگو۔ اس کو دم کے دم میں فنا کر دینے کی کتنی بڑی قدرت ہے۔ انسان کو اپنی عقل اپنے علم اور اپنے زور پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیئے۔ جاپان پر جب عذاب آیا۔ تو اس کا علم اس کی عقل اور سب ہنر رکھے رہ گئے۔ کسی نے اس کو عذاب سے نہ بچایا۔

ایسا ہی عذاب ہر قوم پر آسکتا ہے اس واسطے اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیئے۔ اور خدا تعالےٰ کی قوت کو ہر حال میں اپنے اوپر مسلط سمجھنا چاہیئے۔

(دین و دنیا)

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

برادران وطن کی فتنہ جوئی اور تفرقہ اندازی کے حوصلے روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ ان کی اندرونی حسد آفرینیوں کی سوز افزوں فراوانیاں ساعت بساعت ہاتھ پاؤں نکال رہی ہیں۔ اور اب ان عداوت انگیز دسائس پردہ پوشیوں کی نشو و نما کے لئے وسیع برطانوی علاقہ غیر مکتفی خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ دیسی ریاستوں کو محفوظ رکھنے کو بھی بغض و تعصب کی متعدی بیماری کے مہلک جراثیم سے ملوث کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس دسیسہ اندازی کی ابتدا ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست حیدرآباد دکن تک کر دی گئی ہے۔ ہندو اخبارات نے کچھ عرصہ سے یہ شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ ریاست موصوفہ میں ہندوؤں کی آبادی ۸۷ فیصدی ہے۔ اور ان کے حقوق تلف ہو رہے ہیں۔ باوجودیکہ ان غلط الزامات کا معقول اور دندان شکن جواب خود سرکار دکن کی طرف سے بھی دیا جا چکا ہے۔ لیکن جن کو محض شورش آفرینی مقصود ہو۔ انہیں معقولیت سے کیا تسکین ہو سکتی ہے۔

اصلیت یہ ہے۔ کہ جس بیمار کی طبیعت پر صفرا کی تلخ ترین خلط کا غلبہ ہو۔ اس کی قوت ذائقہ میٹھی چیزوں کو بھی کڑوا محسوس کرتی ہے۔ چونکہ ان دنوں ہمارے ہندو بھائیوں کے ظاہر و باطن پر قومی دشمنی تعصب کا تسلط ہے۔ اس بنا پر

انہیں ایک فراخ دل سے فراخ دل اور روادار سے روادار ہستی بھی بغض و تعصب کی بدترین تصویر نظر آتی ہے۔ اگر مسلمان بجا طور پر ہندو دیسی ریاستوں کی قومی تفریق کے شکوہ سنج ہوتے۔ تو البتہ حق بجانب تھے۔ کیونکہ تقریباً تمام ہندو رئیس اپنے اپنے حلقہ اقتدار میں علانیہ ہندو پروری اور مسلم کشی کی افسوسناک روش کے حامی نظر آتے ہیں۔ مگر یہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ جو درحقیقت مظلوم ہیں۔ وہ تو خاموش ہیں۔ لیکن ظالموں کی شورشوں نے ساتوں آسمان سر پر اٹھا رکھے ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہندوؤں کی طرح محض دعویٰ ہی دعویٰ نہیں۔ بلکہ ہم اسے دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کریں گے۔

چونکہ اس وقت حیدرآباد دکن کا تذکرہ ہے۔ اور وہ ایک سب سے اسلامی ریاست ہے۔ اس لئے اس کا مقابلہ ریاست کشمیر سے ہونا چاہئے۔ جو ایک سب سے بڑی ہندو ریاست ہے۔ ہمارے متعصب معاصر غالباً اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہونگے کہ ریاست کشمیر میں ۹۵ فیصدی مسلمان آباد ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ وہ تقریباً سب کے سب زراعت پیشہ ہیں۔ اور ریاست کے محاصل میں سب سے زیادہ حصہ انہیں کا ہے۔ پھر ان کی جو حالت ہے۔ وہ باخبر لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ تعلیم میں وہ سب سے پیچھے ہیں۔ سرکاری ملازمتوں میں ان کی تعداد بمنزلہ صفر ہے۔ مذہبی حقوق کا یہ حال ہے کہ وہاں کی ایک عظیم الشان مسجد پر جسے پتھر مسجد کہتے ہیں۔ ریاست نے جابرانہ طور پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اور اس میں سرکاری سامان بھس وغیرہ بھرا رہتا ہے۔ مسلمان زمینداروں کے ساتھ عمال ریاست بے انتہا جبر و تشدد کا سلوک روا رکھتے ہیں۔ مسلمانان کشمیر کی طرف سے صدہا مراسلات ان شکایات کے متعلق اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اسلامی اخبارات ہزار ہا مرتبہ توجہ دلا چکے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا۔

اس کے بالمقابل ریاست حیدرآباد کے ہندوؤں کی جانب سے اپنے فرمانروا کے خلاف کوئی شکایت کسی اخبار میں کبھی شائع نہیں ہوئی۔ البتہ برطانوی علاقہ کے بعض ہندو اخبارات نے کچھ عرصہ سے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ دور حاضر کی لبس بھری ہوا سے متاثر ہو کر اعلیٰ حضرت خسرو دکن کی ذات ستودہ صفات پر چند منگھڑت الزام تراش رکھے ہیں۔ چنانچہ پنچ ورتمان کے حوالہ سے مندرجہ تحت اتہام لگاتا ہے۔

(۱) حیدرآباد سے دین اسلام کی اشاعت کے لئے کافی امداد مل رہی ہے۔

(۲) ریاست میں ہندوؤں کو نوکری نہیں ملتی۔

(۳) یہاں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو چندہ جمع کرتی ہے۔ اور دین اسلام کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لیتی ہے۔

(۴) معمولی اردو دان مسلمانوں کو دو دو سو روپیہ تک تنخواہ ملتی ہے۔ مگر ہندو گریجوایٹوں تک کی پرسش نہیں۔ اور ان کی جگہ علیگڑھ سے گریجوایٹ بلائے جاتے ہیں۔

(۵) ریاست نے فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لئے ایک کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

(۶) یہاں ہندو بھیڑ اور بکری سمجھے جاتے ہیں۔

(۷) اسلامی درسگاہوں اور عبادت گاہوں کو امداد مل رہی ہے

کیا درحقیقت یہ الزامات حضور نظام (خلد اللہ ملکہ) پر عائد ہو سکتے ہیں۔ یا محض قومی تعصب کا نتیجہ ہیں۔

پہلا اور پانچواں الزام سراسر غلط ہے۔ ریاست حیدرآباد نے اس وقت تک کسی تبلیغی اسلامی جماعت کو امداد بہم نہیں پہنچائی اور نہ کسی انجمن یا فرد سے انسداد ارتداد کے لئے ایک کروڑ روپیہ عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف حضور نظام نے اپنی تمام قلمرو میں یہ احکام جاری فرمائے ہیں۔ کہ ہماری حدود کے اندر کوئی مذہبی مناظرہ یا مباحثہ نہ ہونے پائے۔ اور کوئی واعظ یا مقرر ایسا وعظ یا تقریر نہ کرے۔ جس سے رعایا کے کسی فرقہ کی دل آزاری یا مذہبی و قومی تحقیر متصور ہو۔

دوسرا الزام یہ ہے۔ کہ ریاست میں ہندوؤں کو نوکری نہیں ملتی۔ حالانکہ سب سے زیادہ اہم با اثر اور مقتدر عہدے مثلاً پیشکاری باب حکومت رکنیت مجلس عالیہ عدالت۔ وزارت مال۔ کوتوال بلدہ۔ اس وقت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں۔

بچوں کا صفحہ

ضروری نصیحتیں

اپنی دولت و ثروت یا باپ دادا کے عروج پر فخر و ناز کرنا ہرگز زیبا نہیں بلکہ کم ظرفی کی دلیل ہے۔ جو لڑکے ایسا کرتے ہیں وہ بڑی بڑی ذلتیں اٹھاتے ہیں۔ سکول میں شاہ و گدا سب برابر ہیں۔ یہاں کا معزز دولتمند وہی ہے جس کا سینہ علم سے مالا مال ہو۔ یہاں ہر طالب علم خالی ہاتھ آتا ہے۔ اور اپنی محنت کا ثمرہ لے کر جاتا ہے۔

تمسخر کرنا مسخروں کا کام ہے۔ ظرافت اور بذلہ سنجی کے لئے سکول نہیں ہے۔ مہذب ظرافت اگر سوسائٹی میں کی جائے تو چنداں ہرج نہیں۔ لیکن اعتدال سے بڑھ جانا وہاں بھی معیوب ہے۔ تم نے اکثر دیکھا ہو گا کہ بعض لڑکے جانوروں کی بولیاں بولتے ہیں۔ دوسروں کی چال ڈھال یا بات چیت کی نقل کرتے ہیں۔ غور کرو کہ انسان کی صورت ہو کر جانور بننا یا کسی شخص کی نقل کرنا جس میں دوسروں کی ہجو مد نظر ہوتی ہے کس قدر عیب اور برائی کی بات ہے۔ ہجو کرنے والا کمینہ سمجھا جاتا ہے دیکھو کتنی ایسی باتیں ہیں جن کو بعض لوگ اچھا سمجھتے ہیں لیکن غیروں کی نظروں میں غایت درجہ بری سمجھی جاتی ہیں اس لئے ایک سہل طریقہ بہت سی برائیوں سے بچنے کا یہ ہے۔ کہ جو بات کسی دوسرے شخص کی تمہیں بری معلوم ہو تو تم اس کو خود نہ کرو۔ اور اگر تم میں موجود ہو۔ تو چھوڑ دو۔

کسی کو ترقی کرتے ہوئے دیکھ کر حسد نہ کرو۔ کیونکہ حسد کرنے سے سوائے نقصان کے کچھ نفع نہیں ہوتا۔ اس لئے حسد کو ایک مذموم و بد چیز خیال کر کے کبھی اپنے دل میں راہ نہ دو۔ ہاں اس امر کی کوشش کہ تم بھی محنت کر کے دوسرے لڑکوں کے برابر ہو جاؤ بلکہ بڑھ جاؤ کیونکہ یہ کوئی عیب نہیں۔

ہمیشہ اچھی باتیں سیکھنے کی کوشش کرو۔ گو ہر شخص سے محبت اور تپاک کا برتاؤ کرنا واجب ہے لیکن ایسے لڑکوں سے دور ہی رہنا اچھا ہے جس کے عادات و اطوار ناشائستہ ہوں یا جن کی صحبتوں میں بری باتوں کا چرچا رہتا ہو۔ جنہیں بیہودہ کتابیں پڑھنے کا شوق ہو۔ ان کی زبان بیہودہ کلمات یا فحش الفاظ سے آشنا رہتی ہو۔ یا جن میں حفظ مراتب کا مادہ نہ ہو۔ ہاں ایسے لڑکوں سے ربط و ضبط اور اختلاط بڑھاؤ۔ جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ ان کی صحبت سے بے شک تم کو فائدہ پہنچے گا۔ سوسائٹی کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مثل مشہور ہے کہ خربزہ کو دیکھ کر خربزہ رنگ بدلتا ہے۔

جنہیں تم اپنا سچا دوست سمجھو، ان کا اعتبار کرو۔ اور دوستی کی بنیاد قائم رکھنے میں ہمیشہ حلم اور تحمل سے کام لو۔ اگر ان کی کچھ شکایت سنو تو فوراً یقین نہ کر لو۔ بارہا ذرا سی غلط فہمی سے دوستوں کے دلوں میں عتاب آ گئی ہے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ جو شکایت تمہیں ہو بلا تکلف بیان کر دو اور صفائی کر لو۔ کیونکہ دل میں بات رکھنا برے آدمیوں کا کام ہے۔

تم نے دیکھا ہو گا۔ کہ بعض ذہین اور ہوشیار لڑکے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور کند ذہن جو متواتر محنت کرتے رہتے ہیں ان سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ ذہین اپنی ذہانت پر بھولے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی امتحان کے بہت دن باقی ہیں۔ جب وقت آئیگا یاد کر لینگے۔ اور آج کل کرتے ہی کرتے امتحان سر پر آ جاتا ہے۔ تب ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں پھر کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا۔ آخر کار اپنی حماقت پر پشیمان اور امتحان کے وقت ناکامیاب رہتے ہیں۔ یہ خیال ہرگز ہرگز اپنے دل میں نہ آنے دو۔ کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ ایسی جلدی ہی کیا ہے کہ رات دن پڑھنے لکھنے کے پیچھے انسان مر مٹے۔ بیشک وقت کی قدر و غنیمت اور بھاگا بھاگ نو یہی چاہتی ہے کہ تم کھانا پینا اپنے اوپر حرام کر کے رات دن کتاب کے مطالعہ سے سر نہ اٹھاؤ لیکن چونکہ ایک ہی قسم کی محنت اور ریاضت سے دل و دماغ کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی طبیعت بھی اچاٹ ہو جاتی ہے نیز

انسان کی طبیعت تازگی پسند واقع ہوئی ہے۔ اور دماغی قوت صحت جسمانی اور دل کی خوشی پر منحصر ہے۔ اس لئے پڑھنے لکھنے کے ساتھ ہی اپنی دماغی صحت اور جسمانی طاقت کو مقدم سمجھو اور بلاناغہ ہوا خوری اور ریاضت کی عادت ڈالو۔ اسکولوں میں جو کھیل ہوتے ہیں۔ وہ تمہاری صحت قائم رکھنے اور دماغی قوت بڑھانے کو کافی ہیں۔ جو لڑکے پڑھنے میں اس قدر مشغول رہتے ہیں کہ کھیل وغیرہ کو فضول سمجھتے ہیں۔ وہ نادانی کرتے ہیں یاد رکھو کہ دنیا میں کامیابی کے لئے جہاں علم اور نیک چال چلن ضروری ہے وہاں تندرستی بھی لازمی ہے اگر ان میں ایک کی بھی کمی ہوئی تو زیاں سے خالی نہیں

محمد ملیح

اختلاف مذہب

اختلافات عقاید نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کا ایک لاعلاج مرض پیدا کر دیا ہے۔ آئے دن معمولی مسایل پر ان میں لے دے اور تو تو میں میں کا بازار گرم رہتا ہے۔ اور ان باہمی جنگ وجدل وچھیڑ چھاڑ میں وہ اسلام پر اغیار کو استہزاء و نکتہ چینی کا موقعہ دیتے رہتے ہیں۔ جو اصول اسلام کے سراسر خلاف ہے۔

آجکل امرتسر میں اہلحدیث اور اہل قرآن کے مابین میدان کارزار گرم ہے۔ اخبارات میں ایک دوسرے کے خلاف ناواجب حملے ہو رہے ہیں۔ اہل قرآن احادیث سے منکر ہیں۔ وہ "اطیعوا الرسول" کے قائل ہیں۔ قرآن کریم کے مکاسب معانی کے الٹ پھیر سے وہ مسلمانوں کو تیرہ سو سال کے قایم کردہ جادہ مستقیم سے متزلزل کر کے اس تاریک غار کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ جو عبداللہ چکڑالوی نے جلب منفعت ذاتی کیلئے کھودنے کی کوشش کی تھی۔

ان لوگوں کے زعم باطل میں مسلمانوں کے تمام فرقے مرتد اور گم کردہ راہ ہیں۔ حالانکہ وہ دلایل وبراہین سے اپنے دعوی کا مسلم ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

ایک مہربان نے جن کے دماغ میں چکڑالویت کا نیا خبط سمایا ہے۔ ہمارے خاندان کو بھی چکڑالویت کی دعوت دیتے ہوئے ایک خط میں لکھا ہے۔ کہ مسلمان ہو جاؤ۔ حدیثیات کو چھوڑ دو۔ یہ ظنیات ہیں۔ موجودہ نماز قابل قبول نہیں۔ ہماری تجویز کردہ نماز خدا کو ملا دیگی۔

ہم حیران ہیں۔ کہ یہ لوگ جو خود صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور راہ بد سے بچنے کیلیے آنکھ میں روشنی نہیں رکھتے دوسروں کو خدا سے کیا ملائینگے۔

آہ! مسلمانوں نے اسلام کھو دیا۔ خدا انکو ہدایت دے

مولانا ابوالفضل احسان اللہ صاحب عباسی نے ذیل کا فاضلانہ مضمون انہی امور سے متاثر ہو کر لکھنے کی تکلیف کی خدا کرے یہ ان کے سوز دل کو صاف کرنے کا موجب ہو سکے۔

مذہب اسلام نے آنحضرت محمد پر رسالت ختم کر دی۔ اور قرآن کو قانون ربانی کے طور پر مان لیا۔ اور یہ اعتقاد رکھا کہ دنیا میں خوش اور عاقبت میں سرخرو رہنے کے لئے سوا قرآن کے اور کسی دوسرے ضابطہ قوانین کی ضرورت مسلمانوں کو نہیں ہے۔ احادیث صحیحہ بغرض تشریح و توضیح آیات قرآنی کے بعد اپنا درجہ ضرور رکھتی ہیں۔ لیکن ان میں نیک نیتی سے شک کرنیوالا خاطی نہ کہا جائیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ زمانہ رسول میں احادیث نبوی کی کتابت کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

ایک ایسے قانون کا بننا جو قیامت تک تمام بنی نوع انسانی کے لئے جو دنیا کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ اور آباد رہیں گے کافی ہو۔ بظاہر ایک بے جوڑ سی بات تھی۔ لیکن قرآن کے پڑھنے سے یہ شک رفع ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ قرآنی ہے۔ کہ قرآن ہمیشہ کے لئے کافی ہے۔ کیا معنی کہ قرآن میں صرف اصولی مسائل مذکور ہیں اور لسان قرآنی ایسی ہے کہ عالم اور جاہل سب اپنی اپنی طور سے سمجھ لیتے ہیں۔ اصولی مسائل بیان کرنے کا منشا یہ ہے۔ کہ مسائل فروعی میں ہر مسلمان کو اپنی رائے لگانے کا اختیار رہے۔ یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس طرح دیگر امور میں با اثر اہل الرائے

کا مقلد ہونا عوام فطرتاً واجب جانتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی امور میں بھی مذہبی پیشواؤں کے زیر اثر رہنا قلوب عوام کا مقتضا ہے مسائل فروعی میں اہل قلم کی تقلید عوام ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے مسلمانوں میں باعتبار مدرسہ یا استاد کے مختلف فرقے قائم ہوئے اور یہ فرقے جب تک باہم ایک دوسرے کو مجرانہ کہینگے اور احکام قرانی کے مطیع سمجھے جائینگے۔ اور جو اس کے خلاف رائے رکھیگا گویا قرآن پاک کی مصالح سے منکر اور ناواقف ٹھہرے گا۔ اگر مسائل فروعی میں اختلاف باعتبار وقت موقع اور حالت کے قرین مصلحت نہ ہوتا۔ تو جناب باری کے لئے تعزیرات ہند یا مجموعہ ضابطہ دیوانی یا مجموعہ ضابطہ فوجداری کی صورت میں قرآن پاک نازل کرنا کیا مشکل تھا لیکن الیسا ہونے سے قانون ربانی قیامت تک نوع انسانی کا رہنما نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے قرآن میں اصولی مسائل لکھے گئے اور فروعی مسائل کی تدوین کرنے کا کام علمائے امت محمدی کے تعلق کیا گیا اور فقہائے مذہب نے اجماع علمائے امت کو ایک معیار ہدایت قرار دیا تاکہ خود رائی سے لغزشیں پیدا نہ ہوں۔ اس اجتہاد اور اجتماع کا قرن اولی پر منحصر ہونا اور قوت اجتہادیہ کا زمانہ مابعد میں سلب ہو جانا اہل تحقیق کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

لیکن اب ذی علم مسلمانوں نے قوت اجتہادی صرف کرنیکی جگہ پر مختلف مجتہدوں اور اماموں کے اقوال کا جانچنا تحقیق حق کے لئے نہیں بلکہ باہم ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ ایک ذی علم کا بجائے خود مجتہد بننے کے دوسرے مجتہدوں کی غلطیاں نکالنا اور ان کے مقلدوں کو برا کہنا میرے نزدیک کچھ ہی ہو لیکن احکام قرآنی کی خوبیوں سے کوسوں دور ہے کس قدر غلط خیال ہے کہ جس چیز کو خدا نے بہ تشریح بیان کرنا پسند نہ کیا۔ اس کی شرح کے متعلق مسلمان جھگڑیں اور مذہب اسلام کی جزبی کریں۔

مشہور ہے کہ مسلمانوں کے تہتر فرقے ہیں۔ اور ان میں صرف تہترواں فرقہ برحق ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ وہ برحق فرقہ صرف وہ ہو سکتا ہے۔ جو توحید اور رسالت کے بعد کسی امر کو ہتم بالشان نہ سمجھے۔ اور ابتداً یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا تھا موجودہ زمانے میں کہ مسلمان ہر جگہ نفاق کی وجہ سے یا اپنے سوء معتقدات یا سستی اعمال کے سبب کمزور ہو رہے ہیں۔ ان

کے صرف یہ ایک راہ ہے کہ مسائل فروعی کے اختلافات کو دلوں سے نکال کر وہ اخوت اسلامی کی رسی مضبوط پکڑیں اور مسلمانان طبقہ اولی کی تقلید کریں۔ آپس میں کتنا ہی لڑیں جھگڑیں لیکن آپس کے جھگڑوں کو مذہبی جھگڑا تصور نہ کریں۔ سب سے بڑی لڑائی حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کی تھی۔ اس وقت مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی۔ کہ اکثر لوگ ان جھگڑوں سے بالکل الگ تھے۔ اور جنہیں ان سے تعلق تھا۔ ان کا بھی یہ قول تھا کہ لذت نماز حضرت علیؓ کے پیچھے ہے۔ اور لذت طعام امیر معاویہؓ کے دسترخوان پر ہے۔

اس کے بعد جتنی لڑائیاں مسلمانوں میں ہوئیں۔ وہ تو بلاشبہ محض ملکی لڑائیاں تھیں۔ ان لڑائیوں سے اس وقت مذہب کی تفریق بالکل نہیں ہوئی۔ لیکن زمانہ مابعد میں مسلمانوں کی قوت جتنی بھی متفرق ہوئی۔ گھٹتی گئی اور خیالات میں تنگی اور تعصب بیجا میں کشادگی ہوتی گئی۔ اور جا بجا جدا جدا فرقہ بندیاں قائم ہوئیں تاریخیں پڑھیئے۔ اور غور کیجئے تو تمام فرقہ بندیاں یا تو ملک گیری کے لئے ہوئیں یا حصول معاش کے لئے ہوئیں۔ اسلاف کی حکمت عملیوں نے انہیں قائم کیا۔ اور اخلاف کی جہالت نے انہیں مضبوط اب جو حالت ہے ظاہر ہے۔ معلوم نہیں کتنے فرقے ہو گئے ہیں اور آئندہ اور ہونگے۔ ہر ایک اپنے فرقہ کو راہ راست پر سمجھتا ہے اور توحید اور رسالت کو جو عین اسلام ہے۔ باہمی نفاق میں جزو مشترک نہیں سمجھتا۔ یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے۔ اور اس حالت پر افسوس کرنے والے بہت کم ہیں نہایت تعجب ہے۔ کہ جس طرح پہلے باہمی اتفاق پر مسلمانان سابق کو بنازش تھی۔ اسی طرح اب باہمی نفاق پر مسلمانان حال کو فخر و مباہات ہے۔

خداوندا تو مسلمانوں کی حالت پر رحم کر اور توفیق اتفاق انہیں عطا فرما۔ بھائیو! اگر قیامت کے روز علمائے امت محمدی سے پہلا سوال یہ ہوگا کہ تم امت محمدی میں اتفاق پھیلانے کی جگہ نفاق پھیلاتے تھے۔ اور نفاق کی روز افزوں ترقی پر خوش ہوتے تھے۔ تو تمہارے اعمال حسنہ اتنے بڑے گناہ عظیم کے مقابلہ میں کیوں نہ بیکار سمجھے جائیں۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس کے جواب میں کیا کہا جائے گا۔

ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی

حیدرآباد دکن

پریس کمیونک

اعلیحضرت خسرو دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے جو احسان عظیم نہ صرف ملک دکن بلکہ تمام ہندوستان پر جامعہ عثمانیہ کے قیام سے فرمایا ہے اور تعلیم کے فروغ و ترقی سے جو انہماک و دلچسپی بندگان حضرت کو ہے اوسکے اعتراف اور شکریہ کے موقع خدام جامعہ عثمانیہ ایک عرصہ سے منتظر اور متمنی ہے بالآخر یہ تجویز ہوئی کہ جامعہ عثمانیہ کی طرف سے ایک اعزازی ڈگری خدمت میں پیش کی جائے اگرچہ بادشاہ ذیجاہ کی ذات ایسے اعزاز سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے مگر کسی جامعہ کے لئے اظہار شکر و منت کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہوسکتا حضرت اقدس و اعلیٰ نے بھی اپنی معارف نوازی و مراحم خسروانہ سے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔

بہ تقریب ہمایوں بتاریخ ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۷ھ اڈریس ہال باغ عامہ میں ادا کیگی اڈریس ہال اس موقعہ کے لئے خاص طور پر آراستہ کیا گیا تھا اور بلحاظ زیب و زینت کے وہ آپ اپنی نظیر تھا امرائے عظام اراکین حکومت - جاگیرداران اعلیٰ عہدہ داران - سول و فوج دکا! - و اڈیٹران اخبارات نقا اساتذہ و طلباء جامعہ عثمانیہ تقریباً گیارہ سو اشخاص اس جلسہ میں موجود تھے۔

حضرت اقدس و اعلیٰ مع شہزادگان بلند اقبال و شہزادیان والا تبار وقت مقررہ (۱۰) بجے رونق افروز ہوئے اور امرائے عظام نے استقبال کیا اور حاضرین اپنی اپنی جگہ دست بستہ کھڑے ہوگئے - رفقاء جامعہ عثمانیہ نواب ولی الدولہ بہادر معین الامیر جامعہ عثمانیہ کے ساتھ حضرت اعلیٰ و اقدس کے سامنے ادب سے استادہ ہو گئے بندگان خسروی نے نواب ولی الدولہ کو اڈریس پڑھنے کی اجازت دی جو حسب ذیل ہے۔

اڈریس پڑھنے کے بعد نواب ولی الدولہ بہادر کے ساتھ چھ امرائے عظام یعنی مہاراجہ یمین السلطنتہ بہادر نواب فخر الملک بہادر - نواب خانخاناں بہادر نواب معین الدولہ بہادر نواب لطف الدولہ - اور نواب سالار جنگ بہادر نے جو رفیق جامعہ بھی ہیں اس اڈریس اور اعزازی ڈگری "سلطان العلوم" کو پیشگاہ سلطانی میں پیش کرنیکی عزت حاصل کی۔

بندگان حضرت نے اس اعزازی ڈگری کو مختصر اور جامع الفاظ میں قبول فرمایا جس سے خدام جامعہ عثمانیہ کی کمال عزت افزائی ہوئی اس خاص موقعہ کے لئے اعلیٰ حضرت و اقدس نے جو نظم ارشاد فرمائی ہے اوسکی نقل کسی دوسری جگہ درج ہے۔

اڈریس ایک نقرئی کاسکٹ میں پیش کیا گیا تھا جو علمی جلسہ کی مناسبت سے کتاب کی شکل میں بنایا گیا تھا اور ڈگری روزور کی تختی پر طلائی حروف سے تیار کی گئی تھی جسکا فریم بھی طلائی تھا۔

بندگان خسروی کی تقریر کے اختتام پر گارڈ آف آنر نے سلامی دی اور توپیں سر ہوئیں اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا اور حاضرین ان شاندار خیموں میں گئے جہاں انکے لئے فواکہ وغیرہ کا انتظام تھا۔

نقل اڈریس

الحمد للہ کہ آج وہ مبارک دن ہے جو نہ صرف جامعہ عثمانیہ بلکہ جامعات عالم کی تاریخ میں یادگار رہیگا کہ خود فرمانروائے سلطنت نے جو اس کے بانی اور سرپرست اعلیٰ ہیں اوس کی اعزازی ڈگری قبول فرمانے کیلئے مجلس رفقاء کو عزت بخشی ہے۔

تاریخ عالم سے واضح ہے کہ سلاطین اسلام نے ہمیشہ علم کی سرپرستی میں خاص حصہ لیا ہے لیکن حضرت جہاں پناہی کو جو کہ انہماک و دلچسپی ترویج علم سے ہے اور بندگان حضرت نے اپنی علم پروری اور ہنر گستری سے حصول علم کے لئے جو مناسب اور مفید طریقہ اس جامعہ کے قیام سے جاری فرمایا ہے اوس کی مثال کہیں نہیں ملتی اور اس کے اعلےٰ نتائج اور فوائد محتاج بیان نہیں ہیں۔

اہل ملک کے فخر و مسرت کا اس سے بڑھ کر اور کیا موقع ہوسکتا ہے اور خود جامعہ کی اس سے زیادہ اور کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے کہ وہ ایسے سرپرست و حامی علم کے حضور میں اپنی سب سے پہلی اور اعلیٰ ترین اعزازی

ڈگری پیش کرے۔

لہٰذا

بکمال منت و حسن عقیدت جامعہ عثمانیہ کی جانب سے اس کے اراکین مجلس رفقا "سلطان العلوم" کی اعزازی ڈگری بارگاہ ملازمان خسروی جہاں پناہی میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ فقط

حمد و نعت

در مدینہ تو بیا مسکن ایماں اینجاست
رحمت ہر دو جہاں مظہر ایماں اینجاست

دیدۂ دل بکشا نور ازل را بنگر
کز فروغ نبوی جلوۂ یزداں اینجاست

مسند آرائے دنا۔ صدر نشین طٰہٰ
مہبط روح امین حامل قرآں اینجاست

گو بدایں گنبد خضرا کہ بطور سینا
آنچہ دیدے طلبی موسیٰ عمراں اینجاست

تیرگی گر شدہ کافور چہ جائے عجب است
کہ ضیا بخش جہاں مہر درخشاں اینجاست

تو کہ ای ختم رسل مہر نبوت داری
ہیچ۔ صد خاتم انگشت سلیماں اینجاست

بدہ ای باد صبا تشنہ لبان را مژدہ
جام توحید بکف ساقی دوراں اینجاست

رفعت نہ سپہر بود رہ پرسی از من
برفلک کنگرہ اش نیر رخشاں اینجاست

مقطع ہمچو جبریل امین خادم و جاروب کشے
بر در پاک تو عثمان علیخان اینجاست

قطعہ

محمدؐ گر نبودے کس نبودے
نبودے ہر دو عالم را وجودے

بہر ساعت۔ بہر لحظہ۔ بہر دم
بخواں عثماں بنام او درودے

نظم در توصیف علم

مطلع ایکہ ذات تست خلاق زمین و آسماں
ایکہ نامت کردہ ہر جسم را روح رواں

ایکہ از کتم عدم آوردہ اندر شہود
ہر چہ موجود است در وسعت گہ کون و مکاں

قادر مطلق توئی ای کردگار ذو الجلال
شد پدید از قدرت تو آنچہ می بینم عیاں

نوع انسانی کہ سرش کس نمی داند کہ چیست
گنگ شد در شرح وصفش جملہ عالم زباں

روح را ہر جامہ پیرایہ زندگانی ساختی
عقل را دادی خرد را بہر دور اندیاں

گر کسے اندر پے سر پدید آید گشت عقل
پردہ برداریم غیبی از رموز اسرار نہاں

موج زن تا عقل یابد رہ نما و راہبر
موجب کیز گردد از نسیان و نقصان و کساں

تا نیابد عقل [illegible] ظلمات
[illegible]

آں شہنشاہ رسالت باعث ایجاد خلق
سرور دیں۔ رحمت عالم شفیع عاصیاں

آں شہ لولاک کز تائید فیضان ازل
داد مشت خاک را از آتش سوزاں اماں

آفتاب اوج تمکین آنکہ از انوار او
ذرہ ذرہ تاب دارد۔ نور بارد مہ فشاں

آنکہ فیضش کشت زار خلق را آب حیات
وانکہ تعلیمش پئے رشد راہ بہر گمرہاں

فیضیاب صحبتش صدیق اکبر با وقار
آنکہ دل کردہ در اسلام ایثار گراں

از برائے دین و ملت داد ہر چیزیکہ داشت
با دل خرسند از مال و متاع خانماں

داشت ہمتا ئے نہ در بذل و عطا و عدل و داد
در زمان خویشتن بود است او فخر جہاں

کرد شاداب از لطفش گلشن اسلام را
آنچناں کز وصف او شد نارسا شعر و زباں

تو کہ عثمانی ستی از اولاد آں والا تبار
کرد خلاق جہاں یادگار رفتگاں

آبیاری چوں نمودی از نم جود و نوال
کشت علم و فضل شد ہم رنگ گلشت جناں

خسرو ملک دکن ہستی ولے الطاف تو
بہر ہر مسلم چناں باشد کہ اندر جسم جاں

فتنۂ دین است از جملہ فتن پر خوف تر
جہل عالمگیر کردہ قوم را ابتر نواں

ناتواں چوں قوم شد برگشتہ شد تقدیر او
علم صیقل می کند ہر ذہن را آئینہ ساں

ذہن صافی چوں بود دیدہ بصیرت می شود
در میان نیک و بد خود فرق سازد بیگماں

سرور کونین فرمود است در نشر علوم
گر کنی کوشش نخواہد گشت ہرگز رائیگاں

ہر کہ امت را ببخشد آگہی از علم حدیث
فضل حق از مہر حق او دارد و بدامن اماں

تو اشاعت کردی این گنج پر فیض را
علم دین در شکر تو دائم بود رطب اللساں

از پئے تعلیم است کوشش در وہ علم را
آں اشاعت کو بود از بہر تو شایان شاں

بہترین تصنیفہا در فقہ تفسیر لغات
دادہ اند آباء و اجداد تو یکیک در جہاں

فقہ را گشتہ ہدایہ۔ در لغت قاموس شد
بہر تفسیر ار بخواہی نقش زی را بخواں

ایکہ در نام تو مدغم اسم عثماںؓ و علیؓ
حکمت خاص است در نام تو مضمر بیگماں

تاکہ تو حیدر صفت باشی کنی اعدا شکار
روز ہیجا مثل او غالب شوی بر دشمناں

فتح سازی جنگ را ز قوت بازوئے خویش
موکبت آید بروں از حرب ہمچو فاتحاں

ہمچنیں آساں کنی احکام سر ارسل
تا قریب الفہم باشد دین ہمچون ہندیاں

حضرت عثمانؓ کہ آمد جامع قرآن پاک
تو حدیث پاک را آساں نمائی بیگماں

این یکے فرمان احمدؐ آن دگر حکم خدا
بہر استدلال ہستند این دو باہم توأماں

این سعادت را اگر مختص بہ امت کردہ اند
زانکہ بار خدمت حق را توی با مدجواں

تو چنیں کارے کہ از تائید غیبی می کنی
رہنمائی می کند اندر جہاں با ہمگناں

ایکہ دست لطف تو ار دستگیری ہا کند
بندہ ات گردد کنون ہر مسلم و اسلامیاں

گر کنی تو چارہ سازی از نگاہ لطف و جود
امت مرحومہ را باشی مسیحائے زماں

آفتاب عقل را چوں علم را دادہ فروغ
تربیت شکرت گشت اردو را زباں اندر ہا

شاعری ہرگز نہ شیوہ کردہ ام واند خدا
شعرہا زیبا بود گفتن برائے شاعراں

بہر مقدم یک خطاب آید دہ یونیورسٹی — آنکہ نامش جامعہ ہر لب بر زبان
خوشنما لوحے - بر آن منقوش سلطان العلوم — حامل آن لوح دست فاضلان کاملان
می سزد آرے کسی را این خطاب اما کہ او — گو بود ہم شامل ہم علم و فن قدر دان
گو بود گنج معانی - گو بود بحر کمال — گو بود کان فراست گو بود اسرار دان
گو بود در روشن دل و روشن نظر روشن دماغ — گو بود در حکمت و دانش فلاطون زمان
بایدولت را کہ ایشان ہمچنین انگاشتند — از رہ جوش عقیدت از خلوص بیکران
لاجرم با انبساط و خوشدلی ہائے تمام — می کنم اعزاز بخشی از قبول نذر شان
از نگاہ قدر می بینم چنین اخلاص را — کانکہ برمن کرد جذبات عقیدت را عیان
ہست مرکوز دلم لیکن مرکز علم و عمل — چشمہ فیض تمام باشد برائے تشنگان
دمبدم گیرد ترقی پے بہ پے باید عروج — عالمی پرنور سازد ہمچو مہر آسمان
طالبان علم و فن آیند اینجا جوق جوق — از بلاد ہند مصر و روم و شام و اصفہان
این نہال تازہ کز دست تو بنشاندہ ام — در ہوائے تربیت برخویش بالد آنچنان
شاخہائے او رسد در ربع مسکون جا بجا — تا بیا سایند زیر سایہ اش خورد و کلان
ہر کسے از میوہ شیرین باید بہرہ — ہر دلے مست سازد ذوق ابجد ہا ہمان
مختصر اکنون کنم من این کلام خواہش را — خواہم از باری تعالی با خلوص قلب و جان
یا الہی تا بماند شمس را زیر فلک — تا فلک را زیب باشد از نجوم و کہکشان
تا بماند ماہ از خورشید رخشان مستفیض — تا بماند سعد اکبر بر فلک شادی کنان
تا ہوا زہیر باشد آب باشد تری — طبع شاعر تا بماند ہمچو گنج شائگان
شاد زیبا بنت خود در ملک گردی تو — بخت و اقبالت کمربستہ مثال چاکران
خیرخواہانت ہمیشہ زندہ با عز و وقار — در ہوائے خدمتت مانند دائم شادمان
لیک انکس کو خیال دشمنی تو پرورد — سوختہ باشد بفکر و خود مدام بادوان
بارگاہ تست کعبہ آمال باشد تا ابد — گرد آن پیہم بگردد عالمی نعرہ زنان
مقطع: فضل حق عثمان ترا تاج الہند کرد — گام بردار و بشو در ملک ما حکمران

قطعہ

شکر خدا کہ بخت زمانہ بکام ہست — نشر علوم رو بہ ترقی مدام ہست
عثمان رسد بگوش ز ہر سمت این صدا — اکنون نظام علم و عمل از نظام ہست

دیگر

چوں زیب سر تاج درخشان کردند — با علم علی وجود عثمان کردند
اے گوہر کان صدق بوبکر ترا — ملجائے ہمہ اہل ایمان کردند

الہی خیرخواہان شاد باد و بدخواہان ناشاد فی یوم التناد

فقط

تنقید و تقریظ

ہزار داستان - جون کی اشاعت میں اس شاندار ادبی پرچہ سے متعلق چند الفاظ سپرد قلم کئے گئے تھے - مگر اس ادب لطیف کے بہترین گلدستہ کی گوناگوں خوبیاں اور دلآویزیاں مجبور کرتی ہیں کہ ایک دفعہ اور علم دوست احباب کو اس گلدستہ عنبریں سے عطر بیز ہونے کی دعوت دیجائے - "ہزار داستان" صحیح معنوں میں ہزار داستان بنا ہے - جسے فاضل مدیر حکیم احمد شجاع صاحب بی - اے علیگ کی ترتیب و تنظیم نے چار چاند لگا دیئے ہیں -

تیسری جلد کے پہلے نمبر یعنے ماہ جولائی کی اشاعت سے بہت دلچسپیوں کا اس میں اضافہ ہوا ہے - وہ کچھ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہیں - مضامین پر تبصرہ ایک بہت ذمہ داری کا کام ہے - جس کی قلت گنجائش اور کم فرصتی مہلت نہیں دیتی - ہماری دلی خواہش ہے - کہ علم دوست احباب "ہزار داستان" کی دل کھولکر قدر کریں - اور اسے ترقی ہو -

نونہال - بچوں کا ایک بہترین ہفتہ وار رسالہ مدیر موصوف کی ادارت میں بحسن و خوبی شائع ہوتا ہے - جو سرکاری مدارس میں خریدا جاتا ہے - سرکار دکن (ادام اللہ برکاتہ) نے بھی مدارس محروسہ کیلئے خرید کر اسکی قدر افزائی کی ہے - اسیطرح ہم "ہزار داستان" کی قدر کے متمنی ہیں -

کاغذ طباعت و کتابت پاکیزہ - سرورق خوبصورت و خوشنما تقطیع القریش کے برابر - حجم بشمول سرورق ۸۶ صفحات - قیمت سالانہ چھ روپے جو ایسے عمدہ رسالہ کیلئے زیادہ نہیں -

ملنے کا پتہ :- دفتر ہزار داستان یا دار الاشاعت ادب لطیف لاہور

تبلیغ - مولوی غلام قادر صاحب سابق ایڈیٹر "ترجمان و صداقت" لاہور نے تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے ایک ماہوار رسالہ اس نام سے حال ہی میں لاہور سے جاری کیا ہے - جو بلحاظ مضامین و بلحاظ طباعت و کتابت ایک شاندار اسلامی و تبلیغی رسالہ ہے - تبلیغ کے اسوقت تک دس نمبر شائع ہو چکے ہیں - ہر ایک نمبر اپنے پہلے نمبر سے اپنے مقاصد کی پابندی کرتے ہوئے بہتر حیثیت سے شائع ہو رہا ہے - فاضل مدیر نے اس قلیل عرصہ میں اسلامی

خدمات کی ان ضرورتوں کو جنکا نکتہ سنج و معاملہ فہم احباب میں احساس ہو رہا تھا۔ بوجہ احسن پورا کیا ہے۔ ہم تبلیغ کی ترقی کے دل سے خواہاں ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس اسلامی ترجمان کی اسے اپنے مقاصد اولیں کامیاب بنانے کیلئے دل سے مدد کرے۔ ضخامت ۴۸ صفحات تقطیع ۲۰×۲۶/۸ قیمت سالانہ للعہ ششماہی ۸؎ مہتمم رسالہ تبلیغ لاہور سے منگائیے۔

آئینہ یہ علمی۔ ادبی ماہوار رسالہ الہ آباد سے مولوی ابوالمعالی سید وحید الدین احمد صاحب کرڑوی کی ایڈیٹری میں باآب و تاب شائع ہوتا ہے۔ پہلی جلد کا تیسرا نمبر ہمارے سامنے ہے۔ سرورق پر تبصرہ خسرو باغ کا عکسی فوٹو نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ قلمی معاونین میں ملک کے مشہور اہل قلم اور فاضل ادیب ہیں۔ لائق ایڈیٹر کی قابلیت سے ترتیب و تنظیم مضامین ایک شاندار رنگ لئے ہوئے ہے۔ صفحہ ۴ اور ۵ کے درمیان ایک عکسی تصویر برسات کا خوشنما منظر پیش کر رہی ہے۔ جسکا دلفریب بر فعہ دلچسپ نظم میں پیش کیا گیا ہے۔ جو لسان الہند مولانا عزیز لکھنوی کی جدت طبع کا نتیجہ ہے۔ اس رسالہ میں منثور و منظوم مضامین جداگانہ شان و حیثیت میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔

پہلا مضمون بھارت کے بھونچال پر نظر باز گشت کے عنوان سے ہے۔ جو مولانا شاہ نذیر صاحب الشمی کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے جسمیں سیاست حاضرہ پر ایک عجیب رنگ میں بحث کی گئی ہو مولانا مہدی نے بھی تبسم فطرت کی برق پاشیاں کو ایک لطیف انداز میں ادا کیا ہے۔ اور اپنی غرض کا ایک دلچسپ نتیجہ نیز مضمون ہے اس ادبی لٹریچر کے علاوہ صنف نازک سے استفادہ مضامین کیلئے بھی شعبہ نسواں کا موضوع قائم کیا گیا ہے۔ مضامین اچھے اچھے ہیں۔ لیکن بعض بعض جگہ جدت طبع سے جو تشبیہ شوخی کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ اسے ہم پسند نہیں کرتے۔ حجم بمعہ سرورق ۷۲ صفحات تقطیع القریشی کے برابر۔ کاغذ و طباعت عمدہ۔ کتابت معمولی اور قابل اصلاح۔ قیمت سالانہ ۵ر ششماہی ۳ر نمونہ ۸؍ ملنے کا پتہ:۔ مینجر رسالہ آئینہ الہ آباد۔

مجدد لاہور ایک خاص پالیسی کا پندرہ روزہ اسلامی اخبار ہے۔ جسے منشی تاج الدین احمد تاج جگر سوزی و دردِ قلبی سے ایڈیٹ کرتے ہیں۔ حالات حاضرہ اور واقعات حائلہ پر نہایت قابلیت اور خوبی سے بحث کی جاتی ہے ذبیحہ گاؤ کے عنوان سے ایک سلسلہ مضمون علی التواتر شائع ہو رہا ہے۔ نام نہاد لیڈران کی ملت فروشی کشتگان اتحاد و مشتاقان سوراج اور بانیان ارتداد کی کجروی کا صحیح مرقع پیش کرنے میں آپ اپنی نظیر ہے۔ کاغذ عمدہ طباعت و کتابت قابل اصلاح قیمت سالانہ للعہ ششماہی ۸؎ مینجر صاحب رسالہ مجدد لاہور کٹرہ حکیم ولی شاہ سے طلب کیجئے۔

ضیاء الاسلام یہ مذہبی روحانی۔ علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ تمدنی سیاسی۔ تاریخی رسالہ مولوی محمد ظفر احمد تاباں کی ادارت میں دہلی سے ماہوار نکلتا ہے۔ دوسرا نمبر اسوقت ہمارے سامنے ہے۔ مضامین برجستہ اور فاضلانہ ہیں رسالہ کا مقصد اس کے نام سے ظاہر ہے۔ بظاہر ایک بہترین مذہبی رسالہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن صرف ایک ہی نمبر کے ملاحظہ سے صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ حجم علاوہ سرورق ۴۰ صفحات قیمت ۱۲/ سالانہ سرورق پر درج نہیں۔ نمونہ کا پرچہ مینجر ضیاء الاسلام دہلی سے طلب کیجئے۔

سخن رنگیں اس نام سے حامیہ بک ڈپو چھتہ بازار حیدرآباد دکن نے مولوی محمد سلیم الدین صاحب سلیم قادری کی ان نظموں کو کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی رہیں۔ سخن رنگیں میں حمد و نعت کے علاوہ ۲۰ مذہبی قومی۔ اخلاقی اور اصلاحی نظمیں ہیں۔ کاغذ ولایتی۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ ۳ر کے ٹکٹ بھیجکر مندرجہ بالا پتہ سے منگائیے۔

نوٹ

بقیہ ریویو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ہونگے۔ (ایڈیٹر)

لغویات

واقعات کی تصدیق

مارچ ۱۹۲۳ء میں ایک نائب تحصیلدار نے ایک لڑکے کے مکان پر جاکر اوس کا بیان لیا اور اسنے حسب ذیل بیان کیا۔

(۱) میں اپنے پچھلے جنم میں ہرکشن برہمن ساکن موضع ہتھوری ریاست بھرتپور تھا۔

(۲) میرے دو لڑکے گھورے اور شیام لال اور دو بیٹیاں گوپیلا اور رہوتی تھیں۔ جو رام سنہیت ساکن کھرکی اور گوکل ساکن نادر کے ساتھ بیاہی تھیں میں نے پہلی لڑکی کی شادی کے معاوضہ میں کچھ روپیہ لیا تھا لیکن دوسری لڑکی کی شادی بلا کسی معاوضہ کے کر دی تھی۔

(۳) ہتھوری میں میری ایک پکی حویلی تھی۔

(۴) میرے مکان سے ملا ہوا سردیا جاٹ کا مکان تھا۔

(۵) سردیا جاٹ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

(۶) ایک اونچا راستہ تھا جسپر پتھر بچھے ہوئے تھے

(۷) ایک پکا تالاب تھا اور اسمیں ایک پکا مکان بنا ہوا تھا۔ اور تالاب کے اوپر ایک چھتری تھی۔

(۸) اس تالاب میں دو مکان تھے ایک مکان دوسرے کے اوپر تھا۔

(۹) ہتھوری میں پانی پینے کے کنوئیں تین تھے۔ ایک بہاری والا جسمیں دو چیل کے درخت تھے دوسرا اکٹکر والا جس میں بیر کے درخت تھے مولیا والا جسپر آم کے درخت تھے۔

(۱۰) موضع بھور کا ایک گوجر میرا ججمان تھا

(۱۱) گڑھی میں ایک کتبہ تھا جہاں سانپ رہا کرتا تھا

(۱۲) سمت ۱۹۵۶ کی قحط سالی میں اپنے گاؤں ہتھوری میں تھا اور میرے پاس ایک جوڑی تھے جیسے میں اپنی کھیت جوتتا تھا۔

(۱۳) میں اپنے باپ کی زندگی میں گاؤں کے باہر ایک بنگلہ میں مرا تھا۔

(۱۴) مرنے کے بعد میں روحانی (دیوتا کی) دنیا میں رہتا تھا۔

(۱۵) دیوتا کی داڑھی اور مونچھیں تھیں۔

(۱۶) دیوتا نے مجھے سلیم پور جانے کو کہا جو میری جائے پیدائش ہے۔

(۱۷) میری بیوی کا نام گنگو تھا۔

(۱۸) میرے باپ کا نام منڈے تھا۔

(۱۹) میرا ماموں بوگانواں میں رہتا تھا

(۲۰) میرا سسر بڑہواری میں رہتا تھا

(۲۱) ایک مرتبہ مولا جاٹ میرے کنوئیں میں گر گیا تھا میں نے اوسکی جان بچائی اور زندہ نکال لیا۔

نوٹ نائب تحصیلدار صاحب مذکور لکھتے ہیں کہ یہ بیان کرنے کے دوران میں وہ لڑکا چند بار ہنسا۔ اور کچھ بچی سی باتیں کرنے لگا۔

بیانات کی تصدیق

راؤ بہادر موصوف لکھتے ہیں کہ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بھرتپور کے پرائیویٹ سکرٹری کے یہاں سے جب مجھے یہ بیان موصول ہوا تو میں نے موقعہ پر اون کی تصدیق کئے جانے کی خواہش کی۔ چنانچہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۳ء کو نائب تحصیلدار ویراس لڑکے کو میری ہدایت کے بموجب ہتھوری لے گئے اور اپنی رپوٹ میں لکھتے ہیں

پرائیویٹ سکرٹری کی ہدایات کے بموجب اوس لڑکے (پربھو) کو ایک بیل گاڑی میں ہتھوری لے گیا۔ سورج ڈوبتے ہم لوگ وہاں پہونچے اور گاؤں سے کچھ فاصلہ پر ٹھہرے اور لڑکے سے پوچھا۔ کہ پکا تالاب کہاں ہے لڑکے نے جواب دیا کہ تالاب بالکل گاؤں کے نیچے ہے لیکن اوسکی ٹھیک جگہ نہیں بتا سکا اور نہ اس پر چلنے کا ارادہ ظاہر کیا اندھیرا ہو گیا تھا اس وجہ سے ہم گاؤں میں پہونچے اور رات بسر کی صبح کو میں نے اس گاؤں کے حسب ذیل سربرآوردہ آدمیوں کو جمع کیا۔

دھرم سنگھ نوجدار عمر ۶۰ سال۔ نوجدار عظمت سنگھ عمر ۵۰ سال۔ نوجدار رام سنگھ عمر ۷۰ سال۔ ہرکانت برہمن عمر ۴۰ سال۔

(۱) اُسنے اپنا نام ہربخش اور اپنے باپ کا نام منڈے بتایا۔ جسکی تصدیق ہوئی۔

(۲) اُسنے کہا کہ میرے تین بھائی تھے۔ کلاؔ جو ہربخش کے مرتےوقت زندہ تھا۔ چنیؔ جو اس سے پہلے مرگیا تھا۔ تیسرے کا نام یاد نہیں رہا۔ مگر گاؤں والوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ہربخش کے صرف ایک بھائی شیو بخش تھا۔ البتہ چنیؔ اور کلاؔ اسکے چچا بھولا کے بیٹے تھے۔ اور اُن میں سے چنیؔ ہربخش سے پہلے مرگیا تھا۔

(۳) اُسنے اپنے دو بیٹے شام لال اور گھورے اور دو بیٹیاں بھولی اور کوکیلا بتائی تھیں جو صحیح پائی گئیں۔ لڑکیوں کی شادی کے متعلق بھی اُسکا بیان ہر طرح صحیح پایا گیا۔

(۴) بیانات نمبر ۳ لغائیت ۶ بالکل ٹھیک نکلے مگر حویلی اب لڑگئی ہے۔ اور پتھریلا راستہ پہاڑ سے آیا ہے۔

(۵) کنکروالا کنواں عرصہ سے خشک ہے۔ اور خود ہربخش کی زندگی میں خشک تھا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ پیشتر وہاں بیر کے درخت تھے۔ لیکن اب کوئی نہیں ہے۔ صرف پیپل کا ایک درخت ہے۔ جھسروالے کنوئیں پر پیپل اور آم کے درخت ہیں۔ اور پنھار لوالے کنوئیں پر پیپل کے درخت ہیں۔ البتہ کھیڑا کوئیں پر کوئی درخت نہیں ہے۔ یہ سب بیانات بالکل ٹھیک اترے۔

(۶) اپنے باپ کی زندگی میں گاؤں کے باہر ایک بنگلہ میں ہربخش کے مرنے کا بیان غلط نکلا کیونکہ لوگوں سے معلوم ہوا۔ کہ ہربخش کے مرنے کے بعد اپنے گھر مرا تھا۔

(۷) ہربخش کی سابقہ پیدائش کا ٹھیک سال نہیں تحقیق ہوسکا۔ کہا جاتا ہے کہ سمت ۱۹۰۰ میں ۵۵ سال کی عمر میں وہ فوت ہوا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے پچھلے جنم میں سمت ۱۹۰۰ یا سمت ۱۹۰۸ میں پیدا ہوا ہوگا۔ سمت ۱۹۴۲ کی قحط سالی میں دو بیلوں سے کھیت جوتنے کا واقعہ بالکل درست پایا گیا۔

(۸) ہربخش کے اس بیان کی بھی تصدیق ہوئی کہ اوسکا ماموں موضع لوہ گاؤں تحصیل ہنڈون ریاست جے پور میں رہتا تھا۔

(۹) اوسکے نانا اور سسر کی سکونت بھی تصدیق ہوگئی۔ لیکن اسکے اُن خاندان کے لوگوں کے نام یاد نہیں رہے۔

(۱۰) تحقیق سے ہربخش کی بیوی کا اصلی نام گورا پایا گیا۔ مگر چونکہ اُسکے سر میں گنج تھا اس وجہ اسکو گنجو کہتے تھے۔

(۱۱) مولا جاٹ کے کنوئیں میں گرنے اور زندہ نکلنے کے واقعہ کی تصدیق نہیں ہوئی۔ کیونکہ کسی کو یہ واقعہ یاد نہیں رہا۔

(۱۲) تالاب اور اُسپر کی عمارت کا بیان ٹھیک پایا گیا۔ ایک بڑا تالاب موجود ہے جسمیں سہ منزلہ مکان ہے۔ اور اسکی دو منزلیں پانی کے اندر ہیں تالاب دیکھنے پر اُسنے پہچان لیا اور کہا کہ ہاں اسی تالاب کو میں نے کہا تہا۔

(۱۳) بھونارہ گاؤں کے پروہت ہونے کا بیان بھی صحیح اُسکا بیٹا گھورے ابتک وہاں کے ایک مندر کا پوجاری ہے۔

(۱۴) ہتبوری کی گڑھی میں کتبہ اور سانپ ہونے کے متعلق معلوم ہوا کہ گاؤں والونکو عام طور پر یہی اعتقاد ہے اور ہربخش نے اپنی زندگی میں جو سنا تہا وہی بیان کیا۔

(۱۵) باپکے مرنے سے پہلے اپنے زندہ رہنے کے بیان سے اُسنے ناواقفیت ظاہر کی اور اس بیان کو بھی نہیں دھرایا کہ دیوتا کی ڈاڑہی موچھ ہیں بالک کہا کہ خود میرے لمبی ڈاڑھی تھی جو صحیح پایا گیا۔

(۱۶) سانپکے متعلق اُسنے کہا کہ وہ سانپ ایک مرتبہ مجھے جنگل میں ملا تھا اور میں نے اوسے ایک کولرکے پیڑ سے پٹک کر ماردیا تھا۔ لیکن اُسکی کوئی تصدیق نہیں ہوسکی۔

(۱۷) جب اُس سے اپنے پرانے گھر کا راستہ ڈھونڈنے کو کہا گیا۔ تو وہ پار پانچ قدم چلکر ٹھٹک رہا اور رکگے جسسے ہچکچایا تب میں اُسکا ہاتھ پکڑ کر آگے لے گیا۔ وہ ایک دوسری گلی کی طرف مڑا اور تھوڑے پس و پیش کے بعد سیدھا اپنے مکان پر پہونچا اور اپنے بیٹے گھورے کی اُنگلی پکڑی۔ وہ راستہ لمبا اور گھماؤ کا تہا پھر بھی وہ لڑکا اپنے گھر پہنچ گیا۔ کئی مکان گرے ہوئے تھے۔ اپنے مکان کی دہلیز پر پہونچکر اُسے بڑا پس و پیش ہوا اور اُن گرے ہوئے مکانوں میں سے اپنے مکان کو ٹھیک طور سے پہچان نہ سکا۔ نائب تحصیلدار صاحب لکھتے ہیں کہ اگر وہ لڑکا بالکل تنہا ہوتا تو اپنے مکان کا پتہ نہ لگا سکتا۔ کیونکہ اُسے مکان کی یاد بہت کم تھی۔

(۱۸) ہتبوری کے باشندوں میں سے وہ کسیکو نہیں پہچان سکا۔ آخر میں نائب تحصیلدار صاحب لکھتے ہیں کہ میری رائے میں اُسنے

وس لڑکے سکھایا پڑھایا نہیں۔ اور گذشتہ زندگی کے متعلق
اسکی یادگار عالمہ بالکل اصلی ہے۔

برادری کی باتیں

شیخ احمد الدین معاون و مربی انجمن قریشیان ہند
کے ہاں ۲۔ اکتوبر کو دو لڑکیوں کی تقریب پر مجمع برادری
میں قوم کی اصلاحی حالت پر بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی
مولوی جلال الدین صاحب سکنہ ریاست کپورتھلہ نے قصبہ
کرتارپور ضلع جالندھر میں مرکزی انجمن کی ایک شاخ قائم کرنے
کا وعدہ کیا۔ دیگر حاضرین نے قومی امداد میں حصہ لینے کا وعدہ
فرما کر کارکنان انجمن کی حوصلہ افزائی کی۔ انجمن کی سہ ماہی
رپورٹ کی سکیم کو اس لئے پسند کیا گیا۔ کہ انجمن کی کارگذاری
اور قومی حالات کی تشہیر کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ صاحب خانہ
نے مہمانوں کی بے تکلفانہ تواضع مدارات میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا
اور امور شادی کو بوجہ احسن انجام دیکر اپنی سادگی کی مثال
پیش کی۔ خلاف شریعت رسوم سے احتراز کیا گیا۔ امداد انجمن
کے لئے دولہا کے والد منشی عالم شاہ جگدیوی جو قاضی عنایت علی صاحب
سکرٹری انجمن کے برادر حقیقی ہیں نے ۔/۱۰ روپے کے گرانقدر
عطیہ عطا کیا۔ اور ۔/5 روپے دو مرے دولہا کے والد حاجی
شہاب الدین صاحب پاکھر پوری جو انجمن کے ممبر نہیں ہیں کی
طرف سے وصول ہوئے۔

انجمن قریشیان ہند کی سہ ماہی رپورٹ جو

اکتوبر میں شائع ہو جانی چاہئیے تھی۔ سکرٹری کی عدیم الفرصتی اور
امور خانہ داری کی انہماک نیز طرح طرح کی الجھنوں کے باعث
جنمیں صدر انجمن کی طویل علالت کو بھی دخل ہے آج تک شائع
نہ ہو سکی۔ چند غیر معمولی اجلاس متعلقہ اجرائے سکول تجویز نصاب
انسداد رسومات قبیحہ وغیرہ منعقد ہوئے۔ جنکی تفصیلی کیفیت
ہنوز محفوظ ہے۔ انشاءاللہ تعالے اب باقاعدہ کام شروع
ہو جائیگا۔ اور عنقریب اراکین انجمن کے ہاتھوں میں گذشتہ
سہ ماہی کی کارگذاری سہ ماہی رپورٹ کی صورت میں پیش
کیجاوے گی۔

منشی قادر بخش و محمد طفیل وظیفہ خواران سابق کی طرف سے
رقمیں وظیفہ بالاقساط وصول ہونی شروع ہو گئی ہیں۔ باقی
وظیفہ خواران جو فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ قرض حسنہ کی
واپسی کا فکر کریں۔ ممبر صاحبان اپنا اپنا چندہ موعودہ
رقوم بذریعہ منی آرڈر بھجوا کر مشکور فرماویں۔

مولوی عبدالقادر صاحب صدر انجمن قریش کوہ مری
سکرٹری صاحب انجمن قریش گوجرانوالہ و نیز مرکزی انجمن
کی دیگر شاخیں مہربانی کر کے اپنی اپنی کارگذاری کے
تفصیلی حالات سے آگاہ فرما کر مشکور کریں۔

قریشی برادران

قریشی برادران ضلع جالندھر مرکزی انجمن کی ایک شاخ
کے قیام کی فکر میں ہیں۔ مولوی محمد شاہ صاحب پنشنر سکنہ
میٹھہ اس معاملہ میں گہری دلچسپی کے اظہار کر رہے ہیں۔
آپ کی تحریک کو جالندھر و مضافات جالندھر کی قریش
برادری نے جوش و تپاک سے لبیک کیا ہے۔ ضلع رہتک
ہوشیارپور۔ شاہ پور۔ و نیز دیگر ایسے مقامات کے قریش
احباب کو بھی قوم کے اسلامی امور کی طرف متوجہ ہونا چاہئیے۔

ضلع ملتان و مظفر گڑھ اور فیروزپور میں قریشی بھائیوں کی
آبادی دیگر اقوام سے بدرجہا زیادہ ہے۔ اور انکی مالی اور
علمی حالت بھی بہت اچھی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہ قوم کی
شیرازہ بندی کی طرف بہت زیادہ غافل ہیں۔
سورہ میانی ضلع ملتان میں چند دردمندان کی کوشش سے
ایک انجمن قائم ہوئی تھی۔ جو غالباً برادری کی عدم توجہی کا شکار
ہو چکی ہے۔ حالانکہ ملتان جیسے شہر میں جہاں قریش اور سادات
کا بہت زیادہ زور ہے۔ اور آبادی کے لحاظ سے دیگر اقوام
سے بہت زیادہ ہیں۔ انجمن کا وجود اسقدر پھلتا پھولنا چاہئیے
تھا۔ کہ دیگر مقامات کے قریش نہ صرف اسپر رشک کرتے۔ بلکہ
انکی تقلید سے فوائد عظیمہ اوٹھاتے۔ ہم فرزندان مخدوم

حسن مجتبیٰ صاحب کی عنان توجہ اس افسوسناک کمی کیطرف معطوف کراتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ وہ اس قومی خدمت کیلئے بہت جلد تیار ہوکر ہماری شکرگذاری کا موجب ہونگے۔

قریشی عبدالحق صاحب خریدار نمبر ۳۴۳ نے مبلغ علعہ ؎ اعانت القریش کے لئے شادی دھمیال ضلع راولپنڈی سے ارسال کرکے مشکور فرمایا جزاہم اللہ خیرالجزاء۔

متفرق و مختصر خبریں

اعلیٰ حضرت حضور نظام عالی مقام شہریار دکن نے جاپان کے امدادی فنڈ میں زرہ ہمدردی 25 ہزار کی گرانقدر امدادی رقم عطا فرمائی۔ اور لیڈی ریڈنگ کے سرمایہ بہبود النساء میں 30 ہزار کا شاہانہ عطیہ مرحمت فرمایا۔

ڈاکٹر کچلو امرتسر میں مسجدوں پر قبضہ حاصل کرنیکی سکیم پر عملی کام کر رہے ہیں۔ غالباً اب آپ اور کوئی کام نہیں رہا۔

ہندو مسلم۔ نفاق روز بروز ترقی پذیر ہے۔ حال ہی میں ناگپور میں سخت اتحاد شکن واقعات پیش آگئے۔ اب جھانسی میں شرارے پھوٹ رہے ہیں۔ عام ہندوؤں میں تو یہ شورش پسند نہیں کیجاتی۔ مگر عجب نہیں کہ کانگرسی دماغ فتنہ پردازی ہی کو سوراج کا پیش خیمہ سمجھتے ہوں۔ شرم

ہز ہائی نس سر آغا خان جنوری میں ہندوستان میں تشریف لے گئے

ٹوں کے مقدمات چل رہے ہیں۔ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ حال میں کلکتہ میں بہت سے مقامات پر پولیس نے چھاپا مارا۔ اور کئی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

میراثی قوم۔ اپنی قومی اصلاح کے لئے ایک انجمن منعقد کرنیکی فکر میں ہے۔ رذیل قوموں کا یہ احساس شریف قوموں کے لئے غیرت کا موجب ہونا چاہیئے۔

انجمن اتحاد مسلم راجپوتان پنجابیت کا سالانہ اجلاس بزیر صدارت سر حاجی رحیم بخش صاحب ۲۳-۲۴-۲۵ دسمبر کو شہر جالندھر میں منعقد ہوگا۔

پٹیالہ میں معمولی شبہ کی بنا پر ایک جج کو معطل کر دیا گیا۔ بعض ہندو ریاستوں کا یہ رویہ افسوسناک ہے۔

ملتان کی کوچہ بندیوں کے متعلق امتناعی احکام جاری ہو رہے ہیں۔ امرتسر میں اسکا ہنوز خیال بھی نہیں ہوا۔ افسران مجاز کو توجہ کرنی چاہیئے۔

تحصیل ترنتارن میں سردار فضل محمد خان سب رجسٹرار مقرر ہوئے ہیں +

مریضان چشم کیلئے مژدہ

آنکھ میں رہ جائیگا سرخی و جالا اب کہاں
جبکہ اکسیر بصارت سے ہو روشن جہاں

اکسیر بصارت

یہ سرمہ مندرجہ ذیل تین حالتوں میں چند ایک جڑی بوٹیوں کے رس اور ست سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ آنکھ کی سرخی۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ حتیٰ کہ چشما تک کو دور کرنے میں فی الواقع اکسیر ثابت ہوا ہے۔ اکثر اصحاب نے بعد تجربہ سرٹیفکیٹ عطا فرمائے ہیں جو بسبب طوالت درج نہیں کئے گئے۔ باوجود مذکورہ اوصاف کے خلق خدا کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے قیمت نہایت ہی قلیل رکھی گئی ہے۔

قیمت
(۱) فی تولہ سرمہ صرف ۸/
(۲) فی شیشی بحالت مائع) ۶/
(۳) فی گولی ۲/

نوٹ۔ نمبر (۱) سلائی سے آنکھ میں لگایا جاتا ہے نمبر ۲ لوشن کیطرح ڈالا جاتا ہے۔ نمبر ۳ پتھر پر پانی میں لگانا۔

ملنے کا پتہ۔ ایم۔ جھنڈیخاں منشی فاضل موجد اکسیر بصارت ہیڈ ٹرسٹر بٹھو گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر۔

ہندوستان میں بےنظیر صحیح اعلےٰ اور خوبصورت

حبیبی حمایل شریف مُعرّیٰ

شائقین کلام ربانی کو بشارت ہو کہ یہ صحیح ترین اور خوبصورت حبیبی حمایل شریف ایک مدت مدید و انتظار شدید کے بعد زیور طبع سے آراستہ ہوگئی ہے یعنی نہایت کوشش اور کامل اہتمام کیساتھ چھپکر بالکل تیار ہے۔ اسکے ہر ایک پارہ کی ابتدا شروع صفحے سے ہوتی ہے۔ ہر صفحہ پر منزل کا نمبر دیا گیا ہے۔ آخر میں سورہ دعا اور آداب تلاوت بھی درج کئے گئے ہیں مار سورتوں کلمات آیات اور حروف کی تعداد بھی تفصیل لکھی گئی ہے۔ اس حمایل شریف کی موٹائی بہت کم ہے یہ کہنا بیجا نہوگا کہ اپنے موزون جیبی سائز واضح خط اعلےٰ و نفیس کاغذ اور بالخصوص موٹائی کم ہونیکے اعتبار سے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی حمایل شریف ہے۔ جسکی صحت میں بے انتہا کوشش کیگئی ہے۔ اور اخیر میں علماء و حفاظ کی مہریں بھی ثبت ہیں باعتبار جلد قسم اوّل مجلد ۱؎ روپیہ قسم دوم مجلد عا؎ قسم سوم مجلد (عا) محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ آٹھ آنہ کا ٹکٹ ہمراہ فرمائش۔

سِیرۃ العبّاس

یہ وہ نایاب کتاب ہے جسمیں حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم مکرم حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات مفصل درج ہیں جو عربی کی معتبر کتابوں سے منتخب کرکے اردو زبان میں لکھے گئے ہیں تھوڑی سی جلدیں باقی رہگئی ہیں شائقین جلد منگالیں۔ قیمت (عہ/) علاوہ محصول ڈاک۔

مدار اعظم

یہ وہ نایاب کتاب ہے جسمیں حضرت سید بدالدین قطب مدار کے مفصل حالات ہیں نیز آپکے خاص خلفاء کے اور خاندان چشتیہ و قلندریہ و نقشبندیہ کے ان بزرگوں کے حالات ہیں جنکو نسبت مداریہ حاصل ہے جیسے حضرت امام عبدالرحمن جانباز قلندر لاہرپوری حضرت شاہ مجی قلندر لاہرپوری حضرت احمد اللہ شاہ امروہی حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب شاہجہانپوری حضرت حافظ کرامت اللہ صاحب حضرت شاہ محمد بہاؤالدین صاحب نقشبندی مجددی مکی مروہی قیمت عہ/

وجدانی نشتر (غزلیات سوز و گداز) اہل اللہ کیلئے راز و نیاز، سوز و ساز سکون و اضطراب، حال و قال، ہجر و وصال کا لازوال روحانی خزانہ قیمت (عہ/)

انمول موتی یہ چیدہ چیدہ دلچسپ تاریخی واقعات اور علمی مکالمے اور سبق آموز باتوں کا نادر و بےنظیر مجموعہ ہے قیمت آٹھ آنہ (۸/)

رباعیات حافظ یعنی عارف باللہ حق آگاہ، طالب محبوب حقیقی شیفتہ مطلوب ازلی واقف از اسرار عرفان خفی و جلی حافظ خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیات معہ ترجمہ و سوانح خواجہ رح قیمت فی جلد ۶/

اذکار الشیعہ منظوم بزبان پنجابی، شیعی اعتقادات کا ذکر اور ان کا بدلائل رد، مشہور مگر نایاب کتاب ہے، قیمت (۱۰/)

رہنمائے کشمیر مکمل تاریخ کشمیر، تاریخ اقوام کشمیر، سفرنامہ کشمیر، مشاہیر کشمیر، تذکرہ سلطان زین العابدین، دستور کشمیر، تمدن کشمیر، کشمیرانہ سیر وغیرہ وغیرہ (۱۲/)

مکمل تاریخ کشمیر حصہ دوم سلاطین کشمیر کے جلیل القدر عہد حکومت کو وضاحت سے قلمبند کیا گیا ہے نیز ان چکوں کے حالات بھی جو سلاطین کشمیر کے زوال کے بعد تخت کشمیر کے وارث ہوئے تفصیل سے لکھے گئے ہیں، چکوں کی تباہی شہنشاہ اکبر کے ہاتھوں سے ہوئی جسکے خاندان میں والی حکومت مغلیہ تک کشمیر کی سلطنت رہی، شاہان چغتائیہ کے بعد شاہان افاغنہ کشمیر کے تاج و تخت کے مالک بنے غرض پانچسو سال تک کشمیر میں مسلمانوں کی جو پرشوکت حکومت رہی اسکی یہ صحیح تاریخ ہے۔ قیمت فی جلد (عہ/)

مکمل تاریخ کشمیر حصہ سوم جسمیں سکھوں کی تیتامیس سالہ عہد حکومت کشمیر کا بیان نہایت وضاحت اور تفصیل سے لکھا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں کشمیر کی کیا حالت تھی۔ اس ضمن میں سلطنت لاہور دربار لاہور اور حکمران خاندان کی باہمی عداوتوں خانہ جنگیوں درباری سازشوں اور آخر میں اس ہوائی حکومت کی عبرت انگیز تباہی، کتاب کے اخیر میں مشہور سادات صوفیائے کرام علماء اور مشائخ کا تذکرہ ہے۔ قیمت ۱۰/

مامون اعظم یعنی سوانح عمری خلیفہ مامون الرشید اعظم عباسی ۸/

نیرنگ خیالات شاعر رنگین بیان حضرت عاصی مینائی کے کلام بلاغت نظام کا دلچسپ و بہترین انتخاب، قیمت ۶/

اقلیم توبہ ایک نصیحت آمیز قصہ جو گونہ گوں سبق آموز دلچسپیوں سے پر ہے ۶/

مہتمم کتب خانہ دائرۃ العلوم رونق منزل امرتسر

آئینہ

یعنی

ادب۔ اردو کا ایک بے نظیر اور عدیم المثال ماہانہ رسالہ مضامین نظم و نثر کا بہترین مجموعہ جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو دفتر رسالہ الہ آباد سے زیر ادارت ابو المعالی مولانا سید وحید الدین احمد صاحب کڑوی نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ یہہ رسالہ مشترکہ سرمایہ کی مقرر جماعت کیطرف سے جاری کیا گیا ہے۔ جسکے ڈائرکٹروں کی مجلس کے ایک مقرر رکن آنریبل سر مدنیج بہادر شہر ہیں۔ اگر آپ اس ملک کی مشترکہ زبان کا سب سے زیادہ دلکش اور نگاہ پرور تصویر رسالہ دیکھنا چاہتے ہوں تو فوراً رسالۃ الزیاد کو مخاطب کیجئے۔ قیمت سالانہ (ص) ششماہی (للعہ) نمونہ کا پرچہ (۱۲ر)

خوشنما متبرک تحفہ

چاندی کی نہایت ہی خوشنما منقش یا سادہ کار انگوٹھی کے سرخ یا سبز یا آسمانی رنگ کے چھوٹے سے خوشنما موزون نگینہ پر خوشنما طلائی بیل کے درمیان پوری سورہ قل ھو اللہ شریف نہایت خوبصورت سنہری چمکدار اور روشن سیدھے حرفوں میں اتنی باریک اور خوشنما کندہ یعنی کھدی ہوئی ہو کہ بے اختیار چوم لینے کو دل چاہتا ہے۔ اور طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ یہہ انگوٹھی خوبصورتی باریک نویسی اور خوشخطی کا دلفریب نمونہ ہے۔ اس عجیب و غریب متبرک نایاب اور نفیس تحفہ کو عورتوں کے ہاتھوں کی زیبائش کیلئے پہنا کر لطف اٹھائیں خود دیکھکر خوش ہوں۔ لوگوں کو دکھا کر تعجب میں ڈالیں۔ جو دیکھیگا حیران رہجائے گا۔ قیمت فی انگوٹھی صرف دو روپے۔ اگر قل ھو اللہ شریف کے نیچے اپنا یا کسی اور کا نام بھی سنہری حروف کندہ کرائیں تو فی انگوٹھی دو روپے چار آنے۔ بالکل اسی قسم کی کلمہ طیبہ یا آیت کریمہ یا کوئی اور آیت شریفہ کندہ شدہ نگینہ والی انگوٹھیوں میں سے ہر ایک کی قیمت (عیعہ) معہ نام خریدار (عیعہ) ہے۔ محصول ۶ر علاوہ۔ رسالہ کا حوالہ ضرور دیں۔ اگر اشتہار کے خلاف ہوں تو واپس کر کے اپنی قیمت منگالیں۔ منیجر کارخانہ متبرک انگوٹھی۔ گوجراں اسٹریٹ پانی پت ضلع کرنال۔

اخبار اتحاد الاسلام امرتسر

ہندوستان بھر کے اخبارات کا نچوڑ۔ دنیائے اسلام کے تازہ ترین واقعات کا مرقع۔ مسلمانوں کے اتحاد و ارتباط کا حامی۔ اور فلاح و اصلاح کا طالب بالخصوص **مسلمان راجپوتوں** کی تاریخی۔ تبلیغی۔ قومی اور اقتصادی خدمات انجام دینے والا اخبار ہے۔ جو ہفتہ وار امرتسر سے ایک ممتاز اہل قلم راجپوت کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ معہ محصول عا۔ ششماہی عیعہ سہ ماہی عیعہ مقرر ہے۔ ہر مسلمان کو عموماً اور ہر مسلم راجپوت کو خصوصاً اسکا مطالعہ کرنا چاہئیے۔

منگوانے کا پتہ

منشی مولا بخش کشتہ (تاجر کتب) منیجر اتحاد الاسلام امرتسر (پنجاب)

بمبئی۔ ۵ دسمبر۔ یورپین سرکاری ملازموں کی انجمن کے نمائندوں نے پبلک سروس کمیشن کے روبرو قریباً اسی قسم کی شہادت قلمبند کرائی ہے جو صوبہ متحدہ کی۔ بی انجمنوں کے نمائندوں نے دی ہے انہوں نے کہا ہے کہ گورنر بمبئی نے تو یورپین ملازمین کی پوری پوری حمایت کی ہے۔ مگر ہمیں حکومت ہند پر کوئی اعتماد نہیں ہے جو نامناسب طور پر مجلس وضع آئین و قوانین کے رعب میں آئی ہوئی ہے۔ اسکے عہدیدار صوبائی عہدیداروں سے زیادہ تنخواہیں لیتے ہیں۔ اور انہیں ہماری حیثیت کا احساس نہیں ہے۔ مسٹر ڈو آئی سی ایس نے موجودہ ضمانت کو کافی خیال کیا۔ اور کہا کہ وزیر ہند کی نگرانی کو قائم رکھا جائے۔ اسنے شکایت کی کہ حکومت ہند کا رویہ غیر ہمدردانہ ہے۔

Regd. L. No. 1676

[illegible] رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

۲۹۷۰۵ الفوز کشن جلد ۹

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ [illegible]

بجائش تشریحات و نصاب پانچ کتابیں [illegible] لے سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ [illegible] کتابیں [illegible] لے سکیں گے۔

اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں [illegible] اور دو کتابیں [illegible]

۳۔ طلباء ایم اے ایل ایل بی [illegible] لے سکیں گے۔

[illegible] طلبہ [illegible] تین کتابیں [illegible]

طلبہ پانچ کتابیں [illegible] لیا جائیگا۔

۴۔ مدت [illegible] پندرہ روز [illegible]

ایک [illegible] کتابیں [illegible]

۵۔ [illegible] کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

یہ کتب خانہ [illegible]

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہوجائیں تو [illegible]

عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

[illegible] لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور [illegible] کی کتابیں

جاری نہ کیجا سکیں گی۔ فقط